اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ

نامِ اقدس ﷺ سن کر

انگوٹھے چومنے

کا مدلل ثبوت

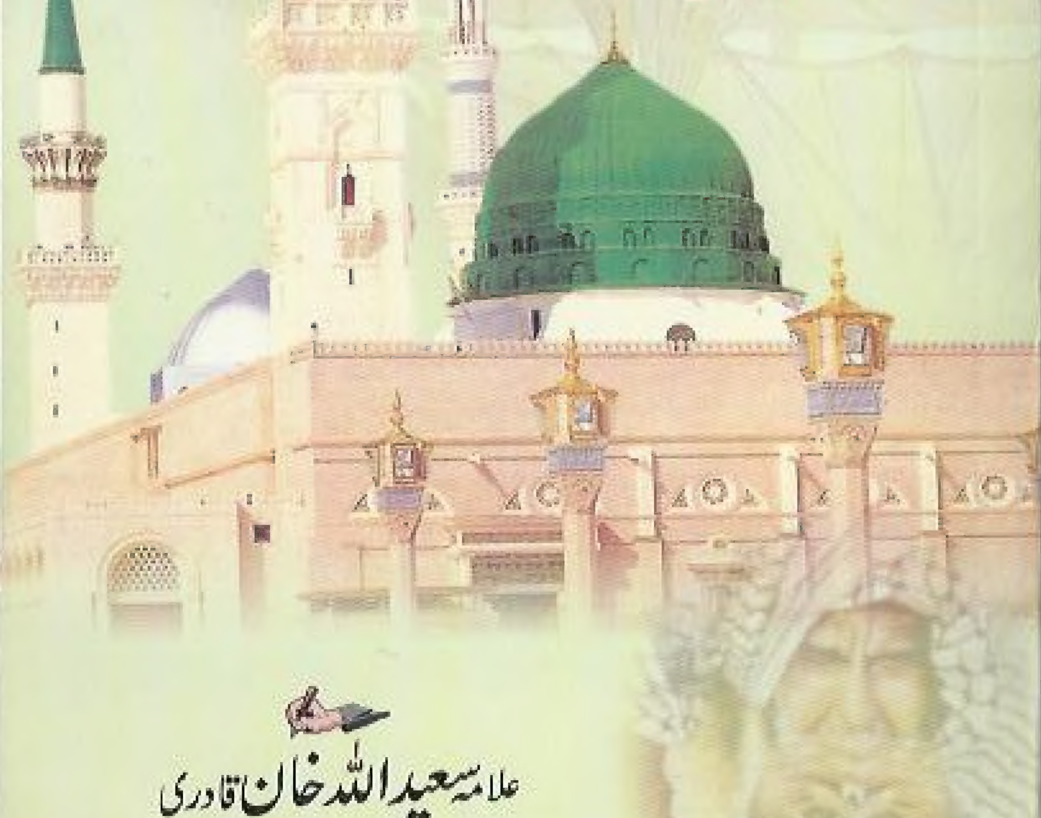

علامہ سعید اللہ خان قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ

نامِ اقدس ﷺ سن کر

انگوٹھے چومنے

کا مدلل ثبوت

مصنف

علامہ سعید اللہ خان قادری

باہتمام

محقق اہلسنت استاذ المکرم مفتی محب الرحمٰن محمدی مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ میاں گل جان

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کا مدلل ثبوت

مصنف: علامہ سعید اللہ خان قادری

باہتمام: محقق اہلسنت استاذ المکرم مفتی محب الرحمن محمدی مدظلہ العالی

کمپوزنگ: علامہ سعید اللہ خان قادری

طباعت: جمیل برادرز: 0332-2316945

سن اشاعت: جنوری 2008ء محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

تعداد: 1000

صفحات: 160

ہدیہ:

ناشر

مکتبہ میاں گل جان

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
01	انتساب	4
02	اشرف علی تھانوی کے خط کو آنکھوں پر لگانا	28
03	باب اول انگوٹھے چومنے کا ثبوت	30
04	نام اقدس ﷺ کی تعظیم سے ایک گناہگار کی بخشش	39
05	وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ثقاہت	57
06	غیر مقلد شوکانی کا فرمانا کہ یہ حدیث مسند فردوس میں ہے	88
07	محمد سرفراز گکھڑوی کے اعتراض کا جواب	93
08	ردالمحتار کا حوالہ	99
09	حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا دونوں انگوٹھوں کو چومنا	117
10	مخالفین کی کتب سے ثبوت	121
11	باب دوم اعتراضات و جوابات	130
12	گکھڑوی کا امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بہتان باندھنا	132
13	عبدالحمید کا عبارت میں خیانت کرنا	134
14	گکھڑوی کی اپج الزاما جواب	143
15	دعا	154
16	مصنف کی دیگر کتب	155
17	اسباق سلسلہ قادریہ مبارک	160

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

انتساب

فقیر اس تصنیف کو قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، شیخ طریقت رہبر شریعت، سیدی و مرشدی قبلہ حضرت سید میاں گل صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ اور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیر میاں سید علی شاہ قادری دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ عظمت پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ جن کی روحانی امداد و اعانت سے مجھ جیسے ناچیز کو اس کتاب کی تصنیف کی توفیق حاصل ہوئی۔

خادم علمائے اہلسنت

سعید اللہ خان قادری

آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

الحمدللہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی حبیبہ ونور عرشہ وزینۃ فرشہ سیدنا محمد ﷺ وآلہ وازواجہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض ہے۔ پیارے بھائیو! السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز کثیر السیآت کو دین حق پر قائم رکھے۔ اور اہل سنت والجماعت کی خدمت کرنی کی توفیق عطاء فرمائیں اور اپنے حبیب ﷺ کی سچی محبت دل میں سچی عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

دور حاضر سائنسی ترقی کے اعتبار سے از حد روشن وتابناک ہے۔ نجانے کتنی ان دیکھی دنیائیں اس کی راہ تک رہی ہیں۔ یہ عروج یقیناً خوش کن ہے۔ مگر ہے تو محض جسمانی پرواز۔ جہاں تک روحانی واخلاقی ترقی کا تعلق ہے۔ انسان اس سے روز بروز محروم ہوتا جارہا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے خطہ ارضی ظلم وستم کے ہولناک طوفان کی زد میں ہے۔ وہ مسلمان جسے قدرت نے شعور واخلاص سے نوازا ہے۔ یقیناً اس صورت حال پر آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے اور کیوں نہ روئے؟ آفات وحادثات کی پے در پے بارشوں نے عالم اسلام کی بنیادیں کھوکھلی

کردی ہیں۔ایک زخم ابھی بند نہیں ہوتا کہ دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔جسد ملت جو اس طرح داغ داغ ہو چکا ہے آخر اس کا مداوا کیا ہے؟ یقین جانئے اس کا ایک ہی مداوا ہے۔اور وہ ہے جزبہ عشق رسول ﷺ، عشق رسول ﷺ سے قرب رسول ﷺ نصیب ہوگا اور یہی قرب رسول ﷺ دنیا و آخرت میں کامیاب ہونے کا ذریعہ ہے۔اسی کامیابی کا اصل ہے تعظیم رسول ﷺ. سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اسی تعظیم رسول ﷺ میں داخل ہیں۔

حضور انور ﷺ کے اسم گرامی پر انگوٹھے چومنا ایک مستحب عمل ہے اس میں معلم ومقصود کائنات ﷺ کے نام کی تعظیم اور توقیر بھی ہے اور آپ ﷺ سے محبت کا اظہار خیال بھی۔معلم کائنات ﷺ کی محبت اصل ایمان ہے دین سرکار ﷺ کے کردار و گفتار کا نام ہے خالق ومالک نے ہمارے آقا و مولا ﷺ کے فعل کو اپنا فعل ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّـآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِداً ومبشراً وَّ نذيراً (٨) لِّتُؤمنوا باللّٰه ورسوله وتعزروه و توقروه وتسبحوه بكرة وَّاصيلاً (٩)
(سورۃ فتح پارہ ۲۶ آیت ۹،۸)

ترجمہ:...... بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاظر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔
(کنزالایمان)

اول یہ لوگ اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔دوم یہ کہ دائرہ نبوت و رسالت کے مکمل اور پورا فرمانے والے آخری رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کمال تعظیم وتوقیر کریں۔سوم یہ کہ خالق کائنات کی عبادت وطاعت میں رہیں۔اہل اسلام ان ہر سہ بنیادی مقاصد دینیہ کی پیاری ترتیب ملاحظہ ہو کہ سب سے پہلے ایمان کو اور سب سے پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی کمال تعظیم وتوقیر کو رکھا گویا وہ ایمان وعبادت میں ایسی

ہے جیسے بدن میں جان یا مکان میں مکین۔

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ لکھتے ہیں۔

ويوخذ من هذه الاية ان من اقتصر على تعظيم الله وحده اوعلى تعظيم الرسول وحده فليس بمومن بل المومن من جمع بين تعظيم الله تعالى وتعظيم رسوله ولكن التعظيم في كل بحبه فتعظيم الله تنزيهه عن صفات الحوادث و وصفه بالكمالات وتعظيم رسوله اعتقاد انه رسول الله حقا وصدقا لكافة الخلق بشيرا و نذيرا الى غير ذلك من اوصافه السنية وشمائله المرضية.

ترجمہ:...... اس آیت تعزروہ وتوقروہ سے ثابت ہوا کہ جو صرف تعظیم خدا کرے یا صرف تعظیم رسول کرے وہ مومن نہیں۔بلکہ مومن وہ ہے جو تعظیم خدا و تعظیم مصطفےٰ ﷺ دونوں کرے۔لیکن ہر ایک کی تعظیم اس کی شان کے مطابق ہوگی پس اللہ تعالیٰ کی تعظیم رب کو صفات حوادث سے منزہ بتانا اور وصف کمالات سے موصوف ماننا ہے اور تعظیم رسول یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ حضور اللہ کے سچے رسول ہیں تمام مخلوق کے لئے خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔علاوہ ازیں حضور کے عالی مرتبہ اوصاف اور پسندیدہ خصلتوں کا معتقد ہو۔

(تفسیر صاوی ج ۵ ص ۲۰۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں۔

ان حقوق رسول الله ﷺ اجل واعظم واكرم والزم لنا و اوجب علينا.

ترجمہ:...... آپ ﷺ کے حقوق زیادہ اور عظیم ہیں اور ہم پر لازم اور واجب ہیں۔
(الجامع لشعب الایمان ج۳ ص ۹۵ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

امام قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں۔

واعلم ان حرمة النبي ﷺ بعد موته و توقيره و تعظيمه لازم كما كان حال حياته وذالك عند ذكره ﷺ و ذكر حديثه وسنته وسماع اسمه وسيرته ومعاملة اله وعترته وتعظيم اهل بيته وصحابته.

ترجمہ:.....یعنی جان لو بے شک نبی کریم ﷺ کی عزت وحرمت اور آپ کی تعظیم وتوقیر آپ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح ضروری ولازم ہے جس طرح آپ کی ظاہری حیات میں ضروری ولازم تھی اور اس کا اظہار خاص طور پر آپ ﷺ کے ذکر مبارک اور آپ کی حدیث شریف کی تلاوت اور آپ کی سنت اور آپ کے نام مبارک اور آپ کی سیرت طیبہ کے سنتے وقت ہونا چاہیے۔

(شفا شریف ج ۲ ص ۲۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں۔

اوجب علینا تعظیمه وتوقیره ونصرته محبته والادب معه فقال تعالی انا ارسلنک شاهدا. (الاية)

ترجمہ:.....امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت انا ارسلنک .....الخ سے ہم پر حضور کی تعظیم اور توقیر اور حضور کی مدد اور محبت اور حضور کا ادب لازم و ضروری قرار دیا۔

(جواہر البحار)

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ" ما كان لكم ان تؤذوا رسول الله" پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۳ کے تحت لکھتے ہیں۔

والحاصل انه يجب على الامة ان يعظموه عليه الصلوة والسلام ويوقروه فى جميع الاحوال فى حال حياته و بعد و فاته فانه بقدر ازدياد تعظيمه و توقيره فى القلوب يزداد نور الايمان.

ترجمہ:.....اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور کی حیات دنیاوی کی حالت میں اور بعد پردہ پوشی غرض ہر حالت میں حضور کی تعظیم وتوقیر امت پہ لازم اور ضروری ہے۔ کیونکہ دلوں میں جتنی حضور کی تعظیم بڑھے گی اتنا نور ایمان بڑھے گا۔

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۱۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ عبداللہ سراج الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ان ذكر شمائله ﷺ وسماع اوصافه ونعوته تحيا قلوب

المحبين وتطرب ارواحهم وعقولهم ويزداد حبهم ويتحرك اشتياقهم.

ترجمہ:.....یعنی آپ ﷺ کے شمائل مبارکہ کا ذکر اور آپ ﷺ کے اوصاف ومحاسن کا سماع اہل محبت کے دلوں کو زندگی بخشتا ہے اور ان کے ارواح وعقول خوشی سے مچل اٹھتے ہیں ان کی محبت میں اضافہ اور ان کے شوق میں جلا پیدا ہوتی ہے۔

(سيدنا محمد رسول الله ص ۸ مطابع الاصيل حلب سوريا)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔

عن ابن عباس رضى الله عنهما فى قوله و يعزروه يعنى الاجلال و يوقروه يعنى التعظيم يعنى محمدا ﷺ.

ترجمہ:.....عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول ویعزروہ کی تفسیر میں منقول ہے یعنی تعظیم کریں۔ اور یوقروہ کے معنی بھی تعظیم کریں یعنی حضور ﷺ کی۔

(الدر المنثور فى التفسير الماثور ج ۱ ص ۱۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام محمد باقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں۔

اعلم ان المحبة (اللام عوض عن المضاف اليه اى محبة المصطفى عليه التحية والسلام والثنا. زرقانى) كما قال صاحب المدارج (اى مدارج السالكين اسم لشرح ابن القيم على كتاب منازل السائرين لشيخ الاسلام عبدالله بن محمد بن على الانصارى المتوفى سنة ۴۸۱ زرقانى) هى المنزلة (الرتبة العلية) التى يتنا فس فيها المتنافسون واليها يشخص العاملون والى علمها شمر السابقون و عليها تفانى المحبون وبروح نسيمها تروح العابدون فهى قوت القلوب و غذاء الارواح وقرة العيون وهى الحياة التى من حرمها فهو جملة الاموات والنور الذى من فقده ففى بحار الظلمات والشفا الذى من عدمه حلت بقلبه جميع الاسقام واللذة التى من لم يظفر بها فعيشه كله هموم وآلام وهى روح الايمان والاعمال والمقامات والاحوال التى متى خلت (تلك الاربعة زرقانى) منها فهى كالجسد الذى لا روح فيها تحمل اثقال السائرين الى بلد لم يكونوا الا بشق الا نفس بالغيه وتوصلهم الى منازل لم يكونوا بدونها ابدا واصليها و تبوؤهم من مقاعد الصدق الى مقامات لم يكونوا لولا هى داخليها

(وفیہ تلمیح لمعنی ان المتقین فی جنات ونہر فی مقعد صدق والتقوی بالایمان لاتکون الامع محبة الرسول زرقانی) وھی مطایا القوم التی سراھم فی ظھورھا دائما الی الحبیب و طریق ھم الا قوم الذی یبلغھم الی منازلھم الاولی (التی کانوا بھا فی صلب آدم وھی الجنة) من قریب (بدون عذاب قبل دخولھا للمحبة) تاللہ لقد ذھب اھلھا (المحبة) بشرف الدنیا والآخرة اذلھم من معیة محبوبھم (المشارلھا بقولہ انت مع من احببت) اوفر نصیب. الخ.

ترجمہ:...... یعنی یقین کر کہ بے شک مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت (جیسا کہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں کہا ہے) ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے میں سبقت سے حاصل کرتے ہیں۔ سبقت سے حاصل کرنے والے اور اس کے حاصل کرنے میں عاملین مجتہدین اپنی نظریں اٹھاتے ہیں۔ اور اس کی معرفت کے لئے سابقین کوشش کرتے ہیں اور اسی حب مصطفیٰ کے عالی رتبہ حاصل کرنے میں عشاقان سید عالم ایک دوسرے سے غلبہ چاہتے ہیں۔ اور اسی حب نبوی کی نسیم کی راحت سے عابد لوگ راحت پاتے ہیں۔ تو یہ حب سید عالم دلوں کی خوراک وطعام ہے۔ اور روحوں کی غذا ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ حب محبوب خدا وہ حیات ہے جو اس سے محروم ہے وہ مردوں میں شمار ہے۔ اور یہ وہ نور ہے کہ جس کے پاس یہ مفقود ہے۔ تو وہ تاریکیوں (ظلمات) کے سمندروں میں غرق ہے۔ اور یہ وہ شفا ہے جس کے پاس یہ معدوم ہے تو اس کے دل میں تمام امراض طویلہ داخل ہو گئیں۔ اور یہ وہ لذت ہے جو اس سے محروم رہا تو اس کا سلب عیش غموں اور دردوں والا ہوا۔ اور یہ حب حبیب خدا ایمان اعمال (صالحہ) مقامات (علیہ) حالات (رفیعہ) کی وہ روح ہے۔ جب یہ چاروں اس حب نبی سے خالی ہوں تو یہ چاروں چیزیں اس جثہ کی طرح ہیں کہ جس میں روح نہ ہو۔ یہ حب سرکار مدینہ بلد محبوب حقیقی کی طرف سیر کرنے والوں کے بوجھ اٹھاتی ہے جس تک وہ بغیر مشقت نفسوں کے نہ پہنچ سکے اور یہ حب نبی ان کو ایسے منازل عالیہ و مقامات رفیعہ تک پہنچا دیتی ہے کہ اس حب رسول کے بغیر وہ کبھی ان منازل تک نہ پہنچ سکتے

اور یہ حب محبوب خدا ان کو ملیک مقتدر کے حریم قدس میں مجالس صدق کے اپنے مقامات میں بٹھاتی ہے۔ کہ وہ واصلین حضرت الوہیت اس حب حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کبھی اس میں داخل نہ ہو سکتے۔ اور یہ حب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم واصلین الی اللہ کی وہ سواری ہے کہ ان کو اپنے ظہور اور نورانیت میں رات کے اول اور درمیانے اور آخری حصہ میں ہمیشہ محبوب حقیقی کے میدان قرب میں سیر کراتی ہے اور یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ ان کو پہلی منزل یعنی بہشت میں عنقریب بغیر دخول عذاب کے پہنچا دے گا۔ اللہ کی قسم محبین وعشاقان سید عالم دارین کا شرف لے گئے اس لئے کہ ان کو حب حبیب خدا کی وجہ سے معیت محبوب سے وافر حصہ ملا (اگر چہ بظاہر دور ہیں بباطن ہر وقت پیش حضور ہیں۔

(زرقانی علی المواھب ج ۶ ص ۲۸۰۔۲۸۱ مطبوعہ دارالمعرفة بیروت)

امام المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین.

ترجمہ:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے عزیز تر ہو جاؤں۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۷ رقم الحدیث ۱۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۷ رقم الحدیث ۴۴ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۶ رقم الحدیث ۶۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم امام ابونعیم الاصبہانی ج ۱ ص ۱۳۳ رقم الحدیث ۱۶۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (مسند ابو عوانہ ج ۱ ص ۴۱ رقم الحدیث ۹۰ مطبوعہ دارالمعرفة بیروت)، (مسند عبد بن حمید ج ۱ ص ۱۵۵ رقم الحدیث ۱۱۷۵ مکتبة السنة القاھرة)، (جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ۲۲ ص ۱۲۱۸ رقم الحدیث ۱۸۷۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (شرح السنة امام بغوی ج ۱ ص ۸۵ رقم الحدیث ۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر

ج ۸ ص ۳۱۸ رقم الحدیث ۲۳۳۲۲ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (مسند ابی یعلی ج ۳ ص ۱۱۷۔۱۱۸ رقم الحدیث ۳۰۳۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (جمع الجوامع ج ۸ ص ۲۹۰ رقم الحدیث ۲۶۳۲۲ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (سنن نسائی ج۸ ص ۱۱۳ رقم الحدیث ۵۰۱۳ مطبوعه مکتب المطبوعات الاسلامیة حلب)، (سنن دارمی ج ۲ ص ۳۱۷ رقم الحدیث ۲۷۲۱ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)، (فیض القدیر شرح جامع الصغیر ج ۲ ص ۱۵۷ رقم الحدیث ۱۹۳۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۲۳۶ رقم الحدیث ۱۲۷۹۳ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۱۷۷ رقم الحدیث ۱۲۸۳۷ مطبوعه موسسة قرطبة مصر)، (جامع الصغیر ج ۲ ص ۵۸۶ رقم الحدیث ۱۹۳۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (مسند ابی هریرة ج ۱ ص ۲۶۳ رقم الحدیث ۲۵۷۱ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب ج ۵ ص ۱۵۳ رقم الحدیث ۷۷۹۲ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

اسی طرح ایک دوسری حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین باتیں جس میں ہوگی وہ حلاوت ایمان پا جائے گا۔ پہلی بات تو یہ کہ اس مرد مومن کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ اور دوسری بات یہ کہ وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے کرے۔ اور تیسری بات یہ کہ کفر سے نجات پالینے کے بعد اس کی طرف پلٹ کر آنے کو اس طرح ناپسند کرے جس طرح وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۷ رقم الحدیث ۱۶ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم امام ابونعیم الاصبهانی ج ۱ ص ۱۳۲ رقم الحدیث ۱۶۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (سنن الترمذی ج ۵ ص ۱۵ رقم الحدیث ۲۶۲۴ مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابن ماجه ج ۲ ص ۱۳۳۸ رقم الحدیث ۴۰۳۳ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۳ رقم الحدیث ۱۲۰۲۱ مطبوعه موسسة قرطبة مصر)، (جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ۲۲ ص ۵۹۸۷ رقم الحدیث ۸۱۹ مطبوعه دارالفکر بیروت)، (سنن نسائی ج ۸ ص ۹۶ رقم الحدیث ۴۹۸۸ مطبوعه مکتب المطبوعات الاسلامیة حلب)، (مسند ابی یعلی ج ۳ ص ۲۲۔۲۵ رقم الحدیث ۲۸۰۵ و ص ۱۰۲ رقم الحدیث ۲۹۹۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (مسند عبد بن حمید ج ۱ ص ۳۹۲ رقم الحدیث ۱۳۲۸ مکتبة السنة القاهرة)، (شرح السنة امام بغوی ج ۱ ص ۸۴۔۸۵ رقم الحدیث ۲۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (طبرانی صغیر ج ۱ ص ۲۵۸ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

اس حدیث میں ایمان کی بنیاد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو بتایا گیا۔ اور اس محبت کو ایمان کی دوسری حلاوتوں پر مقدم کرکے اس کی غیر معمولی اہمیت بھی بتا دی گئی جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ محبت رسول ﷺ جان ایمان ہے۔

شیخ عبداللہ سراج الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ان الله تعالی اوجب علی المومنین ان یحبوا النبی ﷺ فوق محبة الآباء والابناء والازواج والعشیرة والتجارة والاموال واوعد من تخلف عن تحقیق ذلک بالعقاب فقال سبحانه قل ان کان آباء کم و ابناء کم واخوانکم الآیة ولاریب ان اسباب المحبة ترجع الی انواع الجمال والکمال والنوال کما قرره الامام الغزالی رضی الله عنه وغیره. فاذا کان الرجل یحب لکرمه او بشجاعته او لحلمه او لعلمه او لتواضعه او لتعبده او تقواه او لزهده وورعه او لکمال عقله او وفور نعمه او جمال ادب او حسن خلقه او فصاحة لسانه او حسن معاشرة او کثرة بره و خیره او لشفقته ورحمته او نحو ذلک من صفة الکمال فکیف اذا تاصلت واجتمعت هذه الصفات الکاملة وغیرها من صفات الکمال فی رجل واحد وتحققت فیه اوصاف الکمال ومحاسن الجمال علی اکمل وجوهها الا و هو السید الا کرم سیدنا محمد ﷺ الذی هو مجمع صفات الکمال ومحاسن الخصال قد ابدع الله تعالی صورته العظیمة وهیئته الکریمة وطوی فیه انواع الحسن والبهاء بحیث یقول کل من نعته لم ير قبله ولا بعده مثله.

ترجمہ:...... اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر یہ لازم و واجب کر دیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین، اولاد، بیوی، خاندان، تجارت اور اموال سے بڑھ کر محبوب سمجھیں اور اس کے خلاف کرنے والے کو عذاب کی وعید سنائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے اے محبوب فرما دیجئے اگر تم اپنے والدین اولاد اور بھائی۔ الی آخر الآیہ اور اسباب محبت کی وجوہ یہی ہو سکتی ہیں حسن و جمال کمال اور احسان۔ امام غزالی وغیرہ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔ جب کسی آدمی نے اس کی ایک صفت کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے مثلاً اس کا کرم یا اس کی بہادری حلم یا علم یا تواضع یا عبادت و تقویٰ یا زہد و ورع یا کمال عقل یا بہتر فہم یا جمال ادب یا حسن اخلاق یا

فصاحت زبان یا بہتر برتاؤ یا کثرت نیکی یا شفقت و رحمت یا اس کی مثل کسی اور وجہ سے اور جب یہ تمام صفات کی ایک شخصیت میں جمع ہو جائیں اور یہ تمام اوصاف و محاسن اپنے شباب و کمال پر بھی ہوں تو اس وقت اس شخصیت سے محبت کا عالم کیا ہوگا اور یہ شخصیت ہمارے آقا ﷺ کی ہے کیونکہ آپ تمام صفات کاملہ اور محاسن فاضلہ کے جامع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظیم ہیت و صورت اتنے احسن انداز پر بنائی ہے کہ تمام حسن و جمال کی خوبیاں اس طرح جمع ہوگئی ہیں کہ آپ کا وصف کرنے والا ہر شخص پکار اٹھتا ہے کہ آپ کی مثل کوئی نہیں۔

(سیدنا محمد رسول اللہ ص ٦ مطابع الاصیل حلب سوریا)

امام احمد بن علی المثنی التمیمی متوفی ۳۰۷ھ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی سعید الخدری، عن رسول اللہ ﷺ انہ قال: اتانی جبریل فقال: ان ربی وربک یقول: کیف رفعت ذکرک؟ قال. واللہ اعلم. قال: اذا ذکرت ذکرت معی.

ترجمہ:..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور کہا بیشک آپ کا رب فرماتا ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسا بلند کیا ہے میں نے کہا اللہ خوب جانتا ہے فرمایا کہ جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا۔

(مسند ابو یعلی موصلی ج ١ ص ٥٢٦ رقم الحدیث ١٣٧٥ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ٨ ص ١٧٥ رقم الحدیث ٣٣٨٢ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب ج ٢ ص ٤٠٥ رقم الحدیث ٧١٧٦ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان ج ١ ص ٤٣٩ رقم الحدیث ١٧٧٢ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ٣٣ ص ٩٢٧٣ رقم الحدیث ٣٣٢ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (فتح الباری ابن حجر عسقلانی ج ٨ ص ٧١٢ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)، (تفسیر الطبری ج ٣٠ ص ٢٣٥ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (ابن ابی حاتم رازی، تفسیر القرآن العظیم ج ١٠ ص ٣٤٤٥ رقم الحدیث ١٩٣٩٣ مطبوعہ المکتبۃ العصریہ بیروت)، (زاد المسیر ابن جوزی ج ٩ ص ١٦٣ مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)، (الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج ٦ ص ٦١٥ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (شفا شریف ج ١ ص

٢٠ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (تفسیر ابن کثیر ج ٤ ص ٥٢٥ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (تفسیر المنیر ج ١٥ ص ١٨٢ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)، (جواهر البحار للنبهانی ج ٢ ص ١٦٣ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (تفسیر خازن ج ٢ ص ١٣١ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (تفسیر روح المعانی ج ١٥ جز ٣٠ ص ١٦٩ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (تفسیر مظہری ج ١٠ ص ٢٩٢ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)، (والشوکانی فی فتح القدیر ج ٥ ص ٣٦٣ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (الامثال فی تفسیر کتاب اللہ المنزل ج ٢٠ ص ٢٣١ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (تفسیر مجمع البیان ج ١٠ ص ٣٠٩ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الهدی والرشاد ج ١٠ ص ٣٢١ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الوفا باحوال المصطفیٰ ج ١ ص ٣٧٣ مطبوعہ مصطفےٰ البابی مصر)، (کنز العمال ج ١١ ص ٤٠٥ رقم الحدیث ٣١٨٩١ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (خصائص الکبریٰ ج ٢ ص ٣٣٧ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (تفسیر بغوی ج ٢ ص ٥٠٢ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)، (تفسیر الثعالبی ج ٣ ص ٤٢٣ مطبوعہ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت)

امام احمد بن محمد بن ہارون الخلال متوفی ۳۱۱ھ اس روایت بعد لکھتے ہیں۔

اسنادہ حسن شاهد للحدیث السابق.

ترجمہ:..... اس کی اسناد حسن ہے جس کے بارے میں گزشتہ حدیث شاہد ہے۔

(السنۃ للخلال ج ١ ص ٢٦٢ رقم الحدیث ٣١٨ مطبوعہ دارالرایہ ریاض)

امام نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ یہی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

رواہ ابو یعلی واسنادہ حسن.

ترجمہ:..... اس حدیث مبارکہ کو امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے اسناد حسن ہے۔

(مجمع الزوائد ج ٨ ص ٢٥٧ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)

امام قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں۔

قال ابن عطاء جعلت تمام الایمان بذکرک معی وقال ایضاً: جعلت ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی.

ترجمہ:..... ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں (خالق کائنات۔ نے ارشاد فرمایا) میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ تمہارا

ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے۔ یعنی جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

(شفا شریف ج ۱ ص ۲۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں۔

......عن مجاهد فی قوله ﴿ورفعنا لک ذکرک......﴾ قال: لا اذکر الا ذکرت اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله.

ترجمہ:.....امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے قول ورفعنا لک ذکرک کی تفسیر میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا ذکر جہاں ہوگا وہاں آپ کا بھی ذکر ہوگا پھر کلمہ شہادت لکھا۔

(دلائل النبوة باب فتور الوحی عن النبی ﷺ فترة الخ ج ۷ ص ۶۳ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)، (تفسیر عبد الرزاق ۳ ص ۲۸۰ مطبوعه مکتبة الرشد الریاض)

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں۔

وای رفع مثل ان قرن اسمه علیه الصلوة والسلام باسمه عزوجل فی کلمتی الشهادة وجعل طاعته طاعته وصلی علیه فی ملائکته وامر المومنین بالصلوة علیه. وخاطبه بالالقاب کیا یایها المدثر یا ایها المزمل یا ایها النبی یا ایها الرسول وذکره سبحانه فی کتب الاولین واخذ علی الانبیاء علیهم السلام وامهم ان یؤمنوا به ﷺ.

ترجمہ:.....اور اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہوسکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا۔ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا جیسے یاایها المدثر یا ایها المزمل یا ایها النبی یا ایها الرسول۔ پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکر خیر فرمایا۔ تمام انبیاء اور ان کی امتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لے آئیں۔ آج دنیا کا کوئی آباد ملک ایسا نہیں جہاں روز و شب پانچ بار حضور کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو۔

(تفسیر روح المعانی ج ۱۵ جزء ۳۰ ص ۵۴۲ مطبوعه المکتبة الحقانیة پشاور)

سید محمد قطب متوفی ۱۳۸۵ھ لکھتے ہیں۔

ہم نے ملاءِ اعلیٰ میں آپ کا ذکر بلند کیا، زمین میں بلند کیا اور کائنات کے سارے وجود میں بلند کیا، ہم نے اس کو بلند کیا اور آپ کے نام کو اللہ کے نام کے ساتھ ملا دیا۔

کلمۂ توحید میں، اذان میں، نماز میں، غرض ہر جگہ آپ کا نام اللہ کے نام کے ساتھ آتا ہے، اس سے بڑی بلندی ذکر اور کیا ہو سکتی ہے زمین میں ہر جگہ، سمندروں میں، فضاؤں میں، ہر گھڑی، ہر وقت آپ کا ذکر ہوتا ہے، درود پڑھا جاتا ہے، حدیث پڑھی جاتی ہے، جس کی ہر روایت میں دو دو تین تین بار آپ کا نام مبارک اور درود پڑھا جاتا ہے جب تک اس کلمہ کا اعتراف نہ ہو کوئی مومن نہیں ہو سکتا: لا اله الا الله محمد رسول الله اس سے زیادہ بلندی ذکر رفعت نام اور رفعت مقام اور کیا ہو سکتا ہے کہ بحر و بر ہر گھڑی، ہر آن اس آواز سے گونج رہے ہیں، یہ مقام مخلوق میں صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے لوح محفوظ میں بھی آپ کا ذکر بلند ہے، جب کہ اس میں یہ لکھا گیا کہ نسلیں گزر جائیں گے اور کروڑوں اربوں کھربوں انسان گھر گھر میں، گلی کوچے میں، مسجد و مدرسہ میں، غرض بحر و بر میں اور فضاؤں میں یہی ورد ہوگا کہ: لا اله الا الله محمد رسول الله. اللهم صلی وسلم وبارك عليه.

(تفسیر فی ظلال القرآن اردو ج ۱۰ ص ۵۹۵،۵۹۶ مطبوعه اسلامی اکادمی اردو بازار لاهور)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ انا اعطینٰك الكوثر کے تحت لکھتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

لا اذکر فی مکان الا ذکر معی یامحمد فمن ذکرنی ولم یذکرک فلیس له فی الجنة نصیب.

ترجمہ:.....یعنی اے محبوب جس جگہ میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا۔ اے میرے حبیب

جس نے میرا ذکر کیا لیکن میرا ذکر نہ کیا تو اس کیلئے جنت میں کچھ حصہ نہیں۔

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج ۶ ص ۲۸۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضور ﷺ کی تعظیم ومحبت ایمان کی اصل ہے اور سرکار ﷺ کا نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا یہ بھی حضور ﷺ سے محبت کی ایک دلیل ہے۔ نیز اس عمل میں حضور ﷺ کی محبت آپ کے ادب اور اجلال کا اظہار ہے اور ہر وہ فعل جس سے حضور ﷺ کے ادب اور اجلال کا اظہار ہوتا ہو اس کا کرنا فقہاء کے نزدیک مستحسن ہے۔

علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں۔

و ما یفعله بعض الناس من النزول بقرب من المدینة والمشی علی اقدامه الی ان یدخلها حسن و کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا.

ترجمہ:.....بعض لوگ مدینہ کے قریب سواری سے اتر جاتے ہیں اور پیدل چل کر مدینہ میں داخل ہوتے ہیں ان کا یہ فعل مستحسن ہے اور ہر وہ فعل جس کا حضور ﷺ کے ادب اور اجلال میں زیادہ دخل ہو اس کو کرنا مستحسن ہے۔

(فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں۔

و ما یفعله بعض الناس من النزول بقرب من المدینة والمشی الی ان یدخلها حسن و کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا.

(فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

سید امیر علی دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

اور یہ جو بعض آدمیوں کا دستور ہے کہ مدینہ کے قریب اتر تے ہیں اور وہاں سے پیادہ پا چلکر مدینہ میں داخل ہوتے ہیں یہ بہتر ہے اور جس چیز میں ادب اور تعظیم زیادہ ہو وہ بہتر ہے۔

(فتاوی عالمگیری مترجم ج دوم ص ۱۲۲ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

امام احمد بن حجر مکی الہیتمی شافعی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں۔

جس نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وشان میں مبالغہ کیا ہر اس طریقے سے کہ جس سے تعظیم بلند ہو اور یہ مبالغہ ذات باری تعالی تک نہ لے جائے تو وہ حق تک پہنچا اور اس نے اللہ کی ربوبیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی حدوں کی پاسداری کی اور یہ وہ قول ہے جو کہ افراط وتفریط سے مبری اور پاک ہے۔

(الجوهر المنظم فی زیارة القبر الشریف النبوی المکرم اردو ص ۲۸ مطبوعہ مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور)

محمد احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

اللہ رب العالمین کی محبت وعظمت کے بعد مومن کے پاس اصل جو سرمایہ ہے رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت ہے اور جس قدر یہ محبت وعظمت دل ودماغ میں راسخ ہوگی اسی قدر دیار رسول ﷺ کی زیارت کی اہمیت اور فوقیت نمایاں اور آشکارا ہوگی۔ اللہ رب العالمین کی محبت وعظمت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت ایک لازمی اور فطری تقاضا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت کے بعد ہر اس شے کی عظمت ومحبت ہوگی اور شوق واشتیاق ہوگا جسے رسول اللہ ﷺ کی جانب ادنی انتساب اور وابستگی ہوگی۔

(تجلیات مدینہ ص ۷۱ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

قاضی عیاض شفا میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتکریم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ ان تمام اشیاء اور مقامات اور آثار کا اعزاز واکرام ہو جو رسول اللہ ﷺ کی جانب ادنی انتساب رکھتے ہیں۔ اور یہی شیوہ الفت وآشنائی ہے۔

(تجلیات مدینہ ص ۱۰۰ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں۔

ثم اعلم ان کل ما مال الی التعظیم رسول اللہ ﷺ لا ینبغی

لاحد البحث فيه ولا المطالبة بدليل خاص فيه فان ذلك سوء ادب فقل ما شئت في رسول الله ﷺ على سبيل المدح لا حرج.

ترجمہ:..... پھر اس بات پر یقین رکھ کہ (ہر قول، فعل، تقریر، تحریر) وہ چیز جو حضور ﷺ کی تعظیم کی طرف مائل ہو کسی کو لائق نہیں کہ اس میں بحث کرے۔ اور نہ یہ لائق ہے کہ اس جزئیہ پر دلیل خاص کا مطالبہ کرے۔ کیونکہ یہ بلاشک وشبہ بے ادبی ہے۔ تو جو جی چاہے حضور ﷺ کے حق میں بطریق مدح بیان کر۔ اس میں کسی قسم کا حرج نہیں۔

(كشف الغمه عن جميع الامة ج ٢ ص ٥٦ مطبوعه دار الفكر بيروت)،
(جواهر البحار امام نبهاني ج ٢ ص ٦٩ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

امام تقی الدین السبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

امر على الديار ديار ليلى اقبل ذا الجدار و ذا الجدار
و ما حب الديار شغفن قلبي ولكن حب من سكن الديارا

۱۔ میں لیلیٰ کے مکانات پر سے گزرتا ہوں تو اس دیوار اور اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں۔

۲۔ مکانات کی محبت نے میرے دل کو نہیں گھیرا، لیکن اس کی محبت نے جو ان مکانات میں رہا۔

(شفاء السقام في زيارة خير الانام عربي اردو ص ١٠٢ مطبوعه نوريه رضويه پبليكيشنز لاهور)

اب خود ان لوگوں کی حالت کا اندازہ کیجئے جو سرکار ﷺ کے ذکر پاک فضائل وکمالات صورت وسیرت کے بیان سے مسرور وشادماں نہیں بلکہ دل تنگ ہوتے ہیں کیا ان کا سرکار ﷺ کے ذکر پاک سے دل تنگ ہونا ایمان ومحبت سے محروم ہونے کی کھلی دلیل نہیں ضرور ہے۔ نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا دور کی بات صرف نام اقدس سن کر ہی ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں۔ اور شرک وبدعت اور حرام وناجائز کے فتوے جڑ دیتے ہیں۔ ان کے ہاں سب جائز ہے۔ دور سے پکارنا، حاظر وناظر، علم غیب، تبرکات سے برکت حاصل کرنا، وغیرہ وغیرہ۔ اکابر دیوبند کے لئے یہ عقیدہ رکھنا اور ثابت کرنا عین ایمان ہے۔ مگر ایک سنی مسلمان

یہی عقیدہ امام الانبیاء ﷺ وامام الاولیاء رحمہ اللہ کے لئے ثابت کرے تو دیوبندیوں کے فتویٰ سے وہ مشرک وبدعتی ہو جاتا ہے۔ جب بات اکابر دیوبند کی آتی ہے تو دیوبندیوں کو شرک وبدعت یاد نہیں آتا مگر جب بات میرے پیارے آقا ومولا ﷺ کی شان اقدس کی آتی ہے تو دیوبندیوں کو شرک و بدعت یاد آجاتا ہے۔ قارئین حضرات ملاحظہ فرمائیں اور انصاف کیجئے۔

(۱) علم غیب

دیوبندیوں کے قطب عالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

حضرت ﷺ کو علم غیب نہ تھا۔ .... اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

(فتاوى رشيديه ص ٢٢٣،٢٢٥ مطبوعه مكتبه رحمانيه اردو بازار لاهور)

حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں (معاذ اللہ)

رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں۔

شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں۔

(براهين قاطعه ص ٥١)

تنبیہ جلیل

حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو بے اصل فرماتے ہیں کہ: اصلے ندارد۔ مگر دیوبندی دین کا طرۂ امتیاز کذب افترا ہے اور سرکار کی توہین ہی مدار دین ہے چنانچہ ان کے ان کے نزدیک حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (معاذ اللہ) قارئین حضرات دیکھئے کہ حضور ﷺ کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور اپنے اکابر کے لئے کیا لکھتے ہیں دیکھئے۔

عاشق الہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں۔

"جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد گنگوہی) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں۔ یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے لوگو تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۲۲ مطبوعہ ادارۃ اسلامیات لاہور)

ایک طرف دیکھئے کہ سرکار ﷺ سے کتنا بغض و عناد ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (معاذ اللہ) اور دوسری طرف سائیں توکل شاہ کی علمیت کو دیکھئے کہ عرش پر رشید احمد گنگوہی کا قلم چلتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ عرش تو زمین پر نہیں بلکہ خاص عالم غیب میں ہے۔ سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور عرش اور عرش کے پرے یعنی رشید احمد کا قلم چلتا ہوا دیکھ لیا۔ یہاں دیوبندیوں کو شرک یاد نہیں وہ اس لئے کہ بات اپنی گھر کی ہیں۔

(۴) حاظر و ناظر

غلام خان دیوبندی لکھتے ہیں۔

"نبی کو جو حاظر و ناظر کہے، بلا شک شرع اس کو کافر کہے"

(جواہر القرآن ص ۴۳)

مفتی محمد فرید دیوبندی لکھتے ہیں۔

غیر اللہ کو حاضر و ناظر ماننا اور تمام مغیبات سے مطلع ماننا کفر اور شرک ہے۔

(فتاوی فریدیہ ج ۱ ص ۹۰ مطبوعہ دار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

حضور ﷺ کے لئے تو یہ عقیدہ شرک ہے لیکن اپنا حال دیکھئے۔

رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

"ہم مرید یقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست

پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور است اما از روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم دارد ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ القا خواہد کرد مگر ربط تام شرط است و بسبب ربط قلب شیخ را لسان قلب ناطق می شود و بسوئے حق تعالیٰ راہ مے کشاید و حق تعالیٰ او را محدث می کند"

ترجمہ:...... مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں قید نہیں ہے مرید جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روحانیت دور نہیں جب یہ بات پختہ ہو گئی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے مرید واقعہ جات میں پیر کا محتاج ہوتا ہے۔ شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القا کر یگی مگر پورا تعلق شرط ہے اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔

(امداد السلوک ص ۱۰)، (الشہاب الثاقب ص ۶۱-۶۲ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

اگر یہ عبارت کسی سنی مسلمان کی کتاب میں اس طرح ہوتی کہ امتی یہ بھی یقین سے جانے کہ حضور ﷺ کی روح ایک جگہ میں قید نہیں ہے امتی جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ آقا ﷺ کے جسم سے دور ہے لیکن آقا ﷺ کی روحانیت دور نہیں جب یہ بات پختہ ہو گئی تو ہر وقت آقا ﷺ کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے امتی واقعہ جات میں آقا ﷺ کا محتاج ہوتا ہے۔ آقا ﷺ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے آقا ﷺ کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القا کر یگی مگر پورا تعلق

شرط ہے اور آقا ﷺ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔ تو دیوبندیوں کے نزدیک وہ مشرک ہو جاتا مگر یہاں چوں کہ لکھنے والے رشید احمد گنگوہی ہیں اس لئے یہ شرک نہیں۔

(۳) اللہ کے سوا کسی کو ندا کرنا اور مدد طلب کرنا

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گی (کفر و شرک ہے)

(بہشتی زیور حصہ اول ص ۳۵ مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

یہاں "کسی" سے مراد حضور ﷺ اور اولیاء کرام مراد ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے نزدیک اکابر دیوبند کو دور سے پکارنا شرک نہیں یہ حکم صرف امام الانبیاء ﷺ کے لئے ہیں۔ دیکھئے۔

محمد ذوالفقار علی دیوبندی فرماتے ہیں۔

یا مرشدی ویا مولئی یا مفزعی یا ملجائی فی مبدئی ومعادی

اے میرے مرشد اے میری پناہ اے میری گھبراہٹ کے سہارا اور اے جائے پناہ دنیا و آخرت میں

ارحم علی ایا غیاث فلیس لی　　کھفی سوی حبیکم من زاد

رحم کیجئے مجھ پر اے میرے فریادرس کیونکہ نہیں ہے میرے لئے　　اے میرے جائے پناہ سوا آپکی محبت کے کوئی توشہ

یاسیدی للہ شیئا انہ　　انتم لی المجدی وانی جادی

اے میرے سردار خدا کے واسطے کچھ عطا ہو!　　بیشک آپ میرے لئے جود کرنیوالے ہیں اور میں سائل ہوں

(کرامات امدادیہ ص ۳ ناشر کتب خانہ مادی دیوبند (یو۔پی)

اشرف علی تھانوی اپنے پیر حاجی امداد اللہ کے اشعار نقل کرتے ہیں۔

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا

ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ

تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا

عشق کی برسن کے باتیں کانپتے ہیں دست وپا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(امداد المشتاق ص ۱۷،۹۹ مطبوعہ ممتاز اکیڈمی اردو بازار لاہور)، (شمائم امدادیہ ص ۸۳،۸۲ مطبوعہ مدنی کتب خانہ ملتان)

معزز قارئین حضرات انصاف کیجئے حاجی امداد اللہ اور ذوالفقار علی اپنے پیر کو پکار رہے ہیں کسی دیوبندی نے یہ نہیں کہا کہ یہ شرک ہے وہ اس لئے کہ وہ ان کے اکابر ہیں۔

دیوبندیوں کے شیخ الہند کے مشرک ہونے کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ محدث دیوبند سید اصغر حسین لکھتے ہیں۔

۱۳۳۲ کے آخر میں دیوبند میں شدید طاعون ہوا چند طلبہ بھی مبتلا ہوئے ایک فارغ التحصیل طالب علم محمد صالح ولایتی جو صبح و شام میں سند فراغت لے کر وطن رخصت ہونے والے تھے اسی مرض میں مبتلا ہوئے اور حالت آخری ہو گئی وفات سے کسی قدر پہلے انہوں نے ایسی گفتگو شروع کی کہ گویا شیطان سے مناظرہ کر رہے ہیں اس کے دلائل کو توڑتے اپنے استدلال پیش کرتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے مناظرہ میں شیطان کو بخوبی شکست دیدی پھر کہنے لگے افسوس اس جگہ کوئی ایسا خدا کا بندہ نہیں ہے جو مجھ سے اس خبیث کو دفع کرے یہی کہتے کہتے دفعۃً بول اٹھے کہ واہ واہ سبحان اللہ دیکھو میرے استاد حضرت مولانا محمود الحسن صاحب تشریف لائے دیکھو وہ شیطان بھاگا۔ ارے خبیث کہا جاتا ہے۔ ایک ساعت کے بعد طالب علم صاحب کا انتقال ہو گیا۔ حضرت مولانا اس واقعہ کے وقت وہاں موجود نہ تھے۔ مگر روحانی تصرف سے امداد فرمائی۔

(حیات شیخ الہند ص ۲۵۵ مطبوعہ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور)

معزز قارئین حضرات دیکھئے اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گی یہ کفر و شرک ہے اب دیکھئے کہ محمد صالح ولایتی مشرک جو کہہ رہے ہیں کہ افسوس اس جگہ کوئی ایسا خدا کا بندہ نہیں ہے جو مجھ سے اس خبیث کو دفع کرے۔ محمد صالح مشرک کو اس وقت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔ (ترجمہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد۔ (ترجمہ) ہم تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ یاد نہیں۔ ایک سنی مسلمان جب امام الانبیاء ﷺ کو اللہ کا حبیب سمجھ کر مدد کے لئے پکارے تو دیوبندیوں کے فتوے سے وہ مشرک و بدعتی ہو جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھئے قرآن میں ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد۔ (ترجمہ) ہم تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اب سوچئے جو حقیقی مالک ہے وہ شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور حضور ﷺ جو کتنے دور ہے وہ مدینے سے آئے گے۔ تو تم بریلوی لوگ اللہ سے امداد کیوں نہیں مانگتے ہوں اس لئے تم کافر و مشرک ہو۔ اب اپنا حال دیکھئے محمد صالح ولایتی مشکل وقت میں محمود الحسن کو پکار رہے ہیں اب ان کو یاد نہیں کہ حقیقی مددگار شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور محمود الحسن جو کتنے دور ہیں محمد صالح ولایتی مدد کے لئے پکار رہے ہیں۔ محمد صالح ولایتی کے ایمان میں کچھ فرق نہیں آیا بلکہ یہ کرامت بن کر کتاب کی خوبصورتی بن رہی ہیں۔ اور محمود الحسن صاحب کے شرک کو دیکھئے کہ کتنی دور سے اپنے مرید کو دیکھ بھی رہے ہیں اس کی آواز بھی سن رہے ہیں اور روحانی تشریف لا کر امداد بھی کر رہے ہیں۔ اشرف علی تھانوی تو لکھتے ہیں کہ یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گی تو شرک و کفر ہے۔ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ دیوبندیوں کا اصول صرف امام الانبیاء ﷺ اولیاء رحمھم اللہ کے لئے ہیں۔ اکابر دیوبند کے لئے نہیں۔ بلکہ محمود الحسن کتنے دور ہو وہ مرید کی پکار کو سن بھی سکتے ہیں مدد بھی کر سکتے ہیں روحانی تصرف بھی فرما سکتے ہیں۔ مگر حضور ﷺ کچھ

بھی نہیں کر سکتے ہیں (معاذ اللہ) جب حضور ﷺ کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو مدد کے لئے پکارنا شرک ہے۔ اور جب بات اکابر دیوبند کی آتی تو پھر کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں سے مدد کے منکر نہیں۔ دیکھئے جب قاسم نانوتوی نے ایک مرید کی مدد کی تو مناظر احسن گیلانی دیوبندی لکھتے ہیں۔

"پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں۔

(سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۳۲ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں۔

مولوی عبدالسبحان صاحب انسپکٹر پولیس ضلع گوالیار فرماتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بندوبست ریاست گوالیار ایک بار پریشانی میں مبتلا ہوئے اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ روپے کا مطالبہ ہوا۔ ان کے بھائی یہ خبر پا کر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گنج مراد پونچے حضرت مولانا نے وطن دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا دیوبند مولانا نے تعجب کے ساتھ فرمایا گنگوہ حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) کی خدمت میں قریب تر کیوں نہ گئے، اتنا دور از سفر کیوں اختیار کیا انہوں نے عرض کیا، حضرت یہاں مجھے عقیدت لائی ہے مولانا نے ارشاد فرمایا تم گنگوہی جاؤ۔ تمہاری مشکل کشائی حضرت مولانا رشید احمد صاحب ہی کی دعا پر موقوف ہے میں اور تمام روئے زمین کے اولیاء بھی اگر دعا کریں گے تو نفع نہ ہوگا۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۱۵ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

یہ ہے دیوبندی مذہب کا من گھڑت اصول اللہ تعالیٰ ہمیں ان بے دینوں سے بچائے۔

آخر میں اس مسئلے (نام اقدس ﷺ پر انگوٹھے چومنا) کے بارے میں دیکھئے کہ حضور ﷺ کا نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا بدعت سیئہ ہے اور اپنا حال کیا ہے دیکھئے۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کا عطا فرمایا ہوا جبہ بھی آپ کے پاس تھا یہ بھی انہیں تبرکات کے صندوقچہ میں رہتا تھا جس وقت آپ اس کو نکالتے تو اول دست مبارک میں لیکر اپنی آنکھوں سے لگاتے اور پھر پہنے کے بعد دیگرے دوسروں کو سر پر رکھنے کا موقع عطا فرماتے تھے اس وقت آپ پر ایک خاص کیفیت ظاہر ہوتی اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ اس کو کئی سال حضرت نے پہنا اور پھر مجھ کو خصوصیت کے ساتھ عطا فرمایا تھا جو شخص لیکر آیا تھا اس سے کہلا بھیجا تھا کہ اس کو پہنا (کرو) سو کبھی کبھی تعمیل ارشاد کو پہنا کرتا ہوں تبرک ہے رکھ چھوڑا ہے۔

(امداد المشتاق ص ۱۶۲ مطبوعہ ممتاز اکیڈمی لاہور. تذکرۃ الرشید)

اشرف علی تھانوی کے خط کو آنکھوں پر لگانا اور سر جھکا کر ہاتھ کو بوسہ دینا

والا نامہ کو سر پر رکھا دست مبارک کے لکھے ہوئے الفاظ کو آنکھوں سے لگایا۔ جونہی حضرت والا کا دست مبارک میرے ہاتھوں پر آیا بے اختیار میرا سر جھک گیا اور لب دست مبارک پر جا لگے۔ میں نے بوسہ دے دیا۔

(مکتوبات اشرفیہ ص۳۸،۱۲۱ ناشر تالیفات اشرفیہ ملتان)

اور ملاحظہ فرمائیں۔

عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں۔

خلاصہ عالم جماعت اہل اللہ یعنی زمرہ علماء گروہ اصفیا نے متفق اللفظ آپکی (رشید احمد گنگوہی) سرپرستی کو اپنے سروں کا تاج بنایا اور آپ کی نعلین کو چومنا اور آنکھوں پر لگانا ذریعہ نجات وسبب حصول برکات سمجھ لیا۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۱ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

معزز قارئین حضرات انصاف کیجئے۔ ایک طرف امام الانبیاء ﷺ اور دوسری طرف رشید احمد گنگوہی ایک طرف نام اقدس ﷺ سن کو انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانا دوسری طرف

رشید احمد گنگوہی کی نعلین چومنا اور آنکھوں پر لگانا ایک طرف نام اقدس ﷺ سن کو انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانا بدعت سیہ اور دوسری طرف رشید احمد گنگوہی کی نعلین چومنا اور آنکھوں پر لگانا ذریعہ نجات۔ یہ ہے دیوبندی مذہب کا اصول۔ قارئین حضرات انصاف کیجئے۔ کہ ان لوگوں کا سرکار ﷺ سے کتنا بغض وعناد ہیں۔

معزز قارئین حضرات یہ مختصر سا بیان تھا جو آپ نے ملاحظہ فرمایا اگر مفصل بیان دیکھنا ہوں تو فقیر کا رسالہ ''مشرک و بدعتی کون'' مطالعہ فرمائیں۔

فیض ملت شیخ القرآن استاذ العلماء مفتی فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں۔

حضور ﷺ کا اسم گرامی بوقت اذان واقامت سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا مستحب ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اسی پر ہمارے دلائل قائم ہوتے ہیں بہتان تراشی کا جواب ہمارے پاس نہیں کہ بڑی دلیری سے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ اہل سنت انگوٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔ چنانچہ ایک بہتان تراش لکھتا ہے کہ:

''واقعی اذان کا جواب اور دعا ودرود شریف پڑھنا چھوڑ کر صرف انگوٹھے چومنا واجب سمجھ لیا ہے'' اس بہتان تراش سے پوچھئے کہ ہماری کون سی کتاب میں ہے کہ ہم انگوٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔ سچ ہے (اذا فات الحیاء فافعل ماتشاء)

(انگوٹھے چومنے کا ثبوت ص ۸ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ)

باب اول

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اذان میں نام اقدس سن کر بوسہ دینا بتصریح کتب وفقہ مستحب ہے اس کے بیان میں ہماری مبسوط کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین سالہا سال سے شائع ہے۔ اقامت یعنی تکبیر نماز میں اس کا انکار طائفہ دیوبندیت کے جدید سرغنہ تھانوی نے فتاوی امدادیہ میں کیا اس کے رد میں ہمارا رسالہ نہج السلامہ فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامہ ہے اور یہ صورت کہ اذان واقامت کے سوا بھی جہاں نام اقدس سنے اس کے جواز میں بھی شبہ نہیں جبکہ مانع شرعی نہ ہو جیسے حالت نماز میں۔ جواز کو یہی کافی کہ شرعاً ممانعت نہیں جس چیز کو اللہ ورسول منع فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع بننا اور نئی شریعت گڑھنا ہے اور جب اسے بنظر تعظیم ومحبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ محبوب ہوگا ہر مباح نیت حسن سے مستحب ومستحسن ہو جاتا ہے۔ کما فی البحر الرائق ورد المحتار وغیرہما من معتمدات الاسفار افعال تعظیم ومحبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے مطلق بلا تقیید وتحدید انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کی تعظیم کا حکم فرمایا قال تعالیٰ وتعزروہ وتوقروہ رسول کی تعظیم وتوقیر کرو قال تعالیٰ فالذین امنوا بہ

وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم ومدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے۔ وقال تعالیٰ لئن اقمتم الصلوٰۃ واتیتم الزکوٰۃ وامنتم برسلی وعزرتموہم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم ولادخلنکم جنت تجری من تحتہا الانہر اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اللہ کے لیے اچھا قرض دو تو ضرور تمھارے گناہ مٹا دوں گا اور ضرور تمھیں جنتوں میں لے جاؤں گا جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں وقال اللہ تعالیٰ ومن یعظم حرمت اللہ فہو خیر لہ عند ربہ جو الٰہی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اسکے رب کے یہاں بہتر ہے وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ ”جو الٰہی نشانوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔“ ولہذا ہمیشہ علمائے کرام وائمہ اعلام امور تعظیم ومحبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور انھیں ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے جس کی بعض مثالیں ہمارے رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامہ میں مذکور ہوئیں۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا جو باتیں ادب تعظیم میں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہو خوب ہے امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب البحر المورود میں فرماتے ہیں اخذ علینا العہود ان لا نمکن احدا من اخواننا ینکر شیئاً ابتدعہ المسلمون علی جہۃ القربۃ الی اللہ تعالی ورأوہ حسنا کما مر تقریرہ مرارا فی ہذہ العہود لا سیما ما کان متعلقا باللہ تعالی

ورسوله صلے الله تعالى عليه وسلم ہم پر عہد لیے گئے کہ کسی بھائی کو کسی ایسی چیز پر انکار نہ کرنے دیں جو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے لئے نئی نکالی اور اچھی بھی ہو جیسے اس کی تقریر اس کتاب میں بارہا گزری خصوصا وہ ایجادیں کہ اللہ ورسول جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہوں امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں "يسمعون بفعلهم السنة الحسنة وانكانت بدعة اهل البدعة لان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال من سن سنة حسنة فسمى المبدع للحسن مستنا فادخله النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فى السنة فقوله صلى الله تعالى عليه وسلم اذن فى ابتداع السنة الحسنة الى يوم الدين وانه ماجو عليها مع العاملين لها بدوامها فيد خل فى السنة كل حدث مستحسن قال الامام النووى مان له مثل اجور تابعيه سواء كان هوالذى ابتداه او كان منسوبا اليه وسواء كان عبادة اوادبا او غير ذلك الخ ملتقطا" یعنی نیک بات اگرچہ بدعت ونو پیدا ہو اس کا کرنیوالا سنی ہی کہلائے گا نہ بدعتی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشاد اقدس میں قیامت تک نئی نئی نیک باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو ایسی نئی بدعت نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا تو اچھی بدعت سنت ہی ہے امام نووی نے فرمایا جتنے اس پر عمل کرینگے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اسی نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اسکی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھے چومنا حسب نیت

وعرف ادب کی بات میں داخل ہے اور نہ سہی تو کچھ اور تو سب کو شامل ہی مسلمان یہ فائدہ جلیلہ خوب یاد رکھیں کہ بات بات پر وہابیہ غیر مقلدین کے اٹلے مطالبوں سے بچیں ان خبثا کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ فلاں کام بدعت ہے حادث ہے اگلوں سے ثابت نہیں اسکا ثبوت لاؤ سب کا جواب یہی ہے کہ تم اندھے ہو اندھے ہو دو باتوں میں سے ایک کا ثبوت تمہارے ذمے ہے یا تو یہ کہ کوئی نفسہ اس کام میں شر ہے یا یہ کہ شرع مطہر نے اسے منع فرمایا ہے اور جب نہ شرع سے منع نہ کام میں شر تو رسول اللہ ﷺ بلکہ قرآن عظیم کے ارشاد سے جائز دار قطنی نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ان الله فرض فرائض ولا تضيعوها وحرم حرمات فلا تنتهكوها وحد حدود افلا تعتدوها وسكت عن اشياء من غير نسيان فلا تحثوا عنها بے شک اللہ عزوجل نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انھیں نہ چھوڑو اور کچھ حرام فرمائیں ان پر جرأت نہ کرو اور کچھ حدیں باندھیں ان سے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کا کوئی حکم قصدا ذکر نہ فرمایا ان کی تفتیش نہ کرو کہ ممکن کہ تمھاری تفتیش سے حرام فرما دی جائیں صحیحین بخاری ومسلم میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول ﷺ فرماتے ہیں۔ "ان اعظم المسلمين فى المسلمين جرما من سائل عن شئى لم يحرم على الناس من اجل منسألتم "مسلمانوں میں سب میں بڑا مسلمانوں کے حق میں مجرم وہ ہے جس نے کوئی بات پوچھی اس کے پوچھنے پر حرام فرما دی گئی یعنی نہ پوچھتا تو اس بنا پر کہ شریعت میں اس کا ذکر نہ آیا جائز رہتی اس نے پوچھ کرنا جائز کرائی اور مسلمانوں پر تنگی کی۔ ترمذی وابن ماجہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روای الحلال ما احل الله فى كتابه والحرام ما حرم الله فى كتابه وما سكت عنه فهو مما عفا عنه جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال

فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمادیا وہ حرام ہے اور جس کا ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنه فھو عفو جسے اللہ ورسول نے حلال کہا وہ حلال ہے جسے حرام کہا وہ حرام ہے جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھوا "جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو" تو معلوم ہوا کہ جس کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب نہ گناہ اور فرماتا ہے عزوجل یا ایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القرآن تبدلکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم۔ "اے ایمان والو نہ پوچھو وہ باتیں کہ انکا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانے میں پوچھو گے جب تک قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ انھیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے" یہ آیہ کریمہ ان تمام حدیثوں کی تصدیق اور صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے جب تک کلام مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کر کوئی پوچھتا اس کے سوال کی شامت سے منع فرمادی جاتی اب کہ قرآن کریم اتر چکا دین کامل ہو لیا اب کوئی حکم نیا آنے کو نہ رہا جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا انکی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیل نہ ہوگی وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے وللہ الحمد یہاں تک جواز کا بیان تھا رہا استحباب وہ فعل جب کہ فی نفسہ خود ہی نیک ہے یا مسلمان نے اسے نیت حسن محمود سے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے داخل سنت ہے اگرچہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو جیسا کہ حدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ وعبارات ائمہ سے گزرا والحمد للہ رب العلمین

تعظیم حضور ﷺ مدار ایمان ہے اس کا منکر قطعا کافر مگر یہ نفس تعظیم میں ہے افعال تعظیمیہ میں جس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے جیسے درود وسلام اس کا منکر مرتد کافر یا جسکا ثبوت قطعی ہوا اگرچہ بدیہی نہ ہوا ائمہ حنفیہ سے بھی کافر کہیں گے بغیر اس کے تکفیر کی گنجائش نہیں خصوصا ایک نو پیدا بات جسمیں منکر کو شبہ بدعت یا اس کے علیے ہے جس کا انکار بر بنائے وہابیت نہ ہو ورنہ وہابیہ پر خود ہی صدہا وجہ سے کفر لازم اور ان کے انکار کا منشا بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے تو بین سے پر اور تعظیم مصطفے ﷺ ان کے دلوں پر شاق قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدر۔ (واللہ تعالی اعلم)۔

(فتاوی افریقہ ص ۶۵ تا ۶۷ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی)

فقیہ اعظم ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اہل السنۃ والجماعت کا مذہب ہے اور قرآن کریم واحادیث حبیب ومحبوب عظیم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے واضح طور پر ثابت ہے کہ اصل اشیاء اباحت ہے یعنی جب تک شرع مطہر سے کسی شئی کی حرمت وکراہت ثابت نہ ہو تو اسے حرام ومکروہ نہیں کہہ سکتے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

عفی اللہ عنھا۔ اس کی تفسیر میں ہے۔ عن سلمان قال سئل رسول اللہ ﷺ عن اشیاء فقال الحلال ما احل اللہ فی کتابه والحرام ما حرمه اللہ فی کتابه وما سکت عنه فھو مما قد عفی عنه فلا تتکلفوا۔

اور یونہی تفسیر کبیر ص ۴۵۹ جلد ۳، معالم التنزیل ص ۸۲ جلد ۲ مصری سنن ابن ماجہ ص ۲۴۹، سنن الترمذی ص ۲۱۹ جلد ۱ وغیرہ میں ہے۔ اور ہدایہ مطبوع مع الشروح عنایہ شرح ہدایہ، فتح القدیر ص ۴۷۳ جلد ۳، منحۃ الخالق ص ۱۷ جلد ۱، شامی ص ۹۸ جلد ۱ میں ہے کہ اصل اشیاء اباحت ہے۔ شامی کے یہ لفظ ہیں وصرح فی التحریر بان المختار ان

الاصل الاباحة عندالجمهور من الحنفية والشافعية اه وتبعه تلميذه العلامة قاسم وجرى عليه فى الهداية من الحداد وفى الخانية من اوائل الحضر والاباحة۔

تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ انگوٹھوں کا چومنا اصل میں کم از کم مباح ضرور ہے کہ شرح مطہر سے اس کی ممانعت نہیں آئی اور جب بہ نیت تعظیم محبوب اعظم ﷺ چومے جاتے ہیں تو مستحب وعبادت بن جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

الا انما الاعمال بالنيات. صحیح بخاری شریف کی پہلی حدیث یہی ہے اور ایسے ہی مسند امام حضرت سیدنا الامام الاعظم کی سب سے پہلی حدیث یہی ہے کہا الا انما الاعمال بالنيات۔ حضرت امام قاضی عیاض مالکی شفا شریف ص ۱۲۸ ج ۲ حضرت شیخ الامام الکمال ابن الہمام فتح القدیر ص ۱۰۱ ج ۳ علامہ شیخ محمد طاہر مجمع البحار ص ۳۸ ج ۱ علامہ ابراہیم حلبی غنیہ ص ۱۵ علامہ شامی علیہ الرحمۃ رد المختار ص ۲۸۵ جلد ۵، امام محی الدین ابو زکریا نووی شافعی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

والنظم الذى الشرف المباحات تصير طاعات بالنيات الصالحات.

اب بحمدہ تعالیٰ کھل گیا کہ تقبيل الابهامين التعظيم اسم المحبوب شرح اطہر میں جائز و مستحب ہے نیز قرآن کریم سے صحیح طور پر ثابت اور حدیث شریف اور ائمہ قدیم وحدیث سے بھی کہ ثابت اس محبوب طالب ومطلوب کی تعظیم واجلال شرعاً نہایت ضروری ولابدی ہے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه. معالم ص ۱۵۹ جلد ۶ میں ہے (وتعزروه) اى تعينوه وتنصروه (وتوقروه) تعظموه وتفخموه هذه الكنايات راجعة الى النبى ﷺ ونحوه فى الخازن وايضا فيه والتعزير

نصر مع التعظيم. شفا شریف ص ۲۸ جلد ۲ میں ہے۔ قال ابن عباس تعزروه تجلوه وقال المبرد تبالغوا فى تعظيمه. مجمع البحار ص ۲۳۹ جلد ۲ میں ہے تعظيمه ﷺ افضل القرب.

اور اصول کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ المطلق يجرى على اطلاقه تو جو قول وفعل تعظیم پر دال ہوگا وہ کم از کم جائز و مستحسن ضرور ہوگا لہذا فتح القدیر ص ۹۴ جلد ۳، فتاویٰ عالمگیری ص ۱۳۵ جلد ۱ میں ہے۔ كل ما كان ادخل فى الادب والاجلال كان حسنا پس تقبیل الابہامین جو دال بر تعظیم ہے ضرور جائز و مستحسن ہوئی۔

نیز حدیث میں وارد ہے کہ ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن. (مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۹، مجمع الزوائد ص ۱۷۷، ۱۷۸) اور تقبیل الابہامین کو اہل اسلام حسن جانتے ہیں اور نفی ورود حدیث مرفوع صحیح خاص جزئیہ میں نفی وجود صحیح نہیں اور ایسے ہی نفی صحیح سے نفی حسن وضعیف نہیں ہو سکتی اور وہ بھی فضائل اعمال میں مقبول اور یونہی نفی مرفوع سے نفی موقوف نہیں ہو سکتی اور موقوف بھی حجت ہے۔ خاتمہ مجمع البحار ص ۵۰۶ قولنا لم يصح لايلزم منه اثبات العدم الخ تفسیر کبیر ص ۲۳۶ جلد ۱ میں ہے عدم الوجدان لايدل على عدم الوجود. غنیہ وغیرہا میں ہے مذهب الصحابى حجة يجب تقليده. فتح القدیر ص ۹۵ جلد ۲ میں ہے۔ والاستحباب يثبت بالضعيف غير الموضوع بلکہ حدیث صحیح کی نفی صاف صاف بتاتی ہے کہ حدیث حسن یا ضعیف مرفوع یا موقوف صحیح ثابت ہے کہ مفہوم مخالف روایات میں ضرور بالضرور معتبر ہے۔ در المختار میں ہے المفهوم معتبر فى الروايات اتفاقا ومنه اقوال الصحابة. شامی ص ۱۰۳ جلد ۱ میں ہے انه فى الروايات ونحوها معتبر باقسامه حتى مفهوم اللقب، پس جراحی کا "لم يصح فى المرفوع" کہنا ثبوت بطریق مذکورہ کا صاف طور پر پتہ دیتا

ہے لہذا شامی علیہ الرحمۃ نے تقبیل الابہامین کو مستحب بھی لکھا اور قول جراحی بھی نقل کیا۔

ص ۳۲۷ جلد امیں ہے۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله وعند الثانیة منها قرت عینی بک یا رسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه اسلام یکون قائداً له الی الجنة کذافی کنز العباد قهستانی ونحوه فی الفتاوی الصوفیه وفی کتب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه الحدیث.

منیر العین ص ۱۰ میں موضوعات ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے قلت واذ اثبت رفعه الی الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه الصلوة والسلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین۔ مدارج النبوۃ ص ۴ رکن اول میں ہے۔

"گویند در وقت اذان در حین استماع اشہد ان محمدا رسول اللہ بوسیدن وانگشت بر دیدہ نہادن نیز سنت آدم علیہ السلام است واحادیث در فضل آن آوردہ اند"۔

اور وہابیہ کے نزدیک بھی سنت ہی ہونا چاہیے کہ ان کا اپنا حکیم بہشتی زیور کے ص ۴ پر لکھتا ہے "سنت وہ فعل ہے جس کو نبی یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیا ہو" اور گنگوہی براہین کے ص ۲۸ پر کہتا ہے "جو شے باوجود شرعی قرون ثلاثہ میں موجود ہو وہ سنت ہے مگر عجب کہ اس کا انکار کرتے ہیں اور فرمان باری تعالیٰ جل جلالہ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا علی الله الکذب سے نہیں ڈرتے۔ مگر ان کا مذہب ہی یہی چاہتا ہے کہ تعظیم محبوب سے روکا جائے چنانچہ براہین ص ۵۱ میں روئے زمین کا علم شیطان لعین کے لئے تو رشید احمد نے مان لیا اور سرکار دو عالم دانائے ما کان وما یکون سے نفی کیا بلکہ اسی صفحہ میں دیوار کے پیچھے کے علم سے بھی انکار کیا اور وہ بھی

حدیث موضوع سے۔ بہرحال یہ ثابت ہوا کہ تقبیل الابہامین عند ذکر الاسم الشریف ضرور بالضرور جائز ومستحب ہے۔

الا ان یمنع مانع کالخطبة والقراءة فیمتنع هناك خصوصا لا مطلقا. والله ورسوله اعلم وصلی الله تعالی علیه وآله وصحبه وسلم.

(فتاوی نوریه ج ۱ ص ۳۰۳ تا ۳۰۷ ناشر دار العلوم حنفیه فریدیه بصیر پور)

نام اقدس ﷺ کی تعظیم پر ایک گناہگار کی بخشش

دلیل نمبر ۱

شیخ ابو طالب محمد بن الحسن المکی متوفی ۳۸۶ھ لکھتے ہیں۔

وحدثونا فی الاسرائیلیات ان رجلا عصی الله تعالی مائتی سنة، فی کلها یتمرد ویجتری علی الله فلما مات اخذ بنو اسرائیل برجله والقوه علی مزبلة، فاوحی الله تعالی الی موسی علیه السلام ان غسله وکفنه وصل علیه فی جمیع بنی اسرائیل، ففعل ما امر به فعجب بنو اسرائیل من ذلک، واخبروه انه لم یکن فی بنی اسرائیل اعتی علی الله ولا اکثر معاصی منه فقال علمت، ولکن الله تعالی امرنی بذلک قالوا: فاسأل لنا ربک فسأل موسی علیه السلام ربه فقال: یا رب، قد علمت، ما قالوا فاوحی الله تعالی الیه ان صدقوا انه عصانی مائتی سنة الا انه یوما من الایام فتح التوراة فنظر الی اسم حبیبی محمد مکتوبا، فقبله ووضعه علی عینه، فشکرت له ذلک، فغفرت له ذنوب مائتی سنة.

(قوت القلوب الفصل الثالث والثلاثون ج ۲ ص ۱۳۸ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

دلیل نمبر ۲

صدر عالم عبد الرحمن دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

اسرائیلیات میں مروی ہے کہ ایک آدمی دو سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اور

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و سرکشی میں بڑھ بڑھ کر جرات و دیدہ دلیری دکھاتا رہا۔ جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اس کی ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹ کر ایک کوڑی پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ" اس کو غسل دے کر کفن پہناؤ اور تمام بنی اسرائیل کو لے کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسے ہی کیا، اس بات پر بنی اسرائیل کو تعجب ہوا اور لوگوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا کوئی سرکش اور زیادہ نافرمان نہ تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

"میں جانتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے"۔

انہوں نے کہا:

اپنے رب سے ہمارے لیے معلوم کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار سے التجا کی اور کہا: اے پروردگار! تو جانتا ہے جو یہ کہہ رہے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: انہوں نے سچ کہا کہ اس نے دو سو سال تک میری نافرمانی کی مگر ایک روز اس نے تورات کو کھول کر اس میں میرے حبیب محمد (ﷺ) کا نام لکھا دیکھا تو اس کو بوسہ دیا اور دونوں آنکھوں سے لگایا میں نے اس کے اس عمل کی قدر کی اور اس کے دو سو برس کے گناہ بخش دیے۔

(قوت القلوب مترجم حصہ سوم ص ۲۰۲، ۲۰۳ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

خلیل اشرف عثمانی دیوبندی امام مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

مصنف اور کتاب کی سند کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ متعدد نامور آئمہ نے اپنی تصانیف میں محمد بن علی بن عطیہ ابوطالب مکی کا ذکر بڑے ادب کے ساتھ کیا ہے۔ مثلاً ابن جوزی، امام ذہبیؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لسان المیزان میں ابن خلکان نے وفیات میں

انہماک کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے علمی مرتبہ کو بھی آئمہ سلف نے تسلیم کیا اور ابن تیمیہ نے فرمایا کہ ابوطالبؒ حدیث کے نہایت مستند عالم تھے۔

امام غزالیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ان کی "قوت القلوب" سے اپنی کتب میں جگہ جگہ استفادہ کیا ہے، اس کے علاوہ بے شمار دیگر خصوصیات کی وجہ سے تصوف میں اسے سب سے پہلا جامع کام تسلیم کیا گیا ہے۔

(قوت القلوب مترجم ج ا ص ۵ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

دلیل نمبر ۳

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں۔

حدثنا عبداللہ بن محمد، حدثنا ابوبکر الدینوری المفسر، حدثنا محمد بن ایوب العطار، حدثنا عبدالمنعم بن ادریس، عن ابی، عن جدہ وھب، قال کان فی بنی اسرائیل رجل عصی اللہ مائتی سنۃ ثم مات فاخذوا برجلہ فالقوہ علی مزبلۃ فاوحی اللہ الی موسیٰ علیہ السلام ان اخرج فصل علیہ، قال: یارب بنو اسرائیل شھدوا انہ عصاک مائتی سنۃ، فاوحی اللہ الیہ ھکذا کان الا انہ کان کلما نشر التوراۃ ونظر الی اسم محمد ﷺ قبلہ ووضعہ علی عینیہ وصلی علیہ، فشکرت ذلک لہ وغفرت ذنوبہ وزوجتہ سبعین حوراء۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۴ برقم ۴۶۹۵ ص ۴۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

دلیل نمبر ۴

حبیب الرحمٰن دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

اسم محمد کی تعظیم پر ایک گناہگار کی توبہ

ہمیں عبداللہ بن محمد بن جعفر نے ابوبکر الدینوری المفسر، محمد بن ایوب عطار، عبدالمنعم بن ادریس عن ابیہ عن جدہ (یعنی وہب) کی سند سے بیان کیا کہ جب اس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اسے بغیر دفنائے یونہی شہر سے باہر پھینک دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ جاؤ اور اس شخص کی جنازہ پڑھو انھوں نے عرض کیا کہ بنی اسرائیل

نے گواہی دی ہے۔ کہ یہ شخص دو (سو) سال سے نافرمان ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ایسا ہی تھا لیکن جب یہ شخص تورات کھولتا اور اس میں حضرت محمد ﷺ کا نام دیکھتا تو اسے چومتا اور آنکھوں پر رکھتا تھا لہذا میں نے اسے اچھا جانا اور اس کی مغفرت فرما کر ستر حوروں سے اس کا نکاح کر دیا ہے۔

(حلية الاولياء مترجم حصه چهارم ص ۴۷۵ مطبوعه دارالاشاعت کراچی)

امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں۔

ابو نعيم الحافظ الكبير محدث العصر احمد بن عبدالله بن احمد بن اسحاق بن موسى بن مهران المهراني الاصبهاني الصوفي الاحوال سبط لصاحب محمد بن يوسف البناء ولد سنة ست وثلاثين وثلاث مائة.

ترجمہ:..... آپ کی کنیت ابونعیم، نام احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق اور خطاب محدث العصر ہے۔ آپ اصفہان کے رہنے والے بہت بڑے حافظ حدیث ہیں آپ مشہور زاہد محمد بن یوسف بنار کے نواسے ہیں۔ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔

(تذكرة الحفاظ ج ۳ ص ۱۰۹۲ برقم ۱۰۹۲ مطبوعه دارالصميعي الرياض)

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

قال الخطيب لم ار احدا اطلق عليه اسم ابى نعيم وابى حازم العبدوى قال على بن المفضل الحافظ قد جمع شيخنا السلفي اخبار ابي نعيم فسمى نحوا من ثمانين نفسا حدثوه عنه وقال لم يصنف مثل كتابه حلية الاولياء سمعناه على ابى المظفر القاشاني عنه سوى فوت يسير قال احمد بن محمد بن مردويه كان ابو نعيم في وقته مرحولا اليه لم يكن في افق من الآفاق احد احفظ منه ولا اسند منه كان حفاظ الدنيا قد اجتمعوا عنده وكل يوم نوبة واحد منهم يقراء ما يريده الى قريب الظهر فاذا قام الى داره ربما كان يقراء عليه في الطريق جزء وكان لا يضجر لم يكن له غذاء سوى التسميع و التصنيف.

وقال حمزة بن العباس العلوى كان اصحاب الحديث يقولون بقي الحافظ ابو نعيم اربع عشرة سنة بلا نظير لا يوجد شرقا ولا غربا اعلى اسنادا منه ولا احفظ منه وكانوا يقولون لما صنف

كتاب الحلية حمل الكتاب في حياته الى نيسابور فاشتروه باربع مائة دينار.

ترجمہ:..... امام خطیب کہتے ہیں میں نے حافظ ابونعیم اور عبدی کے سوا کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس پر بجا طور پر حافظ کا اطلاق کیا جائے۔ حافظ علی بن مفضل کہتے ہیں ہمارے استاذ حافظ سلفی نے امام ابونعیم کے حالات لکھے ہیں اور تقریباً ۸۰ آدمیوں کے نام ذکر کیے ہیں جنہوں نے ان کو حافظ ابونعیم سے حدیث بیان کی ہے نیز کہتے ہیں ان کی کتاب "حلیۃ الاولیاء" بے نظیر ہے آج تک کسی نے ایسی کتاب نہیں لکھی ہم نے ان کے شاگرد ابوالمظفر قاشانی سے چند اوراق کے سوا ساری کتاب کا سماع کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف استفادہ کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے دنیا کہ کسی حصہ میں اس وقت ان سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں تھا اور نہ ان سے زیادہ عالی سند کوئی آدمی موجود تھا دنیا کہ حافظ حدیث آپ کے پاس جمع رہتے تھے ان میں سے ہر روز ایک آدمی کی پڑھنے کی باری ہوتی تھی۔ وہ ظہر سے تھوڑی دیر پہلے تک جو چاہتا پڑھتا، بعض اوقات گھر کو جاتے ہوئے راستہ میں طالب علم ان سے پڑھتے جاتے جس آپ گھبراتے نہیں تھے کیونکہ حدیث پڑھانا اور کتابیں تصنیف کرنا آپ کی غذا تھی۔

حمزہ بن عباس علوی کہتے ہیں محدثین کہا کرتے تھے کہ حافظ ابونعیم کا چودہ سال تک کوئی نظیر نہیں تھا مشرق اور مغرب میں نہ ان سے بڑا کوئی حافظ حدیث تھا اور نہ کسی کے پاس ان سے اعلیٰ سند تھی۔ علمائے حدیث کا یہ بھی بیان ہے کہ جب آپ اپنی مشہور عالم تصنیف حلیۃ الاولیاء کے لکھنے سے فارغ ہوئے تو وہ آپ کی زندگی میں نیسابور میں ۴۰۰ دینار میں فروخت ہوئی۔

(تذكرة الحفاظ ج ۳ ص ۱۰۹۲ مطبوعه دارالصميعي الرياض)

دلیل نمبر ۵

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

و اخرج ابونعیم فی (الحلیة) عن وهب قال: کان فی بنی اسرائیل رجل عصی الله مائتی سنة ثم مات فاخذوه فالقوه علی مزبلة، فاوحی الله الی موسی ان اخرج فصل علیه، قال یارب: بنواسرائیل شهدوا انه عصاک مائتی سنة، فاوحی الله الیه: هکذا کان الا انه کان کلما نشر التوراة ونظر الی اسم محمد ﷺ قبله و وضعه علی عینیه و صلی علیه، فشکرت له ذلک و غفرت ذنوبه وزوجته سبعین حوراء.

ترجمہ:...... ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیہ" میں وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسو سال تک خدا کی نافرمانی کی۔ پھر وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑے گھر پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ جاؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دوسو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ حق تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی واقعتاً وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی توریت کو تلاوت کے لئے کھولتا اور اسم گرامی احمد مجتبیٰ ﷺ پر نظر پڑتی تو "وہ اسے بوسہ دیتا اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ پر ﷺ درود بھیجتا تھا" تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کر دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

و قد اخبرنی الشیخ الصالح عطیة الابناسی والشیخ الصالح قاسم المغربی المقیم فی تربة الامام الشافعی رضی الله تعالی عنه، والقاضی زکریا الشافعی انهم سمعوا الشیخ جلال الدین السیوطی رحمه الله تعالی یقول: رأیت رسول الله ﷺ، فی الیقظة بضعا وسبعین مرة وقلت له فی مرة منها: هل انا من اهل الجنة یارسول الله؟ فقال: نعم فقلت: من غیر عذاب یسبق، فقال: لک ذلک، قال الشیخ

عطیة: وسألت الشیخ جلال الدین مرة أن یجتمع بالسلطان الغوری فی ضرورة وقعت لی. فقال لی: یاعطیة أنا اجتمع بالنبی ﷺ، یقظة وأخشی ان اجتمعت بالغوری ان یحتجب ﷺ، عنی.

ترجمہ:...... اور مجھے شیخ صالح عطیہ الابناسی اور امام شافعی ؓ کی تربت میں مقیم شیخ صالح قاسم المغربی اور قاضی زکریا الشافعی نے بتایا کہ انہوں نے شیخ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے بیداری میں رسول پاک ﷺ کی کچھ اوپر ستر مرتبہ زیارت کی ہے۔ اور ان میں سے ایک دفعہ میں نے آپ سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! کیا میں اہل جنت سے ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: پہلے کوئی سزا دیئے بغیر؟ فرمایا: تیرے لئے یہی ہے۔ شیخ عطیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر شیخ جلال الدین سیوطی سے عرض کی کہ سلطان غوری کے پاس تشریف لے چلیں تو آپ نے مجھے فرمایا: اے عطیہ! میں بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ اگر غوری کے پاس چلا جاؤں تو کہیں حجاب لاحق ہو جائے۔

(الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الاکابر ج ا ص ۲۲۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

یہی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

رایت ورقة بخط الشیخ جلال الدین السیوطی عند احد صحابه وهو الشیخ عبدالقادر الشاذلی مراسلة لشخص سأله فی شفاعة عند السلطان قایتبای رحمه الله تعالی اعلم یااخی انی قد اجتمعت برسول الله ﷺ الی وقتی هذا خمس وسبعین ۷۵ مرة یقظة ومشافهة ولولا خوفی من احتجابه ﷺ عنی بسبب دخولی للولاة لطلعت القلعة وشفعت فیک عند السلطان وانی رجل من خدام حدیثه ﷺ واحتاج الیه فی تصحیح الاحادیث التی ضعفها المحدثون من طریقهم ولاشک ان نفع ذلک ارجح من نفعک.

ترجمہ:...... امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام سیوطی کے خط کا ایک ورق اس کے اصحاب میں سے ایک صاحب یعنی شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس دیکھا

جو مراسلہ تھا اس شخص کے لئے جس نے آپ سے بادشاہ وقاتبائی کے پاس سفارش کا سوال کیا تھا (وہ مراسلہ جوابیہ بدیں مضمون تھا) جان لے اے بھائی کہ اس وقت تک میں ۷۵ مرتبہ عالم بیداری میں بالمشافہ حضور ﷺ کی زیارت سے مستفیض ہوا۔ اگر حاکموں کے پاس جانے کی وجہ سے حضور کی زیارت کی محرومی کا خوف نہ ہوتا تو میں قلعہ شاہی میں داخل ہوتا اور بادشاہ کے ہاں تیرے حق میں سفارش کرتا اور میں خدام حدیث سے ایک مرد ہوں۔ ان احادیث کی تصحیح کے بارہ میں حضور ﷺ کا محتاج ہوں۔ جن کو محدثین نے اپنے طریقہ میں ضعیف کر دیا اور بے شک یہ نفع تیرے نفع سے بہت زیادہ ہے۔

(میزان الکبری ج ۱ ص ۴۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۰ھ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

میں نے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک ورق ان کے ایک ساتھی شیخ عبدالقادر شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دیکھا ہے جو انہوں نے ایک ایسے شخص کو لکھا تھا جس نے بادشاہ کے پاس جا کر کسی کام کے سلسلہ میں سفارش کرنے کی درخواست کی تھی۔

اے میرے بھائی! جان لے کہ اب تک میں رسول اللہ ﷺ سے پچھتر مرتبہ بیداری میں بالمشافہ شرف ملاقات حاصل کر چکا ہوں۔ اگر حاکموں کے درباروں میں حاضری سے مجھے حضور علیہ السلام کے حجاب میں ہونے کا خوف نہ ہوتا، تو میں ضرور شاہی قلعہ میں جاتا، اور بادشاہ کے پاس تیری سفارش کرتا۔ بے شک میں حضور علیہ السلام کی حدیث شریف کے خدمتگاروں میں سے ایک ہوں اور مجھے سرکار کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت پڑتی۔ ان احادیث کی تصحیح کے لئے جن کو محدثین نے اپنے طور پر ضعیف قرار دیا ہے اور بے شک یہ فائدہ میرے بھائی تیرے فائدے سے زیادہ بہتر ہے"۔

فرمایا کہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کی تائید وہ مشہور واقعہ بھی ہے کہ سیدی محمد بن زین مداح رسول ﷺ، سرکار کی بیداری میں بالمشافہ زیارت کرتے تھے۔ جب وہ حج کے لئے گئے تو سرکار نے قبر کے اندر سے ان سے بات کی۔

(سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین اردو ج ۲ ص ۶۷، ۶۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

سیدی علی الخواص کو فرماتے سنا کہ جن لوگوں کا ہمیں علم ہوا کہ وہ حضور ﷺ سے بیداری میں بالمشافہ ملاقات کرتے تھے، ان میں سے شیخ ابومدین شیخ الجماعۃ، شیخ عبدالرحیم قناوی، شیخ موسیٰ رولی، شیخ ابوالحسن شاذلی، شیخ ابوالعباس المرسی، شیخ ابوالسعود بن ابوالعشائر، سیدی ابراہیم المتبولی اور شیخ جلال الدین سیوطی ہیں۔ فرمایا کرتے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور بیداری میں کچھ اوپر ستر مرتبہ ملاقات کی۔

(سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین اردو ج ۲ ص ۷۰ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

محدث دیوبند انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں۔

نقل عن السیوطی رحمہ اللہ تعالی انه رآه ﷺ اثنین وعشرین مرة وساله عن احادیث ثم صححها بعد تصحیحه ﷺ. الخ

ترجمہ:...... امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا کہ اس نے بائیس مرتبہ جاگتے ہوئے حضور ﷺ کی زیارت کی اور حضور ﷺ سے بہت سی حدیثوں کے متعلق پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کی حدیث ہے یا نہیں حضور کے صحیح فرمانے کے بعد امام سیوطی نے ان احادیث کی تصحیح کی۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

حکیم اشرف نور احمد دیوبندی لکھتے ہیں۔

وهو لمجدد المائة التاسعة خاتم الحفاظ جلال الدین

عبدالرحمن بن كمال الدين الأسيوطي الشافعي، المتوفي سنة ٩١١، صاحب التصنيف التي سارت بها الركبان، وانتفع به الانس والجان، وقد زادت على خمسمائة وشهرة ذكره تغني عن وصفه.

ترجمہ:.....آپ نویں صدی کے مجدد تھے۔ آپ سے انس وجن نے فائدہ لیا۔

(حاشيه الفوائد البهية في تراجم الحنفية ١٨-٩١ مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه كراچی)

دلیل نمبر ۶

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں۔

ما رواه ابونعيم في الحلية عن وهب بن منبه رحمه الله تعالى قال: كان في بني اسرائيل رجل عصى الله تعالى مائة سنة ثم مات فاخذوه فالقوه على مزبلة فاوحى الله تعالى الى موسى عليه الصلوة والسلام: ان اخرج فصل عليه، قال: يارب ان بني اسرائيل يشهدون انه عصاك مائة سنة، فاوحى الله تعالى اليه: هكذا كان الا انه كان كلما نشر التوراة ونظر الى اسم محمد ﷺ قبله و وضعه على عينيه فشكرت له ذلك وغفرت له وزوجته سبعين حوراء.

ترجمہ:.....امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیہ" میں وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے سو سال تک خدا کی نافرمانی کی۔ پھر وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑے گھر پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ جاؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ حق تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی واقعی وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی توریت کو تلاوت کے لئے کھولتا اور اسم گرامی احمد مجتبیٰ ﷺ پر نظر پڑتی تو "وہ اسے بوسہ دیتا اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ پر ﷺ درود بھیجتا تھا" تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کر دیا۔

(سبل الهدى والرشاد ج ١ ص ١١٢٧٦ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

دلیل نمبر ۷

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۱۰۴۶ھ لکھتے ہیں۔

وفي الحلية لابي نعيم عن وهب بن منبه قال: كان رجل عصى الله مائة سنة اي في بني اسرائيل ثم مات فاخذوه والقوه في مزبلة، فاوحى الله الى موسى عليه الصلاة والسلام ان اخرجه فصل عليه، قال يارب: ان بني اسرائيل شهدوا انه عصاك مائة سنة، فاوحى الله اليه: هكذا الا انه كان كلما نشر التوراة ونظر الى اسم محمد ﷺ قبله و وضعه على عينيه فشكرت له ذلك و غفرت له وزوجته سبعين حوراء.

(انسان العيون في سيرة الامين المامون المعروف سيرت حلبيه ج ١ ص ٨٣ مطبوعه دار احياء التراث العربي بيروت)

دلیل نمبر ۸

عابد الرحمٰن کاندھلوی دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

محمد نام کے احترام میں مغفرت

کتاب حلیۃ الاولیاء میں ابونعیم، وہب ابن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس نے سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی (اور گناہ کرتا رہا) اس کے بعد جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اس کی لاش کو اٹھا کر (اس سے نفرت کی وجہ سے) کوڑے کے ڈھیر پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل فرمائی کہ اس شخص کو وہاں سے نکالو اور اس کی نماز پڑھو۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا۔

"اے پروردگار! بنی اسرائیل نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے سو برس تک تیری نافرمانی کی"۔ مگر اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ ہاں وہ ایسا ہی تھا مگر اس کی عادت تھی کہ وہ جب بھی (اللہ تعالیٰ کی کتاب) تورات کو کھولتا تھا اور اس میں محمد ﷺ کے نام پر اس کی نظر پڑتی تھی تو وہ اس کو چومتا تھا اور آنکھوں سے لگایا کرتا تھا میں نے

اس کی اس ادا کو قبول کر لیا اور اس کے گناہ معاف کر کے ستر حوروں کے ساتھ اس کو بیاہ دیا۔

(سیرت حلبیہ اردو ج ۱ ص ۲۷۰ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

محمد اسلم قاسمی دیوبندی لکھتے ہیں۔

علامہ حلبیؒ دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے ایک نہایت جلیل القدر صاحب عظمت عالم ہیں آپ کا اصل نام علی ابن ابراہیم ابن احمد ابن علی ابن عمر عرف نور الدین ابن برہان الدین حلبی قاہری شافعی ہے مسلک کے اعتبار سے شافعی تھے۔

نہایت بلند مرتبہ عالم اور مقبول و مشہور مشائخ میں سے ہے زبردست اور ٹھوس علم کی وجہ سے ان کو امام کبیر اور علامہ زماں کہا گیا، ان کے وسیع علم اور مطالعہ کی وجہ سے ہی ان کے متعلق کہا جاتا ہے یہ علم کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہیں اور علم کا ایک ایسا سمندر ہیں جس کا کوئی کنارہ نہیں، نہایت شفیق، خوش اخلاق اور با مروت بزرگ تھے اپنے زمانہ میں اپنے صاحب مرتبہ تھے کہ ان کے پائے کا کوئی دوسرا عالم نہ تھا تمام زندگی علم کی تلاش و جستجو اور اس کو لوگوں تک پہنچانے میں صرف کی ذہانت اور ذکاوت کی بناء پر نہایت محقق اور مفکر عالم تھے فتوی دینے اور مسائل کا اختراع و استنباط کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے علم کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی یکتا تھے تمام عمر انتہائی تقوی اور پاکبازی کے ساتھ دین کی خدمت میں گزار دی اور دنیا کو آپ سے زبردست فائدہ پہنچا۔ دور دراز کے شہروں سے لوگ آپ کے پاس علم کی پیاس بجھانے کے لئے آتے تھے اور سیراب ہو کر جاتے تھے خوش اخلاقی اور خوش مزاجی کے ساتھ ساتھ ظاہری جمال سے بھی اللہ تعالی نے آپ کو مالا مال کیا تھا عوام و خواص دونوں طبقوں پر آپ کا رعب اور دبدبہ تھا۔ مگر اس رعب اور ہیبت کے ساتھ ساتھ اپنے درس میں بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی بھی فرمایا کرتے تھے علم کی گہرائی کا یہ حال تھا کہ ان کے ہم عصر بڑے بڑے علماء ان کے مداح اور قائل تھے۔

شیخ سلطان مزاحیؒ ان کے دور میں زبردست عالم اور شیخ تھے مگر جب بھی ان کے پاس

علامہ حلبیؒ کا گزر ہو جاتا تو اپنے درس سے اٹھ کر نہایت پرتپاک استقبال کرتے علامہ حلبیؒ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور اپنی مسند خاص پر جہاں وہ درس دیا کرتے تھے علامہ کو بٹھاتے۔

(سیرت حلبیہ اردو ج ۱ ص ۲۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

دلیل نمبر ۹

عبدالرحمن بن عبدالسلام بن عبدالرحمن بن عثمان الصفوری الشافعی توفی ۸۹۴ھ لکھتے ہیں۔

قال وهب بن منبه رضي الله عنه: كان في بني اسرائيل رجل عصى ربه مائة عام فلما مات القاه بنو اسرائيل على المدبلة فاوحى الله تعالى الى موسى عليه الصلاة والسلام ان غسله و كفنه وصل عليه في بني اسرائيل..

ترجمہ:.... حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اسرائیلی سو سال تک اللہ تعالی کی نافرمانی میں مبتلا رہا جب فوت ہوا تو لوگوں نے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ میرے فلاں بندے کو وہاں سے اٹھائیے، غسل و کفن دے کر جنازہ پڑھیں اور باعزت طور پر اسے دفن کر دیں، کیونکہ یہ میرے نزدیک اس لئے محبوب ہے کہ ایک دن یہ تورات پڑھ رہا تھا کہ میرے محبوب نبی کریم ﷺ کا نام نامی دیکھا تو اس نے فرط عقیدت سے چوما، آپ کی ذات اقدس پر صلاۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا، اس لئے میں نے اسے مغفرت و بخشش سے نواز کر حور سے نکاح کر دیا۔

(نزهة المجالس ج ۲ ص ۱۵۵ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

دلیل نمبر ۱۰

یہی عبدالرحمن بن عبدالسلام الصفوری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

(حكاية) قال ابن عباس رضي الله عنهما: ان رجلا من اليهود نظر في التوراة فوجد اسم محمد ﷺ في اربعة مواضع فكشطه ثم ينظر في اليوم الثاني فوجده في ثمانية مواضع فكشطه ثم نظر في اليوم الثالث فوجد اسم محمد ﷺ في اثني عشر موضعا فسار من الشام الى المدينة فوجد النبي ﷺ قد مات فقال لعلي رضي الله عنه: ارني ثوب محمد ﷺ فاخرج له فشمه وقام عند القبر الشريف واسلم

وقال: اللهم ان كنت قبلت اسلامي فاقبض روحي سريعا فوقع ميتا فغسله علي رضي الله عنه ودفنه بالبقيع.

ترجمہ:……حکایت۔ برکات نام مصطفیٰ ﷺ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہودی نے تورات میں چار مقام پر حضور ﷺ کا نام نامی دیکھا تو اس نے دشمنی کی بناء پر مٹا دیا، جب دوسرے دن تورات دیکھی تو آٹھ مقام پر اسم مصطفیٰ درج پایا، اس نے پھر مٹا دیا تیسرے دن بارہ جگہ پر نام نامی دیکھا تو اس نے آپ کی زیارت کا قصد کیا اور شام سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا تو آپ ﷺ وصال فرما چکے تھے چنانچہ وہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے رسول کریم ﷺ کے لباس مقدس کی زیارت کرا دیجئے، آپ نے لباس مبارک کی زیارت کی تو وہ محبت سے چومنے اور سونگھنے لگا، پھر روضہ مقدس پر حاضر ہو کر اسلام لے آیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا۔

الٰہی اگر میرا اسلام لانا تجھے پسند ہے اور میری حاضری قبول ہے تو پھر مجھے وصال کی لذت سے شادکام فرما، یہ کہتے ہی اس کی روح قفس عنصری سے پار کر گئی اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے غسل دیا۔ صحابہ کرام نے جنازہ پڑھا اور جنت البقیع میں دفن کیا۔

(نزهة المجالس ج ۲ ص ۱۵۵ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

دلیل نمبر ۱۱

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ "ماكان محمد" (سورة الاحزاب پارہ ۲۲ آیت نمبر ۴۰) کے تحت لکھتے ہیں۔

وكان رجل في بني اسرائيل عصى الله مائة سنة ثم مات فاخذوه فالقوه في مزبلة فاوحى الله تعالى الى موسى ان اخرجه وصل عليه قال: يارب ان بني اسرائيل شهدوا انه عصاك مائة سنة فاوحى الله اليه انه هكذا الا انه كان كلما نشر التوراة ونظر الى اسم محمد قبله و وضعه على عينيه فشكرت له ذلك وغفرت له وزوجته سبعين حوراء.

ترجمہ:…… مروی ہے کہ ایک بنی اسرائیلی ایک سو سال غلط کاریوں میں مبتلا رہا جب مرا تو لوگوں نے اسے اٹھا کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیام بھیجا کہ اسے نہلا دھلا کر اس کی نماز جنازہ پڑھیے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یاالٰہ العلمین! تمام بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے ایک سو سال نافرمانیوں میں گزارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بات واقعی ایسے ہی ہے لیکن اس کا ایک کام مجھے پسند آگیا ہے کہ تورات کھول کر جو بھی اسم محمد کو دیکھتا تھا اسے چوم کر آنکھوں سے لگاتا تھا اس کے بدلے میں میں نے اسے بخش دیا اور ستر حوریں اس سے بیاہ دیں۔

(تفسير روح البيان ج۷ ص۱۸۲ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)

دلیل نمبر ۱۲ و ۱۳

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں۔

و اخرج ابونعيم في الحلية عن وهب قال كان في بني اسرائيل رجل عصى الله مائتي سنة ثم مات فاخذوه والقوه على مزبلة فاوحى الله الى موسى ان اخرج فصل عليه قال يا رب بنو اسرائيل شهدوا انه عصاك مائتي سنة، فاوحى الله اليه: هكذا الا انه كان كلما نشر التوراة ونظر الى اسم محمد ﷺ قبله و وضعه على عينيه وصل عليه فشكرت له ذلك وغفرت ذنوبه وزوجته سبعين حوراء.

ترجمہ:…… امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "حلیہ" میں حضرت وہب سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے اٹھا کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس پر نماز جنازہ پڑھو، عرض کی اے پروردگار! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ نے وحی فرمائی کہ یہ درست ہے مگر یہ شخص جب کبھی تورات کھولتا تو اسم محمد پر محبت کی نگاہ ڈالتا اور چوم کر آنکھوں پر لگاتا تھا اور آپ پر درود پڑھتا، مجھے اس کی اس بات کی قدر ہے لہذا میں نے اس کے گناہ بخش دیے ہیں اور

اسے ستر حوروں سے بیاہ دیا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)،(سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین اردو ج ۱ ص ۲۵۵،۲۵۲ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

دلیل نمبر ۱۴

امام علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں۔

ویروی فی بعض الاخبار انه کان فی بنی اسرائیل عبد مسرف علی نفسه فلما مات رموا به فاوحی الله الی نبیه موسی علیه السلام ان غسله و صلی علیه فانی قد غفرت له، قال یارب وبم ذلک قال انه فتح التوراۃ یوما فوجد فیها اسم محمد ﷺ فصلی علیه وقد غفرت له بذلک.

ترجمہ:...... بعض اخبار میں روایت ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص انتہائی گنہگار تھا، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے بغیر کفن دفن کے پھینک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ، اسے غسل دو، اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو، میں نے اسے بخش دیا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یارب! تو نے کس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس نے ایک دن توراۃ کو کھولا اور اس میں محمد ﷺ کا نام لکھا ہوا پایا۔ تو آپ ﷺ پر اس نے درود پڑھا اس لئے میں نے اس کو معاف فرما دیا ہے۔

(القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع ص ۱۲۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

زکریا کاندھلوی دیوبندی علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع کے بارے میں لکھتے ہیں۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ احمد بن رسلانؒ کے شاگردوں میں سے ایک معتمد نے کہا کہ ان کو نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں یہ کتاب قول بدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع

جو حضور اقدس ﷺ پر درود ہی کے بیان میں علامہ سخاویؒ کی مشہور تالیف ہے اور اس رسالہ کے اکثر مضامین اسی سے لئے گئے ہیں۔ حضور ﷺ کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی گئی حضور اقدس ﷺ نے اس کو قبول فرمایا۔ بہت طویل خواب ہے جسکی وجہ سے مجھے انتہائی مسرت ہوئی۔ اور میں اللہ کے اور اس کے پاک رسول ﷺ کی طرف سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں اور انشاء اللہ دارین میں زیادہ سے زیادہ ثواب کا امیدوار ہوں۔

(فضائل درود شریف ص ۹۹ مطبوعہ کتب خانہ فیضی لاہور)

دلیل نمبر ۱۵

غیر مقلد عبد الستار لکھتے ہیں۔

امر ہویا جداو پر تہاڈے اساں توراۃ اتاری
کن کے صفت حبیب میرے دی اس نوں لگی پیاری
نام محمد دیکھے اد بوں بہت خوشی وچ آیا
اسم مبارک چم کر اپنے اکھیاں نال لگایا
بخش دتا اساں راضی ہو کر حرمت شاہ ابراراں
ستر حوراں خدمت اندر بخشیاں خدمت گاراں

(اکرام محمدی ص ۲۸ بحوالہ درود و سلام اور انگوٹھے چومنا)

دلیل نمبر ۱۶

محمد ہارون دیوبندی لکھتے ہیں۔

محمد نام کے احترام میں مغفرت

کتاب حلیۃ الاولیاء میں ابونعیم، وہب ابن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس نے سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی (اور گناہ کرتا رہا) اس کے بعد جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کی لاش کو اٹھا کر (اس سے نفرت کی وجہ سے)

کوڑے کے ڈھیر پر ڈال دیا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی نازل فرمائی کہ اس شخص کو وہاں سے نکالو اور اس کی نماز پڑھو، حضرت موسیٰ نے عرض کیا۔ "اے پروردگار ابنی اسرائیل نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے سو برس تک تیری نافرمانی کی مگر اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ وہ ایسا ہی تھا مگر اس کی ایک عادت تھی کہ وہ جب بھی (اللہ تعالیٰ کی کتاب) تورات کو کھولتا تھا اور اس میں محمد ﷺ کے نام پر اس کی نظر پڑتی تھی وہ اس کو چومتا تھا اور آنکھوں سے لگایا کرتا تھا میں نے اس کی اس ادا کو قبول کر لیا اور اس کے گناہ معاف کر کے ستر حوروں کے ساتھ اس کو بیاہ دیا"۔

(خصوصیات مصطفیٰ ﷺ ج ۲ ص ۱۲۵ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

دلیل نمبر ۱۷

ذکریا کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

علامہ سخاویؒ بعض تواریخ سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت گناہگار تھا، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو ویسے ہی زمین پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ اس کو غسل دے کر اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں میں نے اس شخص کی مغفرت کر دی۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا یا اللہ یہ کیسے ہو گیا؟ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ اس نے ایک دفعہ توراۃ کو کھولا تھا اس میں محمد (ﷺ) کا نام دیکھا تھا۔ تو اس نے ان پر درود پڑھا تھا تو میں نے اس کی وجہ سے اس کی مغفرت کر دی۔

(بدیع)

اس قسم کے واقعات میں کوئی اشکال کی بات نہیں نہ تو ان کا یہ مطلب ہے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھ لینے سے سارے گناہ کبیرہ اور حقوق العباد سب معاف ہو جاتے ہیں اور نہ اس قسم کے واقعات میں کوئی مبالغہ یا جھوٹ وغیرہ ہے۔ یہ مالک کے قبول کر لینے پر ہے وہ کسی شخص کی معمولی سی عبادت، ایک دفعہ کا کلمہ طیبہ میں قبول کرلے جیسا کہ فصل اول کی

حدیث ۱۱ میں حدیث البطاقہ میں گزر چکا ہے تو اس کی برکت سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ **ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشآء۔** اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے، ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ شانہ، اس کی مغفرت نہیں فرماتے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے (یعنی مشرک و کافر کی تو مغفرت ہے نہیں) اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے بخش دیں گے۔ اس لئے اس قصوں میں اور اس قسم کے دوسرے قصوں میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ، کو کسی کا ایک دفعہ کا درود پڑھنا پسند آجائے وہ اس کی وجہ سے سارے گناہ معاف کر دے بااختیار ہے۔ ایک شخص کے کسی کے ذمہ ہزاروں روپے قرض ہیں وہ قرض دار کی کسی بات پر جو قرض دینے والے کو پسند آگئی ہو یا بغیر کسی بات کہ اپنا سارا قرضہ معاف کر دے تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ جل شانہ، اگر کسی کو محض اپنے لطف و کرم سے بخش دے تو اس میں کیا اشکال کی بات ہے۔ ان قصوں سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف کو مالک کی خوشنودی میں بہت زیادہ دخل ہے اس لئے بہت ہی کثرت سے پڑھتے رہنا چاہئے۔ نہ معلوم کس وقت کا پڑھا ہوا اور کس محبت کا پڑھا ہوا پسند آجائے ایک دفعہ کا بھی پسند آجائے تو بیڑا پار ہے۔

بس ہے اپنا ایک ہی نالہ اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم

(فضائل درود شریف ص ۹۹ مطبوعہ کتب خانہ فیضی لاہور)

بدعقیدہ لوگ اس کو ایک واقعہ سمجھ کر رد کر دیتے ہیں حالانکہ اس واقعہ کو نقل کرنے والے امام مکی، امام ابونعیم، امام جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ جیسے محدثین کرام ہیں اور اس کو روایت کرنے والے جلیل القدر تابعی حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ جو کہ ایک ثقہ امام ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں۔

عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله ﷺ: يكون في امتي رجل يقال له وهب يهب الله له الحكمة ورجل يقال له غيلان هو اضر على امتي من ابليس.

ترجمہ:..... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام وہب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا فرمائے گا اور ایک شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ شیطان سے زیادہ لوگوں کو ضرر پہنچائے گا۔ (غیلان دمشقی قدریہ فرقہ کا سردار ہے۔ اسی نے سب سے پہلے قدر کے باب میں اختراعات کیں)

(دلائل النبوة ج ۶ ص ۴۹۶ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (تاريخ دمشق الكبير ج ۶۳ جز ۶۲ ص ۲۶۵ رقم الحديث ۱۲۲۹۳ مطبوعه داراحياء التراث العربي بيروت)، (سير اعلام النبلاء للذهبي ج ۴ ص ۵۴۹ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)، (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۵۴۳ مطبوعه دار صادر بيروت)، (ديلمي، الفردوس بمأثور الخطاب ج ۵ ص ۴۵۴ رقم الحديث ۸۶۲۹ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (جمع الجوامع ج ۹ ص ۲۹۰ رقم الحديث ۲۸۸۰۷ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (كنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۹ رقم الحديث ۳۱۱۶۷ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)، (البدايه والنهايه ابن كثير ج ۲ ص ۲۲۳ مطبوعه المكتبة التجارية مكة المكرمه)، (جامع الكبير الاحاديث ج ۹ ص ۳۳۷-۳۳۸ رقم الحديث ۲۸۸۰۷ مطبوعه دار الفكر بيروت)، (حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين للنبهاني ص ۳۹۴ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (خصائص الكبرى للسيوطي ج ۲ ص ۲۲۶، ۲۲۷ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (سبل الهدى والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۵ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (تهذيب الكمال في اسماء الرجال ج ۱۹ ص ۴۸۹-۴۹۰ مطبوعه دار الفكر بيروت)

امام حافظ جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزی متوفی ۷۴۲ھ روایت کرتے ہیں۔

المثنی بن صباح نے فرمایا: وہب بن منبہ نے چالیس سال تک کسی کو برا نہیں کہا اور انہوں نے بیس سال تک نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیان وضو نہیں کیا۔

(تهذيب الكمال في اسماء الرجال ج ۱۹ ص ۴۸۹-۴۹۰ مطبوعه دار الفكر بيروت)

امام ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ امام ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام

عبدالرحمن بن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

وہب بن منبہ بن کامل یمانی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہے۔

(تاريخ دمشق الكبير ج ۶۳ جز ۶۲ ص ۲۷۲ مطبوعه داراحياء التراث العربي بيروت)، (الجرح والتعديل ج ۹ ص ۲۴ برقم ۱۱۰ مطبوعه داراحياء التراث العربي بيروت)

امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں۔

قال العجلي تابعي ثقة كان على قضاء صنعاء وقال ابوزرعة والنسائي ثقة.

ترجمہ:..... امام عجلی نے فرمایا ثقہ تابعی ہے اور صنعاء کے علاقے میں قاضی تھے۔ امام ابوزرعہ اور امام نسائی نے فرمایا ثقہ ہے۔

(سير اعلام النبلاء ج ۴ ص ۵۴۵ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)، (لسان الميزان ج ۷ ص ۴۲۸ برقم ۵۱۸۲ مطبوعه مؤسسة الاعلمي للمطبوعات بيروت)، (التعديل والتجريح ج ۳ ص ۱۱۹۳ برقم ۱۴۴۴ مطبوعه دار اللواء للنشر والتوزيع الرياض)، (تذكرة الحفاظ ج ۱ ص ۱۰۱ مطبوعه دار الصميعي الرياض)

بدعقیدہ لوگ اس واقعہ کو ایک واقعہ سمجھ کر تو رد کر دیتے ہیں۔ لیکن جو حدیث مبارکہ بخاری و مسلم میں ہیں اس کا رد کیسے کریں گے ملاحظہ فرمائیں۔

امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے قتل تھے پھر اس کا حکم پوچھنے کی غرض سے ایک راہب (عیسائیوں میں تارک الدنیا عبادت گزار) کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا وہ اسی طرح مسئلہ پوچھتا رہا، یہاں تک کہ اس سے ایک آدمی نے کہا کہ تو فلاں بستی میں چلا جا۔ قضائے الٰہی سے راستے میں اسے موت آ گئی اور اس نے اپنا سینہ اس بستی کی جانب جھکا دیا۔ اب رحمت اور عذاب کے فرشتے آ کر جھگڑنے لگے۔ پس جس بستی کی طرف وہ

جارہا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے نزدیک ہونے کا حکم دیا اور جس بستی سے وہ آیا تھا اسے پرے ہٹ جانے کا حکم دیا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کی جائے وفات سے دونوں بستیوں کا فاصلہ ناپ لو۔ تو اس بستی سے ایک بالشت نزدیک نکلا پس اس کی مغفرت فرمادی گئی۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۹۳،۴۹۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۵۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ۲۳ ص ۱۲۰۵،۱۲۰۶ رقم الحدیث ۲۷۳۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (کنز العمال ج ۴ ص ۲۰۲،۲۰۳ رقم الحدیث ۱۰۱۵۷ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۰ جز ۴۰ ص ۱۱۶ رقم الحدیث ۸۱۶۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (مشکوۃ شریف ص ۲۰۴ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)، (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۸۷۵ رقم الحدیث ۲۶۲۲ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۲۰ رقم الحدیث ۱۱۱۷۰ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)

کیا ایک اتنا بڑا مجرم جس نے سو 100 ناحق قتل کیئے وہ صرف اللہ والوں کی طرف جانے کی وجہ سے جنت کا حقدار ہو گیا حالانکہ اس نے ابھی ان اللہ والوں کو دیکھا نہیں ان کے پاس پہنچا نہیں صرف نسبت کی وجہ سے بخشا جا سکتا ہے تو کیا ایک مجرم حبیب خدا ﷺ کے نام پاک کی تعظیم کرنے کی وجہ سے نہیں بخشا جا سکتا؟

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
خدا نے اس پہ نار جہنم حرام کی

دلیل نمبر ۱۸

حضرت مولانا ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

در وجہ تسمیۂ این لوا بلواء الحمد در بعضے تفاسیر مثل تفسیر بحر العلوم و بعضے روایات از کتب اہل تذکیر چنین بنظر رسیدہ کہ چون آدم علیہ السلام در وقت در آوردن روح در بدن بعطسہ مبادرت نمود چنانچہ در محل خود مفصلا سبق خواہد شد انشاء اللہ العزیز و در جواب الحمد للہ یرحمک اللہ ربک سبقت رحمتی غضبی بشنود دران حین

گویند کہ نور محمدی ﷺ در جبین مبین آدم علیہ السلام متحرک بود آرام دیگر رفت و در وقت عطسہ ازوے آوازے آمد چنانچہ مروارید بر مروارید بسایند آدم گفت الٰہی این آواز چیست کہ مے آید خطاب آمد کہ نور فرزند تست محمد آخر الزمان ﷺ آدم را تمنائے مشاہدۂ نور محمدی از دل مستولی گشت آن نور با مر و درا از پیشانی او بسر انگشت مسبحہ اش انتقال داوند بنظر بجلوہ در آوردند آدم علیہ السلام چون در آئینۂ اظفار نور سید ابرار ﷺ بدید فی الحال انگشت مسبحہ بر آوردہ بشہادت تیمن مبادرت نمود و این سنت در میان اولاد تا بقیامت بگذاشت و نقوش مہر و محبتش بر صحیفۂ دل و جان ہر قوم صدق وایقان بنگاشت و از برکت انتقال آن نور جبین آدم علیہ السلام بیمن و برکت وسعادت قرین جبین او آمد و اولادے کہ در جانب یمین او متمکن بودند سعادتمند بودہ از اصحاب یمین ارجمند گشتند و آنچہ در شمال آدم بودند ازین اسعاد وارفاد محروم ماندند۔

ترجمہ:.....لوائے الحمد کی وجہ تسمیہ تفاسیر میں لوائے الحمد کی وجہ تسمیہ مختلف انداز میں بیان کی گئی ہے مگر تفسیر بحر العلوم اور دوسرے تذکروں میں یوں نظر سے گزرا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے قالب میں روح رکھی گئی تو آپ نے پہلی چھینک کے ساتھ الحمد للہ یرحمک اللہ ربک سبقت رحمتی غضبی کی آواز سنی کہتے ہیں کہ نور محمدی ﷺ اسی وقت حضرت آدم علیہ السلام کی جبین میں ہو یدا ہوا اور متحرک ہوا۔ چھینک کے وقت اس نور سے آواز آئی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ مروارید دوسرے مروارید سے گھستا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا۔ یا اللہ یہ آواز کیسی ہے فرمایا کہ یہ تمہارے بیٹے محمد آخر الزمان ﷺ کا نور ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آرزو کی کہ مجھے نور مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کرائی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نور مصطفیٰ تو تمہارے دل میں موجود ہے۔ اب

یہی نور تمہاری پیشانی سے نمودار ہو رہا ہے۔ چنانچہ فرشتوں نے نور مصطفیٰ کو دل سے اٹھا کر حضرت آدم کی انگلی پر رکھا اور پیشانی پر جلوہ گر فرما دیا اس حالت میں سیدنا آدم علیہ السلام نے نور محمدی کی زیارت کی۔ نور کے بعض ذرے حضرت آدم کے ناخنوں سے لگے تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان ناخنوں کو چوم لیا۔ اس دن سے اولاد آدم میں یہ سنت جاری ہے کہ نور مصطفوی کے احترام کے لئے انگلیوں کے ناخنوں کو چوما جاتا ہے۔ اور مہر و محبت کے نقوش دل و جان کے صحیفہ پر صدق و ایقان کی علامت بن گئے ہیں اس نور کے منتقل ہونے کی برکت سے اولاد آدم میں یمن و برکت کی فراوانی ہوگی حضرت آدم کی وہ اولاد جو آپ کے دائیں ہاتھ پر تھی نور مصطفیٰ کی برکت سے اصحاب یمن کہلائی اور سعادت مند نکلی۔ بائیں جانب بیٹھنے والے اس برکت سے محروم رہے اور ان میں بد بخت اور محروم لوگ جمع رہے اور وہ اصحاب شمال بنے۔

(معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ مقدمہ ص ۷۸،۷۵ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر ۱۹

یہی حضرت مولانا ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

در تفسیر بحر العلوم نسفی آوردہ کہ چون حق تعالی آدم صفی را علیہ السلام بوجود آورد نور محمدی را ﷺ کہ در پشت وی ودیعت نہادہ بود ہرگاہ کہ آدم علیہ السلام در طرق سموات وتتق ملکوتیات بہ آمد و شد مبادرت نمودی فرشتگان ملاء اعلی وکر و بیان عالم بالا ہمہ در کفہائی او بہ تعظیم واکرام میسر فتند حضرت آدم از سبب آن احترام سوال فرمود حق تعالی خطاب فرمود کہ ای آدم آن نور محمد یست ﷺ کہ از ظہر تو ظہور کردہ ودر متن متانت تو نور سرور افروزہ ایشان تعظیم آن نور میکنند گفت خداوندا چہ شود گر انتقال آن بعضوی از اعضای من

کرم فرمائی تا من نیز مشاہدۂ آن نور کنم وخاطر بآن مسرور گردانم حق تعالی آن نور را بہ سبابہ دست راست او منتقل گردانید چون مشاہدۂ آن نور کرد ہمان انگشت را بر آورد شہادتین ادا کرد واز آنجا بانگشت شہادت موسوم شد واین سنت در وقت شہادت از آدم علیہ السلام یادگار ماند بعد آن انگشت ببوسید وبر دیدہ نہاد وصلوات بابرکات بروح سید السادات علیہ الصلوۃ والسلام ارسال فرمود وگویند در وقت اذان در حین اشہد ان محمد رسول اللہ ﷺ بوسیدن وانگشت بر دیدہ نہادن نیز سنت آدم است علیہ السلام واحادیث در فضل آن آوردہ اند

ترجمہ:...... تفسیر بحر العلوم نسفی میں تحریر ہے کہ تحقیق آدم علیہ السلام کے بعد نور محمدی ﷺ ان کی پشت پر امانت رکھا گیا تھا حضرت آدم علیہ السلام جب بھی آسمانوں پر تشریف لے جاتے اور عالم کے فرشتوں سے ملاقات فرماتے تو تمام فرشتے آپ کے جلو میں عزت و احترام کے ساتھ چلتے ایک مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس استقبال و متابعت کے سلسلہ میں حضرت حق سے سوال کیا خطاب باری ہوا کہ اے آدم یہ استقبال و احترام اس نور مبارک کے لئے ہے جو تمہاری پشت میں ودیعت ہے اور تمہارے سرور کا سبب ہے یہ تمام فرشتے اس نور کی تعظیم کرتے ہیں حضرت آدم نے عرض کیا الٰہی کیا اچھا ہو کہ نور مبارک کو میرے جسم کے کسی ایک حصے میں منتقل کر دیا جائے جس کو میں بھی دیکھوں اور فرح و سرور حاصل کروں اللہ رب العالمین نے اس نور کو آپ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی میں منتقل فرما دیا جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس نور کی زیارت فرمائی تو انگلی اٹھا کر دو مرتبہ شہادت دی اسی دن سے اس انگلی کو انگشت شہادت کہا جانے لگا اور وقت شہادت یہ سنت حضرت آدم علیہ السلام جاری ہوگی اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے انگلی کو چوما اور آنکھوں سے لگایا اور بارگاہ نبی آخر الزماں ﷺ پر ہدیہ درود و سلام پیش فرمایا کہا جاتا ہے کہ اذان میں

اشہدان محمد رسول اللہ سن کر انگشت شہادت چومنا اور آنکھوں سے لگانا سنت حضرت آدم علیہ السلام سے اور اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔

(معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن اول باب دوم فصل ہشتم در دیدن آدمؑ بجانب بہشت و پیدایش حواؑ ص ۲۰ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر۳۰

یہی حضرت مولانا ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

از انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت میکنند که در زمان حضرت رسالت ﷺ مردی بود از علمای یہود و از احبار ایشان بہ جلبیب نام و پسری داشت مسمی بہیماب و مر این فرزند را حسن صورت و کمال سیرت جمع بود و ہم بخلق و ہم خلق با اقران خویش تفوق داشت اتفاقاً روزی در خزانۂ پدر خویش درجی دید از زر سرخ مہری از مشک بر روی نہادہ تا کسی بر آنچہ در ویست مطلع نگردد و پسر غضبناک از آنجا بر آمد چون پدر او را خشمناک دید کیفیت احوال سوال کرد و گفت ای پدر درجی دیدم مقفل مدتیست که با وجود محبت و کمال شفقت منسبت بامن مرا بآنچہ در ویست واقف نگردی و از من پوشیدہ داشتی پدر گفت ای فرزند سوگند بخدا که دران درج نہ جواہر یست قیمتی که از تو آنرا دریغ دارم ولیکن ورقی چند است در وی نام اعرابی مثبت ساختہ و چون ترا مجالست علما و فہم کلمات میسر گردد در مطالعہ آن تسکین حاصل آید برین معنی آن ہنگام واقف گردی سبب اخفای آن از تو ہمین بودہ است روزی جلبیب بشرب خمر مشغول بود ہیماب فرصت غنیمت دانستہ چراغی درو ہست در خزانۂ پدر در آمد و سر ان درج بر داشت و چون سر آن درج بکشاد نوری ساطع شد که بر نور چراغ فایق آمد بعد ازان دید دو ورق سفید بر روی کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نوشتہ بعد ازان اوصاف حضرت محمد ﷺ در نزول آن ثبت بود که این محمد ﷺ کشادہ روی و بستہ ابرو کث اللحیہ باشد خوشا حال آن کس که زمان او را دریابد و کلام او را استماع نماید حالانکہ کلام وی قرآنست و دین او اسلام و بندگان را بخدای تعالی بخواند و از ملامت کنندگان نترسد چون نظر ہیماب بران کتاب افتاد محبت محمدی ﷺ در ضمیر او متمکن گشتہ آن ورق را بر سر و دیدہ مالید و بوسہ بر وی مینہاد و میگفت وا محمدا ﷺ ای کاش بدانم که در آسمانی یا با فرشتگانی یا در بہاری و یا در برابری واقعہ از سوگواری چندان نمود که از ہوش خود بیہوش شد بعد از فرصتی مادر آمدہ فرزند را بیہوش دید او را در بر گرفتہ پیش پدر رسانید پدر چون پسر را بدان حال دید و کیفیت مستی و او متاثر گشتہ روی در روی وی مالیدن گرفت و بوسہ بر جبین او مینہاد و میگریست و مر خویشان فرزند اظہار تحسر و تضرع می نمود تا بعد ازان که فرزند بہوش باز آمد پدر را بر بالین خویش مضطرب و غمگین دید زبان بنفرین وی بکشاد و گفت ہرگز روشنی چشم نہ بینی و در کبر سن خویش برحمت الہی جل و علا مشرف نگردی روا باشد که مرا تعلیم کفر میکنی و از متابعت محمد علیہ الصلوۃ والسلام و از شریعت او تنفر می نمائی چون پدر از پسر این سخن بشنید غضب بر وی استیلا یافتہ بایذا و ضرب فرزند بر داخت و موی سر وی گرفتہ سرش بر زمین میزد و خاک بر جبین وی می افشاند چون ایذا و ضرر او بدرجۂ اعلی رسید حیی بن اخطب و کعب بن اشرف و ابو لبابہ از برای شفاعت بخانۂ جلبیب در آمدند و چون مبالغۂ او در ایذای فرزند دیدند او را بخرافت نسبت نمودہ ہر چند ازان کار منع میکردند در تعذیب فرزند حریص تر میشد آن جماعت از گناہ فرزند سوال کردند گفت گناہ مستوجب قتل اوست که ابا نکشم دست از دین ما نخواہم داشت بعد ازان

گفت که وی به محمد ﷺ ایمان آورده ودین آبا واجداد خویش مهجور گردانیده همه ایشان زبان بنصیحت فرزند بکشادند وگفتند ای فرزند همه مردم دین وملت از ما تعلیم میگیرند وخلایق بما اقتدا نمایند روا باشد که ترک متابعت ما داده دین مجهول اختیار کنی جهاب گفت من از طریقه معوجه وشریعت منسوخه انصراف نموده دین قویم وطریق مستقیم محمدی ﷺ اختیار کرده امام وبآن حضرت ﷺ ایمان آورده ام چند از که ایشان از نصایح شیطانیه با واقبال نمودند وازقبول آن ابامی نمود تا مشایخ یهود برین معنی اتفاق نمودند چون نشو ونمای وی ود نعیم بنقدیم رسیده ومصائب وحوادث روزگار گرم وسرد جهان ندیده لاجرم به نصیحت از جادی پذیرد وتدبیر این مهم چنان می نماید که اورا از مراوات وبهبودیات او بتمام باز دارے وبفنون ریاضت وصنوف مجاهد اتش ممتحن گردانی تا از محمد ﷺ ودین او تبرا نموده وسر بر خط استقامت نهاده قدر دین آبا واجداد بداند وپا از حد گلیم خویش نگذراند جلهیب گفت که طریقه ریاضت وسبیل تعذیب وی بر چه منوال خواهد بود گفتند لباسهائے فاخره از بر وی بیرون کن وپلاسی دروی پوش واورا درخانه تاریک محبوس گردان ودرآن خانه را بگل استوار کرده هر سه روز یک نان جوین وکوزۂ آب شوراروزن باو فرست تا قدر تنعمات وتکلفات دانسته ضرور تا بفرمان قیام نماید والانچه مکروه تست بکمال ی دست بر دار وجلهیب رای آن ابلهان راصواب ومستحق دانسته آن فقیر مظلوم را در زاویۂ مظلمی مقید گردانید وبانچه یهود تعین دنمودند آن وظیفه اورا مقرر ساخت آن بیچاره که بآن نان وآب خوی نداشت با وجود مداعت از خوردن وآشامیدن عاجز آمدہ میگر سیت روزی پدر اورا گریان دیداوی برسید که اگر ازدین محمد ﷺ ملول گشته بدین قویم وملت قدیم خویش گشته تنبیه کن گفت ای پدر گیان

میسر که این گریۂ من از ناخوش آب وطعام است بلکه از اشتیاق دیدار محمد علیه الصلوة والسلام ست پدر باز به قسم مؤکد گردانید که تر ابابین گونه عذاب معذب میگردانم تا ازدین محمد ﷺ انصراف نموده بدین یهودی انصراف نمائی پسر گفت هیهات هیهات قدر سخ حب محمد ﷺ فی قلبی فلا استطیع ان اتبراء منه بدرستی که مهرو محبت محمدی ﷺ بمرتبۂ درضمیر من راسخ گشته که ازان تبرا تواند نمود بیت

محبت تو چنان رفته است از رگ وپوست
که روز مرگ هم از استخوان نخواهد رفت

چون اشتداد ریاضت ومجاهدتش بنهایت رسید حضرت مقدس نبوی ﷺ رامخفوح ساخته از واهب العطیات جل ذکره سه چیز مسالت نمود واین دعا بر زبان راندکه اللهم بحقک علی محمد وحق محمد علیک طیب لی طعامی واعذب لی شرابی ووضی لی ظلمتی ای خدای سزاوار پرستش بحق محمد ﷺ که طعام مرا خوش وآب مرا شیرین وظلمت مرا نورانی گردان حق تعالی مسالت او مبذول داشته هرچه خواسته بود مقرون باجابت گشت تاگویند که چندین سال برین وتیره بگذشت تا آنحضرت ﷺ از مکه بمدینه هجرت فرمود واین خبر درمیان شهر منتشر گشت جلهیب بعضی از رعات وغلامان خود رابطلبید وتعلیق بعتق شان نموده که اگر انچه شمارا فرمایم بتقدیم رسانید از مال من آزاد باشید ایشان تلقی بقبول نموده گفتند هرچه فرمائی بالراس والعین بدان قیام نمایم گفت جهاب فرزند من است اما من ازوی بیزارم میخواهم بصحرا برید وهرکار که ازان دشوار تر نیست باو فرمائید بعد ازان غلی بگردن او نهاده وزنجیر برپای وی واو را بغلامان خود سپرد تا اورا چوپانی فرمایند وروز گوسفند میچرا

نبود وشب تا بر در پاسبانی میکرد واورا بکارهای دشوار تکلیف می نمودند نقل است که شبی بود مظلم وابر تیره بر زبر یکدیگر متراکم باران متقاطر وصواعق متواتر ونار اشتیاق جمال محمدی ﷺ درکانون سینه آن فرزند ارجمند مشتعل بود آرزوی دیدار آن حضرت ﷺ در ضمیر منیر او مستقل آمد روی نیاز بجانب قدس الهی آورده وعرض اشتیاق بملاقات حضرت رسالت پناهی کرد باین نیازمندی معروض میداشت اللهم انت انزلت المطر من السماء لتحيي به الارض وتسقي به العباد من خلقك اللهم انه قد اشتد شوقي الى محمد وطال حزني اللهم فارحمني ومن علي بالنظر على وجهه ﷺ یعنی ای بارخدایا تو موفرستی باران از آسمان تا زمین رابآن زنده میگردانی وبندگان خود رابآن آب دهی ای بارخدایا بدرستی که شوق من بدیدار محمد ﷺ اشتداد یافته واندوه من دراز کشیده خدایا بر من رحمت کن ومنت بر جان من نهاده دیدهٔ من بمشاهدهٔ دیدار آنحضرت ﷺ مشرف گردانی آورده اندکه چون این دعا بر زبان راند آن غل گردن وی بیفتاد وزنجیر از پای وی بگسیخت وباشارت منهیان غیبی روی بصوب مدینه نهاده روان شد وگویند ازان مقام تا بمدینه هشتاد فرسنگ بود حق تعالی از برای وی زمین را در نوردید تا صباح اعلام زرافشان جمشید دران سراپردهٔ لاجوردی فام بر بام چنار آشام اجرام بر افراشت بمهتاب بدر حجره عمار بن واثله انصاری رسیده وسر بزانوی تفکر مغرور نشسته ازوی استفسار احوال نمود وگفت ای پدر بیت

مراغمی است که پیدا نمی توانم کرد
حکایت دل شیدا نمی توانم کرد

عمار گفت ای جوان ترا سوگند میدهم بدیدار محمد ﷺ که مرا از حال خود خبر گردان تا آن مقدار که توانم در ترقیهٔ خاطرت کوشم

وانچه آشکارا کرد نیست بر تو نپوشم چون جوان نام محمد ﷺ شنید زار زار بگریستن وگفت ای عزیز تو دیدار محمد ﷺ باین چشم دیدهٔ عمار گفت آری جوان گفت بحق محمد ﷺ که نزدیک من آی چون عمار پیش جوان آمد جوان بر خاست وروی بر دیدهای عمار مالیدن گرفت ودوسه بر چشم وی میماد وهی گفت جان من فدای دیدهٔ که بدیدار محمد ﷺ مشرف گشته وسرم بر پای پسندیدهٔ که در راه محمد قدمی بر گرفته نظم

جان فدای توکه هم جانی وهم جانانے — سر برای تو و گرنه من وسر گردانے
سرسری از سر کوی تو نخواهم برخاست — کار دشوار نگیر تو بدین آسانے
خام را طاقت پروانه پر سوخته نیست — نازکان را نبود قوت جان افشانے

چون عمار ازان فرزند ارجمند خلوص عقیدت مشاهده کرد دست شفقت از آستین مرحمت بیرون آورده در گردن مرافقتش درآورد واورا بنوازشهای مشفقانه بنواخت وجوان را بصحبت سیدابرار رسانید

خرم آن لحظه که مشتاق بیاری برسد — آرزومند نگارے بنگارے برسد
نیست گل نشناسد مگر آن مرغ اسیر — که خزان دیده بود پس به بهاری برسد
عزت وصل نداند مگر آن سوخته — که پس از دوری بسیار بیاری برسد

چون طالب بمطلوب رسید عاشق جمال معشوق بدید فی

الحال جبرئیل امین از نزد رب العالمین جل وعلا در رسید و گفت یا محمد ﷺ رب العزت سلام میرساند و حباب را میگوید دوست دارید ورستی که او ترا دوست میدارد و در میان امت خود چون او عاشق دیگر نمی یابی که در طریق عشق محبت تو ملامت بسیار کشیده و در بار بلا و محنت تو طریقه ایوب.

ترجمہ:...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک یہودی عالم دین تھا اس کا نام تھا جلیب اس کا ایک لڑکا حباب نامی حسن و جمال میں یکتا تھا، بڑا خلیق اور کمال سیرت۔ اتفاقاً اس نے اپنے والد کے خزانے میں ایک ڈبیہ دیکھی جو سرخ موتیوں سے بنی ہوئی تھی اور اس پر مشک کی ایک مہر لگی ہوئی تھی تا کہ کوئی شخص اسے کھول سکے نہ اندر سے دیکھ سکے لڑکے نے اس ڈبیہ کو دیکھا تو بڑا غضب ناک اور خشمگیں ہو کر باہر نکلا۔ باپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا ایک عرصہ ہو گیا ہے آپ نے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھی مگر یہ ڈبیہ ہمیشہ بند رکھی ہے حالانکہ میرے ساتھ آپ کی شفقت و محبت بہت زیادہ ہے۔ باپ نے بتایا: بیٹا! اس میں جواہرات ہیں نہ خزانہ، اس میں چند اوراق ہیں جن پر ایک اعرابی کا نام لکھا ہوا ہے جب تم علماء کی مجالس میں بیٹھ کر فاضل ہو جاؤ گے اور ہر بات سمجھنے لگو گے تو اس کا مطالعہ بھی کر لینا۔ چونکہ ابھی تم ناپختہ ذہن ہو اس لئے ڈبیہ کا راز دیدہ دانستہ پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

ایک دن جلیب بادہ نوشی میں مشغول تھا، حباب یہ موقع غنیمت جانتے ہوئے والد کے خزانہ میں گیا اور اس ڈبیہ کے کھولنے میں مشغول ہو گیا جس کے لئے راز داری سے کام لیا جا رہا تھا۔ مہر توڑ دی گئی، ڈبیہ کا ڈھکنا کھولا ہی تھا کہ نور کی ایک شعاع نمودار ہوئی جس کے سامنے چراغ کی روشنی ماند پڑ گئی۔ ڈبیہ کے اندر دو سفید ورق دکھائی دیے جن پر لا الٰہ الا محمد رسول اللہ لکھا تھا اس کلمہ طیبہ کے بعد حضور اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ

لکھے ہوئے تھے کہ آپ کے ابرو پیوستہ ہوں گے، داڑھی گھنی ہو گی، جسے بھی اس کا زمانہ میسر ہو اس کی بات سنے اس کا کلام قرآن ہو گا، اس کا دین اسلام ہو گا وہ انسانوں کو خدا کی عبادت کی دعوت دے گا، مخالفین سے نہیں ڈرے گا حباب کی نگاہیں اس کاغذ پر پڑیں تو حضور ﷺ کی محبت اس کے دل میں اتر گئی۔ اس کاغذ کو آنکھوں پر ملا، چوما اور کہنے لگا: یا محمد ﷺ! کاش میں معلوم کر سکتا کہ آپ خاکی ہیں یا نوری، آسمانوں پر ہیں یا زمین پر، دریاؤں میں رہتے ہیں یا جنگلوں میں۔ اس نے اپنی محرومی اور سوگواری کا اس انداز سے اظہار کیا کہ بے ہوش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی والدہ بھی اس کمرے میں آئی، بیٹے کو بیہوش پا کر حیران رہ گئی، اس کے باپ کو بلایا۔ بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے چہرے سے چہرہ ملنے لگا، ماتھے کو چومنے لگا، رو رو کر اپنے بیٹے کی بیہوشی پر حسرت و غم کا اظہار کرنے لگا جب نوجوان لڑکا ہوش میں آیا، والدین کو اپنے سرہانے غمزدہ اور پریشان پایا مگر غصے میں آ کر کہنے لگا: اے والد محترم! تم میری آنکھوں کی روشنی نہیں دیکھتے اور بڑھاپے کے باوجود اس رحمت الٰہی سے محظوظ نہیں ہوئے۔ آپ مجھے کفر کی تعلیم دے رہے ہیں اور شریعت محمدیہ ﷺ اور اس کی اتباع سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہو۔ باپ یہ باتیں سنتے ہی غصے میں پاگل ہو گیا، لڑکے کو بالوں سے پکڑا اور زمین پر دے مارا اور زور زور سے مارنے لگا۔ جب اس کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو حی بن اخطب، کعب بن اشرف اور ابولبابہ وغیرہ اس کی سفارش کے لئے آئے انہوں نے دیکھا کہ باپ بچے کو ایذا دینے میں پاگل ہوا جا رہا ہے انہوں نے اسے زبردستی منع کیا مگر وہ کسی صورت بچے کو سزا دینے سے نہ رکتا تھا۔ لوگوں نے اس سے بچے کا قصور پوچھا تو کہنے لگا: اس کا قصور تو سزائے قتل کے لائق ہے جب تک میں اسے قتل نہ کر دوں گا ہاتھ نہ روکوں گا۔ پھر اس نے بتایا: یہ دین محمد ﷺ پر ایمان لے آیا ہے، اپنے آباؤ اجداد کا مذہب ترک کر چکا ہے ان لوگوں نے اس بچے کو نصیحت کرنا شروع کی اور کہا: بیٹا یہ

تمام لوگ تو ہم سے دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں لوگ ہماری اتباع کرتے ہیں لیکن تم محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں لگے ہوئے ہو، اسے چھوڑ دو اور اپنے سابقہ دین پر قائم رہو۔ صہاب کہنے لگا: میں نے سوچ بچار کرنے کے بعد ان وہمی اور فرسودہ دینوں کو ترک کر دیا ہے اور محمد ﷺ کے صراط مستقیم کو اختیار کر لیا ہے، ان پر ایمان لایا ہوں۔ ان لوگوں نے اس نوجوان کو بڑی الٹی سیدھی نصیحتیں کیں مگر وہ اپنے نیک ارادے پر ڈٹا رہا، ان یہودی مشائخ نے کہا: چونکہ یہ لڑکا ناز و نعم کا پلا ہوا ہے زندگی کے مصائب اور تکالیف کا احساس نہیں رکھتا، اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیے یہی وجہ ہے کہ یہ نصیحت کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ اب ضروری ہے کہ اسے آسان زندگی سے ہٹا کر محنت و مشقت کی زندگی کا خوگر بنا دیا جائے تا کہ ان سختیوں سے تنگ آ کر دین محمدی سے توبہ کر لے اور پھر اسی راحت و آرام کی زندگی کو حاصل کرنے کے لئے دین سابقہ پر واپس آ جائے جلیب نے کہا: تمہارے نزدیک اس تکلیف اور ریاضت کا کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ کہنے لگے یہ نرم و نازک کپڑے اتار کر ٹاٹ پہنا دو، ایک تہہ خانہ میں محبوس کر دو، دروازے کو بند کر دو۔ تین دن کے بعد ایک جو کی روٹی اور پانی کا ایک کوزہ دیا جائے تا کہ ناز و نعمت یاد آئے تو فریاد کرے کہ مجھے اس مصیبت سے نجات دلائی جائے جلیب نے ان لوگوں کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس مظلوم کو ایک کمرے میں بند کر دیا۔ چونکہ اسے سوکھی روٹی اور پانی کی عادت نہ تھی سخت تنگ ہوا۔ وہ اس سختی سے روتا رہتا۔ ایک دن باپ نے دیکھا تو کہا: کیا تم اپنے دین پر قائم ہو یا نہیں؟ اور دین محمدی سے باز آئے ہو یا نہیں۔ بیٹے نے کہا: باپ! میرا رونا طعام کی کمی اور پانی کی بے لطفی کی وجہ سے نہیں بلکہ مجھے تو دیدار مصطفیٰ ﷺ کا اشتیاق ہے باپ نے پھر کہا: جب تک دین مصطفیٰ سے توبہ نہ کرو گے تمہیں اس عذاب سے نجات نہیں ملے گی۔ لڑکے نے کہا: خدا کی قسم محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت جس طرح میرے دل میں جا گزیں ہے

اس سے توبہ نہیں کی جا سکتی۔

جب سختی اور شدت حد سے گزر گئی تو سرکار دو عالم ﷺ کی شفاعت سے اللہ سے تین چیزوں کی التجا کی: اے اللہ! تو عبادت کے لائق ہے، حضرت محمد کی طفیل میرے طعام کو خوشگوار، پانی کو شیریں اور سیاہیوں کو نورانی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی التجا کو قبول فرما لیا۔ وہ ایک عرصہ تک قید و بند میں صعوبتیں جھیلتا رہا۔ حضور ﷺ نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی، یہ خبر شہر میں عام ہو گئی کہ نبی آخر الزماں ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ جلیب نے اپنے غلاموں اور خادموں کو بلایا اور کہا: اگر تم لوگ میری مرضی کے مطابق ایک کام کر لو تو میں تمہیں آزادی دے دوں گا۔ سب نے وعدہ کیا۔ وہ کہنے لگا: صہاب میرا لڑکا ہے اس کو تہہ خانے سے نکال کر دور کسی جنگل میں لے جاؤ، وہاں سخت مشقت کراؤ، اس کے گلے میں رسی ڈال کر کھینچو۔ چنانچہ اس کو باندھ کر غلاموں کے حوالے کر دیا گیا۔ وہ اس سے چوپانی کرواتے، بکریاں چرواتے، ان کی حفاظت کرواتے، تپتے ہوئے صحراؤں میں اسے گھسیٹتے پھرتے اور سخت کاموں میں لگائے رکھتے۔

کہتے ہیں ایک رات سخت اندھیری تھی، بادل چھائے ہوئے تھے، بجلی چمک رہی تھی، بادل گرج رہے تھے، نوجوان کے دل میں اشتیاق دیدار محمدی موجزن ہوا۔ اور اس کے سینے میں آتش عشق بھڑک اٹھی۔ دیدار مصطفیٰ ﷺ کی آرزو سے اس کا سینہ منور ہو گیا بارگاہ الٰہی میں سر نیاز خم کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے میرے اللہ! تو آسمانوں سے بارش برساتا ہے، اس سے زمین کو زندہ کرتا ہے، اپنے بندوں کو سیراب کرتا ہے۔ اے اللہ! میرا شوق محبت دیدار مصطفیٰ ﷺ میں بے حد و حساب ہو گیا ہے، میں نے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اے اللہ! اب مجھ پر رحمت فرما اور میری جان پر احسان فرما، میری آنکھوں کو دیدار رسول ﷺ سے منور فرما۔

کہتے ہیں جونہی یہ دعا زبان پر آئی اس کی گردن سے وہ رسی ٹوٹ کر گر پڑی، اس کے

پاؤں سے زنجیریں ٹوٹ گئیں اور مدینہ پاک کی طرف چل پڑا۔ کہتے ہیں اس مقام سے مدینہ پاک اسی ۸۰ میل کے فاصلے پر تھا، اللہ تعالی نے اس عاشق رسول ﷺ کے لئے اس زمین کو سمیٹ دیا اور فاصلہ بہت کم ہو گیا، صبح ہوتے ہی وہ مہتاب مدینہ پاک میں عمار بن واثلہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازہ پر پہنچ گیا اور تھکا ماندہ سر جھکائے بیٹھا تھا، حضرت عمارؓ نے اس سے حال دل پوچھا تو کہا:

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے نوجوان! تجھے دیدار محمد ﷺ کی قسم ہے مجھے سارا واقعہ سناؤ تا کہ میں تمہاری مدد کر سکوں اور تمہارے کام آسکوں۔ اس نوجوان نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی زبان سے نام محمد ﷺ سنا تو زار زار رونے لگا اور کہنے لگا: کیا آپ نے اپنی آنکھوں سے حضور ﷺ کا دیدار کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں۔ مہتاب اٹھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے چہرے سے اپنا منہ ملنے لگا اور ان آنکھوں کو چومنے لگا جنہوں نے دیدار رسول ﷺ کیا ہوا تھا کہنے لگا: ان آنکھوں پر میری جان قربان ہو جنہوں نے حضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔ میرا سر ان قدموں پر نثار جو راہ مصطفیٰ ﷺ پر چلے ہیں۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اس نوجوان سے عشق مصطفیٰ جھلکتا دکھائی دیا تو اس کے سر پر دست شفقت رکھا اور اس کی گردن میں باہیں ڈال کر بڑا پیار کیا اور مہتاب کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا دیا۔

جونہی طالب مطلوب کی بارگاہ میں پہنچا اور جمال مصطفیٰ ﷺ سے محظوظ ہوا تو جبریل علیہ السلام بارگاہ خداوندی سے پیغام لائے اور کہا: اے محمد! خداوند تعالی نے آپ کو سلام کہا ہے اور مہتاب کو دوست بنانے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ آپ سے محبت کرتا ہے، آپ کی امت کے عاشقوں میں سے اتنا بڑا محبت کرنے والا دوسرا کوئی نہیں ہے، اس نے آپ ﷺ کے عشق و محبت میں بڑے دکھ اٹھائے ہیں اور راہ عشق میں محنت و مصیبت اٹھاتے وقت صبر ایوب علیہ

السلام سے کام لیا ہے۔

(تلخیص معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ ص ۵۲ تا ۵۵ باب دوم فصل سوم در ذکر معجزات خارجیہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر ۲۱

تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء میں ہے۔

کتاب احادیث قدسیہ میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ اسلام لقائے محبوب کے مشتاق ہوئے تو اللہ تبارک وتعالی نے حضور ﷺ کی صورت کریمہ ان کے انگوٹھوں کے ناخنوں کی صفا میں ظاہر فرمائی......

حضرت آدم علیہ اسلام نے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر ملا تو ان کی اولاد کے لئے یہ اصل ہو گئی۔ جب جبریل امین نے اس قصہ کی خبر حضور ﷺ کو دی تو فرمایا جس نے اذان میں میرا نام سنا پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں سے ملا تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء ج ۲ ص ۱۲۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

دلیل نمبر ۲۲

انجیل برنباس میں ہے۔

آدم نے خدا کی منت کی کہ خداوند یہ تحریر میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر درج فرما دے تب خدا نے پہلے انسان کے انگوٹھوں پر تحریر درج کر دی دائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا خدا ایک ہی ہے اور بائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا محمد خدا کا رسول ہے۔ تب پہلے انسان نے پدرانہ شفقت سے یہ الفاظ چومے اور اپنی آنکھیں ملیں اور کہا مبارک ہو وہ دن جب تو دنیا میں آئے۔

(انجیل برنباس باب ۳۹ ص ۳۹ بحوالہ انوار المحمدیہ)

دلیل نمبر ۲۳و۲۴

امام سید العارفین حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

بود در انجیل نام مصطفیٰ
آں سر پیغمبراں بحر صفا
بود ذکر حلیہ ہا و شکل او
بود ذکر غزو و صوم و اکل او
طائفہ نصرانیاں بہر ثواب
چوں رسیدندے بداں نام و خطاب
بوسہ دادندے بداں نام شریف
رو نہادندے بداں وصف لطیف
اندریں فتنہ کہ گفتم آں گروہ
ایمن از فتنہ بود از شکوہ
ایمن از شر امیران و وزیر
در پناہ نام احمد مستجیر
نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد
نور احمد ناصر آمد یار شد
واں گروہ دیگر از نصرانیاں
نام احمد داشتندے مستہاں
مستہاں خوار گشتند آں فریق
گشتہ محروم از خود و شرط طریق
نام احمد چوں چنیں یاری کند
تاکہ نورش چوں مددگاری کند
نام احمد چوں حصارے شد حصین
تاچہ باشد ذات آں روح الامین

(مثنوی شریف دفتر اوّل ص ۳۶ مطبوعہ رحمن گل پبلشرز پشاور)، (المسائل المنتخبة فی الرسالة والوسیلة قاضی حبیب الحق دیوبندی ص ۱۰ مطبوعہ ڈاکخانہ ومقام پر مولی ضلع مردان پاکستان)

دلیل نمبر ۲۵

قاضی سجاد حسین دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

آنحضور ﷺ کی تعظیم کی تعریف جو انجیل میں تھی
مصطفیٰ (ﷺ) کا نام انجیل میں تھا
جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں
ان کے حلیہ اور شکل کا ذکر تھا
ان کے جہاد اور روزے اور کھانے کا ذکر تھا
عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لئے
جب اس نام اور خطاب پر پہنچے
اس متبرک نام کو بوسہ دیتے
اس پاک تعریف پر منہ رکھ دیتے
اس قصہ میں جس گروہ کا میں نے ذکر کیا ہے
وہ خوف وخطر سے بے خوف تھا
سرداروں اور وزیر کے شر سے مطمئن
اور احمد (ﷺ) کے نام کی پناہ میں پناہ گزین تھا
ان کی نسل بھی زیادہ ہوگئی
(اور) احمد (ﷺ) کا نور ساتھی اور مددگار بن گیا
لیکن عیسائیوں کا دوسرا گروہ
احمد (ﷺ) کے نام کی بے حرمتی کرتا تھا

وہ فتنوں کی وجہ سے ذلیل وخوار ہو گئے

بدرائے اور بدکار وزیر کے

وہ فریق ذلیل اور خوار ہو گیا

اپنے سے بھی محروم ہوا اور مذہب کے آداب سے بھی

ان کا مذہب اور ان کا قانون بھی تہ وبالا ہو گیا

کج بیان دفتروں کی وجہ سے

احمد (ﷺ) کا نام جب اس طرح مدد کرتا ہے

تو ان کا نور کس قدر مدد کر سکتا ہے؟

احمد (ﷺ) کا نام جب مضبوط قلعہ بنا

تو اس طرح روح الامین کی ذات کس درجہ کی ہوگی؟

(مثنوی مولوی معنوی مترجم دفتر اوّل ج ۱ ص ۱۱۴،۱۱۵ مطبوعہ الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور)

محمد اختر دیوبندی لکھتے ہیں۔

احقر مولف معارف مثنوی محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی مثنوی شریف سے احقر کو اس وقت سے والہانہ تعلق وشغف ہے جبکہ احقر بالغ بھی نہ ہوا تھا اور پھر حق تعالیٰ نے ایسا شیخ عطا فرمایا جو مثنوی شریف کے عاشق تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مثنوی شریف میں عشق حق کی آگ بھری ہوئی ہے۔ اور اپنے پڑھنے والوں کے سینوں میں بھی آگ لگا دیتی ہے ہمارے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز عصر اکثر مثنوی شریف کا درس دیتے اور اس انداز سے کہ روح میں زلزلہ پیدا ہو جاتا۔ احقر کو مثنوی شریف سے بہت ہی فیض ہوا اور معرفت الٰہیہ نیز احقر کی دیگر کتب میں خواہ وہ ترتیب ہوں یا تالیف مثنوی ہی کا فیض غالب ہے گاہ گاہ احقر کچھ منتخب اشعار

مثنوی شریف سے جب حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا کرتا اور ان کی وہ شرح عرض کرتا جو حق تعالیٰ خاص طور پر احقر کو عطا فرماتے تو حضرت والا بہت مسرور ہوتے اور احقر کی دردناک شرح سنکر آبدیدہ ہو جاتے۔

(معارف مثنوی ص ۲۲،۲۳ مطبوعہ کتب خانہ مظہری)

دلیل نمبر ۲۶

اشرف علی تھانوی اس کے ترجمہ وتشریح میں لکھتے ہیں۔

آنحضور ﷺ کی تعظیم کی تعریف جو انجیل میں تھی مقصود اس سے یہ بیان کرتا ہے کہ جب مقبولین کے اسم کی تعظیم میں یہ برکت ہے کہ مسمی کی تعظیم ومحبت واتباع میں کیسا کچھ نفع ہوگا اس لئے ضرور ان سے قرب وتعلق رکھنا چاہئے یہی مضمون اوپر سے چلا آرہا ہے۔

مصطفیٰ ﷺ کا نام انجیل میں تھا

جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں

ان کے حلیہ اور شکل کا ذکر تھا

ان کے جہاد اور روزے اور کھانے کا ذکر تھا

عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لئے

جب اس نام اور خطاب پر پہنچتے

اس متبرک نام کو بوسہ دیتے

اس پاک تعریف پر منہ رکھ دیتے

اس قصہ میں جس گروہ کا میں نے ذکر کیا ہے

وہ خوف وخطر سے بے خوف تھا

سرداروں اور وزیر کے شر سے مطمئن

اور احمد (ﷺ) کے نام کی پناہ میں پناہ گزین تھا

ان کی نسل بھی زیادہ ہو گئی

اور احمد (ﷺ) کا نور ساتھی اور مددگار بن گیا

حلیہ بکسر اول وسکون ثانی صفت کردن کسی را وزیور و پیکر و صنعت و آرائش شکوہ تزئین وہم تجبر چنا کہ گیرندہ یعنی انجیل میں جناب رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک لکھا تھا جو پیغمبروں کے سردار اور دریائے صفا ہیں آپ کا حلیہ شریف بھی اس میں مذکور تھا اور آپ کی صورت وشکل کا اور آپ کے جہاد اور روزہ اور اکل وشرب کا ان سب امور کا اس میں بیان تھا نصرانیوں میں سے ایک گروہ کی یہ عادت تھی کہ جب اس مبارک نام وخطاب پر (تلاوت کرتے وقت پہنچتے تو ثواب حاصل کرنے کو آپ کے اسم شریف پر بوسہ دیتے تھے اور آپ کے اوصاف لطیف پر رخسارہ ملتے (محبت وتعظیم سے) ہم نے جو فتنہ وزیر کا بیان کیا ہے اس قصہ میں وہ لوگ (اس عمل کی برکت سے فتنہ وزیر) اور خوف (محاربہ امراء) سے مامون رہے نہ امراء کا شر (جنگ کہ ہلاک جسمانی تھا) ان کو پہنچا اور نہ وزیر کا فتنہ (اضلال کہ ہلاک روحانی تھا) ان تک آیا حضور ﷺ کے اسم مبارک کی پناہ میں ان کو پناہ مل گئی اور دل سے ان کی نسل بھی بہت بڑھی حضور ﷺ کا اسم مبارک ان کا ناصر اور رفیق ہو گیا۔

لیکن عیسائیوں کا دوسرا گروہ

احمد (ﷺ) کے نام کی بے حرمتی کرتا تھا

وہ فتنوں کی وجہ سے ذلیل وخوار ہو گیا

اپنے سے بھی محروم ہوا اور مذہب کے آداب سے بھی

ان کا مذہب اور ان قانون تتر بتر ہو گیا

کج بیان دفتروں کی وجہ سے

مستہان بے قدر کردہ شدہ، از خود واز ہستی خود، شرط طریق دین کہ شرط طریق الی اللہ

است، یعنی ان نصرانیوں میں دوسرا گروہ اور تھا کہ وہ سرور عالم ﷺ کے نام مبارک کی بے قدری کرتے وہ لوگ اس منحوس وزیر کے سبب فتنوں سے ذلیل وخوار ہو گئے اور اپنی ہستی سے محروم ہوئے۔ (کہ قتل کئے گئے) اور دین سے بھی محروم ہوئے۔ (کہ وزیر نے عقائد خراب کر دیے اور ان کا مذہب اور احکام بھی ان طوماروں کی وجہ سے مخبوط ہو گیا۔ (یہ ضرر ان کی نسل میں باقی رہا۔

احمد (ﷺ) کا نام جب اس طرح مدد کرتا ہے

تو ان کا نور کس قدر مدد کر سکتا ہے؟

احمد (ﷺ) کا نام جب مضبوط (قلعہ بنا)

تو اس روح الامین کی ذات کس درجہ کی ہو گی؟

حضور ﷺ کا نام مبارک ایسی رفاقت کرتا ہے تو آپ کا نور مبارک (ذات پاک) تو کیسی مدد کرتا ہو گا (یعنی حضور کے اتباع سے کس قدر نفع ہو گا آگے شعر اول کی شرح ہے کہ) جب حضور کا نام مبارک ایسا قلعہ مستحکم ہے کہ شر ودر کو نہیں آنے دیتا) تو آپ کی ذات مبارک (جس کو اوپر نور کہا تھا) کیسی کچھ ہو گی (آپ کو روح اس واسطے کہا کہ آپ کا اتباع باعث حیات روحانی ہے اور روایات سیر میں حضور کا باعث ایجاد خلق ہونا بھی مذکور ہے تو اس اعتبار سے آپ حیات ظاہری کے بھی سبب ہیں۔ اور امین ہونا خود ظاہر ہے کہ آپ امین علی الوحی تھے۔

(کلید مثنوی ج ۱ ص ۲۲۲ تا ۲۲۶ ملخصا مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ لاہور)

دلیل نمبر ۲۷ تا ۳۴

علامہ محمد عبد الرحمن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں۔

حديث: مسح العينين بباطن انملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن: أشهد أن محمدا رسول الله، مع قوله: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالاسلام دينا،

وبمحمدا ﷺ نبیاً.

ذکره الدیلمی فی الفردوس، من حدیث أبی بکر الصدیق: أنه لما سمع قول المؤذن ((اشهد ان محمدا رسول الله)) قال هذا وقبل باطن الانملتین ومسح عینیه فقال ﷺ من فعل مثل مافعل خلیلی فقد حلت علیه شفاعتی ولا یصح.

ترجمہ:..... یعنی مؤذن سے اشهد ان محمدا رسول الله سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشهد ان محمدا عبده ورسوله رضیت بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد ﷺ نبیا.

اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب انہوں نے مؤذن کو اشهد ان محمدا رسول الله کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا کہ میرے پیارے نے کیا، اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی، جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کا نام رکھتے ہیں۔

(المقاصد الحسنه حرف المیم رقم الحدیث ۱۰۲۱ ص ۳۹۰ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)

اسی طرح حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی نے اپنی کتاب "موجبات الرحمه وعزائم المغفرة" میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں مجہول راوی ہیں اور وہ سند منقطع ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

من قال حین یسمع المؤذن یقول اشهد ان محمدا رسول الله، مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله ﷺ، ثم یقبل ابهامیه ویجعلهما علی عینیه لم یرمد ابدا.

ترجمہ:..... جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشهد ان محمدا رسول الله تو

کہے مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله ﷺ کہ پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(المقاصد الحسنه ص ۳۹۰ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)

پھر ایک غیر معروف سند کے ساتھ فقیہ محمد بن البابا سے روایت کیا کہ ایک بار تیز ہوا چلی۔ جس سے آنکھ میں کنکری جا پڑی اور نکل نہ سکی۔ سخت درد تھا اور وہ باوجود کوشش کے اس کو اپنی آنکھ سے نہ نکال سکے۔

وانه لما سمع المؤذن یقول اشهد ان محمدا رسول الله قال ذلک فخرجت الحصاة من فوره. قال الرداد هذا یسیر فی جنب فضائل رسول ﷺ.

ترجمہ:..... جب انہوں نے مؤذن کو کہتے ہوئے سنا اشهد ان محمدا رسول الله تو یہی کہہ لیا فورا کنکری آنکھ سے نکل گئی۔ الرداد نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں سے ہے۔

(المقاصد حسنه ص ۳۹۰، ۳۹۱ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)

اور الشمس الدین امام محمد بن صالح مدنی اپنی تاریخ میں بعض مصری قدماء سے نقل کیا ہے کہ:

من صلی علی النبی ﷺ اذا سمع ذکره فی الاذان وجمع اصبعیه المسبحة والابهام وقبلهما ومسح بهما یرمد ابدا.

ترجمہ:..... جو شخص حضور ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر درود بھیجے اور کلمہ کی انگلیاں اور انگوٹھے ملا کر ان کو بوسہ دے اور آنکھوں پر پھیرے اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

(المقاصد حسنه ص ۳۹۱ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)

یہی امام محمد بن صالح اپنی تاریخ میں نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا عراق کے بہت سے مشائخ سے مروی ہوا ہے کہ جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درود پڑھے۔

صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی ویانور بصری ویا قرۃ عینی انشاء اللہ کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور یہ مجرب ہے۔

اس کے بعد امام مذکور فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں، آج تک میری آنکھیں نہ دکھی ہیں۔

(المقاصد حسنہ ص ۳۹۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

امام سخاوی پھر فرماتے ہیں۔

قال ابن صالح وانا وللہ الحمد والشکر منذ سمعتہ منھما استعملتہ، فلم ترمد عینی وارجوان عافیتھما تدوم وانی اسلم من العمی ان شاء اللہ تعالٰی،

ترجمہ:......امام ابن صالح ممدوح نے فرمایا اللہ کے لئے حمد وشکر ہے جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا ان شاء اللہ تعالٰی۔

(المقاصد حسنہ ص ۳۹۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

یہی امام سخاوی، فقیہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

من قال حین یسمع المؤذن یقول اشھد ان محمدا رسول اللہ، مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ، ویقبل ابھامیہ ویجعلھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد،

ترجمہ:......جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشھد ان محمدا رسول اللہ تو کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

(المقاصد الحسنہ ص ۳۹۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

یہی امام سخاوی، امام طاؤس سے نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری خواجہ سے یہ حدیث مبارک سنی فرمایا:

من قبل عند سماعہ من المؤذن کلمۃ الشھادۃ ظفری ابھامیہ ومسحھما علی عینیہ وقال عند المس اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللہ ﷺ ونورھما لم یعم،

ترجمہ:......جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں پر پھیرے اور یہ پڑھے اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللہ ﷺ ونورھما لم یعم وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(المقاصد الحسنہ حرف المیم ص ۳۹۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

دلیل نمبر ۳۵ و ۳۶

علامہ علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں۔

حدیث: مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلھما عند سماع قول المؤذن: اشھدان محمدا رسول اللہ، مع قولہ: أشھد أن محمدا عبدہ ورسولہ، رضیت باللہ ربا، وبالاسلام دینا، وبمحمد علیہ الصلاۃ والسلام نبیا.

ذکرہ الدیلمی فی "الفردوس" من حدیث أبی بکر الصدیق: ان النبی علیہ الصلاۃ والسلام قال: "من فعل ذلک فقد حلت علیہ شفاعتی" قال السخاوی: لا یصح. واوردہ الشیخ احمد الرداد فی کتابہ "موجبات الرحمۃ" بسند فیہ مجاھیل مع انقطاعہ عن الخضر علیہ السلام. وکل ما یروی فی ھذا فلا یصح رفعہ البتۃ.

قلت: واذا ثبت رفعہ علی الصدیق فیکفی العمل بہ. لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام: "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین".

ترجمہ:......یعنی مؤذن سے اشھد ان محمداً رسول اللہ سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد ﷺ نبیاً۔

اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو ایسا کرے اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔ امام

سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی، جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کا نام رکھتے ہیں۔

شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''موجبات رحمت'' میں ایک روایت لکھی جس میں بعض راوی مجہول ہیں اور انقطاع بھی ہے وہ یہ کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایسے کیا اور مسند میں تمام روایات ان میں سے کسی کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے۔

میں (ملا علی قاری) کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ حضور علیہ اسلام نے فرمایا کہ تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔
(الموضوعات الکبری ص ۲۱۰ رقم الحدیث ۸۲۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح حاشیہ فتاوی برھنہ میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (حاشیہ فتاوی برھنہ ج ا ص ۸ ۷ ا مطبوعہ مکتبہ الاسلامیہ افغانستان)

یہاں سے معلوم ہوا کہ انگوٹھے چومنا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت مبارکہ ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ راشد ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

عن عرباض بن سارية..... فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ و اياكم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة.

ترجمہ:..... حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں ہے..... پس تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین المہدیین کی سنت کو پکڑ لینا لازم ہے اور ان کے طریقہ کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑ لینا اور بدعات سے بچنا کیونکہ ہر بدعت (سیئہ) گمراہی ہے۔

(سنن ابن ماجہ ج ا ص ۱۵، ۱۶ رقم الحدیث ۴۲، ۴۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (جامع الترمذی جلد ۲ ص ۹۲ مطبوعہ مکتبہ اکرمیہ پشاور)، (سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۲۰۰ برقم ۴۶۰۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (غاية الاحكام في احاديث الاحكام امام محب الدین طبری ج ا ص ۲۵۳ رقم الحدیث ۴۶۷ مطبوعہ دار الكتب العلمیہ بیروت)، (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷ برقم ۱۷۱۴۵، ۱۷۱۴۶ مطبوعہ مؤسسة قرطبة مصر)، (مسند الامام الطحاوی ج ۲ ص ۱۶۲ رقم الحدیث ۵۵۳۵ مطبوعہ مکتبة الحرمين للنشر والتوزيع دبئی)، (سنن الکبری بیہقی جلد ۱۰ ص ۱۱۴ مطبوعہ دار الباز مكة المكرمة)، (شعب الایمان جلد ۶ ص ۶۷ رقم الحدیث ۷۵۱۵، ۷۵۱۶ مطبوعہ دار الكتب العلمیہ بیروت)، (جامع المسانيد والسنن ابن کثیر ج ۹ ص ۲۳۰۵ تا ۲۳۰۷ رقم الحدیث ۶۲۷۳، ۶۲۷۵، ۶۲۷۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (کتاب الاعتقاد والهداية الى سبيل الرشاد امام بیہقی ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الآفاق الجديدة بیروت)، (دلائل النبوة امام بیہقی ج ۶ ص ۵۴۱ مطبوعہ دار الكتب العلمیہ بیروت)، (شرح السنة امام بغوی ج ا ص ۱۸۱ رقم الحدیث ۱۰۲ مطبوعہ دار الكتب العلمیہ بیروت)، (السنة لمحمد بن نصر المروزی ص ۲۶، ۲۷ رقم الحدیث ۷۲ مطبوعہ موسسة الكتب الثقافية بیروت)، (صحیح ابن حبان جلد ۱ ص ۱۷۸، ۱۷۹ رقم الحدیث ۵ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت)، (تاریخ دمشق الکبیر امام ابن عساکر ج ۲۱ جز ۴۲ ص ۱۲۷، ۱۲۸ رقم الحدیث ۸۶۱۰، ۸۶۱۱، ۸۶۱۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (المسند المستخرج على صحيح الامام مسلم امام ابو نعیم جلد ا ص ۳۵ تا ۳۷ رقم الحدیث ۱ تا ۳ مطبوعہ دار الكتب العلمیہ بیروت)، (حلية الاولياء جلد ۵ ص ۲۲۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (سنن دارمی جلد ا ص ۵۷ رقم الحدیث ۹۵ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (مسند الشامیین امام طبرانی جلد ا ص ۲۵۳ رقم الحدیث ۴۳۷ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)، (المعجم الکبیر امام طبرانی جلد ۱۸ ص ۲۵۷ رقم الحدیث ۶۴۲ مطبوعہ مکتبة العلوم والحكم الموصل)، (وابن ابی عاصم فی السنة جلد ا ص ۲۹، ۳۰ رقم الحدیث ۵۴ تا ۵۹ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۵۰۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (السنن الواردة فی الفتن جلد ۲ ص ۳۷۵ رقم الحدیث ۱۲۴ مطبوعہ دار العاصمة الرياض)، (اعتقاد اهل السنة والجماعة ج ۱ ص ۴۴ مطبوعہ دار طيبة الرياض)، (الفتح الكبير في ضم الزيادة الى الجامع الصغير للنبهانی ج ۱ ص ۲۵۷ رقم الحدیث ۲۷۷۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الموضوعات الکبری ص ۲۱۰ برقم ۸۲۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

دلیل نمبر ۳۲ تا ۳۴

علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی متوفی ۱۱۶۲ھ لکھتے ہیں۔

مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما ثم سماع قول المؤذن : أشهد أن محمداً رسول الله، مع قوله: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله رباً، وبالاسلام ديناً، وبمحمدٍ ﷺ نبيا.

رواه الديلمي عن أبي بكر : لما سمع قول المؤذن ((أشهد ان محمداً رسول الله)) قاله وقبل باطن الانملتين السبابتين ومسح عينيه فقال ﷺ من فعل فعل خليلي فقد حلّت له شفاعتي قال في المقاصد ولا يصح. وقال القاري واذا ثبت رفعه الى الصديق فيكفي العمل به لقوله عليه الصلوة والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي وقيل لايفعل ولا ينهى وكذا لايصح.

ترجمہ:...یعنی مؤذن سے اشهد ان محمد أ رسول الله سن کر انگشتان شہادت کے باطن کو چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشهد انّ محمداً عبده ورسوله رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا وبمحمد ﷺ نبيا۔

اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب انہوں نے مؤذن کو اشهد انّ محمداً رسول الله کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا کہ میرے پیارے نے کیا، اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مقاصد حسنہ میں فرماتے ہیں یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی، جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کا نام رکھتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب اس حدیث کا رفع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ حضور علیہ اسلام نے فرمایا کہ تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔

اور کہا گیا کہ نہ یہ عمل کریں نہ اس سے منع کریں اسی طرح یہ صحیح نہیں۔

(كشف الخفاء ومزيل الالباس ج ۲ ص ۲۶۹۔۲۷۰ رقم الحديث ۲۲۹۶ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)

اسی طرح حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی نے اپنی کتاب "موجبات الرحمه وعزائم المغفرة" میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں مجہول راوی ہیں اور وہ سند منقطع ہے کہ حضرت خضر علیہ اسلام نے فرمایا:

من قال حين يسمع المؤذن يقول اشهد ان محمد ا رسول الله، مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله ﷺ، ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم لم يرمد ابدا.

ترجمہ:....جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشهد ان محمدا رسول الله تو کہے مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(كشف الخفاء ومزيل الالباس ج ۲ ص ۲۷۰ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)

پھر ایک غیر معروف سند کے ساتھ فقیہ محمد بن البابا سے روایت کیا کہ ایک بار تیز ہوا چلی۔ جس سے آنکھ میں کنکری جا پڑی اور نکل نہ سکی۔ سخت درد تھا اور وہ باوجود کوشش کے اس کو اپنی آنکھ سے نہ نکال سکے۔

وانه لما سمع المؤذن يقول اشهدا ان محمدا رسول الله قال ذلك فخرجت الحصاة من فوره. قال الرداد هذا يسير في جنب فضائل رسول ﷺ۔

ترجمہ:.... جب انہوں نے مؤذن کو کہتے ہوئے سنا اشہدان محمدا رسول الله تو یہی کہہ لیا فوراً کنکری آنکھ سے نکل گئی۔ الرداد نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں سے ہے۔

(كشف الخفاء ومزيل الالباس ج ۲ ص ۲۷۰ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)

اور شمس الدین امام محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام وخطیب اپنی تاریخ میں

بعض مصری قدماء سے نقل کیا ہے کہ

من صلی علی النبی ﷺ اذا سمع ذکرہ فی الأذان وجمع اصبعیہ المسبحة والابھام وقبلھما ومسح بھما یرمد ابدا۔

ترجمہ:..... جو شخص حضور ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر درود بھیجے اور کلمہ کی انگلیاں اور انگوٹھے ملا کر ان کو بوسہ دے اور آنکھوں پر پھیرے اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۲ص۲۷۰ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)

یہی امام محمد بن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے کہ انہوں نے فرمایا جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درود پڑھے۔

صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی ویانور بصری ویا قرة عینی انشاءاللہ کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور یہ مجرب ہے۔

اس کے بعد امام مذکور فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں، آج تک میری آنکھیں نہ دکھی ہیں۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۲ص۲۷۰ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)

امام اسماعیل بن محمد العجلونی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں۔

قال ابن صالح وانا وللہ الحمد والشکر منذ سمعتہ منھما استعملتہ، فلم ترمد عینی وارجوان عافیتھما تدوم وانی اسلم من العمی ان شاء اللہ تعالی۔

ترجمہ:..... امام ابن صالح ممدوح نے فرمایا اللہ کے لئے حمد و شکر ہے جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا ان شاء اللہ تعالی۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۲ص۲۷۰،۲۷۱ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)

فقیہ ابوالحسن علی بن محمد نے روایت کیا کہ

من قال حین یسمع المؤذن یقول اشھد ان محمدا رسول اللہ، مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ، ویقبل ابھامیہ ویجعلھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد۔

ترجمہ:..... جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشھد ان محمدا رسول اللہ تو کہے مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۲ص۲۷۱ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)

فقیہ ابوالحسن علی بن محمد نے روایت کیا کہ

اور طاؤس فرماتے ہیں انہوں نے محمد بن ابی نصر بخاری سے یہ حدیث کی کہ

من قبل عند سماعہ من المؤذن کلمة الشھادة ظفری ابھامیہ ومسحھما علی عینیہ وقال عند المس، اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکة حدقتی محمد رسول اللہ ﷺ ونورھما لم یعم۔

ترجمہ:..... جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں پر پھیرے اور یہ پڑھے اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکة حدقتی محمد رسول اللہ ﷺ ونورھما لم یعم وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس ج۲ص۲۷۱ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)

دلیل نمبر ۴۵

غیر مقلد محمد علی الشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں۔

حدیث: مسح العینین بباطن أعلی السبابتین عند قول المؤذن: اشھد ان محمدا رسول اللہ. الخ.

رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس، عن ابی بکر مرفوعا.

قال ابن طاھر فی التذکرة: لایصح.

حدیث: من قال حین یسمع اشھد ان محمدا رسول اللہ: مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد اللہ، ثم یقبل ابھامیہ ویجعلھما علی عینیہ لم یعم لم یرمد ابدا۔

قال في التذكرة: لايصح.

ترجمہ:..... حدیث: جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشهد ان محمدا رسول الله تو کہے مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(الفوائد المجموعة ص ١٩، ٢٠ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث مبارکہ موضوع نہیں اگر غیر مقلد شوکانی کے نزدیک یہ حدیث مبارکہ موضوع ہوتا تو صاف لکھ دیتے کہ یہ حدیث موضوع ہے جس طرح کہ وہ حدیث موضوع کے نیچے لکھ دیتے ہیں کہ ھو موضوع۔

دوم رواه الديلمي في مسند الفردوس، عن ابي بكر مرفوعا۔ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث مبارکہ مسند فردوس میں موجود ہیں لیکن دشمان دین جس طرح کے ان کی عادت ہے کہ جہاں بھی سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی شان بیان ہو تو یہ دشمن اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے مسند فردوس سے اس حدیث مبارکہ کو نکال لیا ہے آج کل بازار میں جو مسند فردوس موجود ہیں اس میں یہ حدیث مبارکہ نہیں ہیں لیکن وہابی یہ اعتراض نہیں کر سکتے کہ یہ حدیث مسند فردوس میں موجود نہیں اس لئے کہ ان کے امام شوکانی نے فی مسند فردوس کہہ کر بتادیا کہ یہ حدیث مبارکہ مسند دوس میں موجود ہیں۔

دلیل نمبر ٤٦

حضرت محدث محمد طاہر بن علی ہندی فتنی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں۔

وحكى عن البعض من صلى على النبي ﷺ اذا سمع ذكره في الاذان وجمع اصبعيه المسبحة والابهام ومسح بهما عينيه لم يرمد ابدا وقال ابن صالح وسمعن بعض المشيوخ انه يقول عند ما يمسح عينيه صلى الله عليك يا سيدي يا رسول الله يا حبيب قلبي ويا نور بصري ويا قرة عيني قال ومد فعلته لم ترمد عيني وقد جرب كل

منهم ذالك وروى الحسن مثل ما روى عن الخضر عليه السلام بعينه انتهى۔

بعض علماء محدثین کرام سے مروی ہے کہ جو شخص آنحضرت کا اسم گرامی اذان میں سن کر اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں مسبحہ (شہادت والی) انگلیوں کو ملا کر انہیں چوم کر آنکھوں پر ملے اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی اور امام ابن صالح علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض مشائخ کرام سے سنا ہے کہ وہ انگوٹھے آنکھوں پر ملتے وقت یوں کہتے ہیں۔ صلى الله عليك، يا سيدي يا رسول الله يا حبيب قلبي ويانور بصري ويا قرة عيني

یہ عمل کرنے والے بزرگ فرماتے ہیں کہ جب سے میں یہ کرنے لگا ہوں میری آنکھیں کبھی نہیں دکھیں اور سارے بزرگوں نے اس کا تجربہ کیا اور حضرت خضر علیہ السلام (بھی اسی طرح مروی ہے اور) جیسے مروی ہے ایسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی۔

(تذكرة الموضوعات ص ٣٤ مطبوعه دمشق)

محمد سرفراز گکھڑوی کے اعتراض کا جواب

محمد سرفراز گکھڑوی اپنی کتاب راہ سنت ص ۲۳۹ میں مناظر اعظم محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مولوی محمد عمر صاحب کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے تذکرۃ الموضوعات اور الموضوعات کبیر سے حوالے تو نقل کئے ہیں۔ لیکن لا يصح کا جملہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ تف ہے اس علمی خیانت اور بددیانتی پر۔

جواب: مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی خیانت نہیں کی اس لئے کہ لا يصح یہ ایک الگ بحث ہے اور مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہاں صرف مستحب بتانا چاہتے ہیں خیانت تو تب ہوتی جب مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ حدیث پر بحث کرتے اور لا يصح کو ذکر نہ کرتے

مگر مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تو حدیث پر بحث کی ہی نہیں صرف مستحب پر بحث کی ہیں۔ تو پھر خیانت کہاں سے۔ لیکن گکھڑوی صاحب شور مچائے اور کہے کہ نہیں خیانت کی ہے تو پھر آپ کے بقیہ السلف مفتی محمد فرید دیو بندی اور مفتی محمد وہاب دیو بندی کی بھی خبر نہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی محمد وہاب فتاوی دیو بند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

قال ابن عابدین : (تتمته) یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی اللہ علیک یا رسول اللہ و عند الثانية منها قرت عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللهم متعنی بالسمع و البصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه اسلام یکون قائدا له الی الجنة كذافی كنز العباد قهستانی و نحوه فی الفتاوی الصوفيه وفی كتب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهدان محمدا رسول اللہ فی الاذان انا قائده و مدخله فی صفوف الجنة و تمامه فی حواشی البحر للرملی.

(حاشيه فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیه ج ۲ ص ۱۸۳،۱۸۲ مطبوعه دار العلوم صديقيه زروبی ضلع صوابی)

مولوی محمد وہاب صاحب دیو بندی کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے رد المحتار سے حوالہ تو نقل کیا ہے۔ لیکن وہ وعن المقاصد الحسنة للسخاوی ذكر ذلك الجراحی واطال ثم قال ولم يصح فی المرفوع من كل شيئی کا جملہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ تف ہے اس علمی خیانت اور بددیانتی پر۔

محمد وہاب صاحب اس میں میرا کوئی قصور نہیں یہ سب کمال آپ کے گکھڑوی صاحب کا ہے۔

گکھڑوی صاحب آپ دوسروں پر اعتراض کرنے میں بڑے ماہر ہیں کبھی آئینہ میں اپنا چہرہ بھی دیکھیے آپ کو اپنی اصل شکل نظر آجائے گی ہم آپ کو آپ کی اصل شکل کی ایک جھلک دیکھاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔ و لا یقوم داعیا له اور میت کے حق میں دعا کے لئے نہ ٹھہرے۔ جامع الرموز ج ۱ ص ۱۲۵)

(راہ سنت ص ۲۰۷ مطبوعه مكتبه صفدريه گوجرانواله)

گکھڑوی صاحب کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے جامع الرموز سے حوالہ تو نقل کیا ہے لیکن وہ وفيه اشارة الى ان ليس بعد الرابعة ذكر و قيل هو ما فی القعدة کا جملہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ تف ہے اس علمی خیانت اور بددیانتی پر۔

اصل میں یہ خیانت ان کے بڑے مفتی کفایت اللہ صاحب کی ہے دیکھئے (خیر الصلوۃ ص ۱۸) اور انہوں نے اندھی تقلید میں یہ نقل کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ عبد الرشید ارشد دیو بندی نے رسالہ دعا بعد نماز جنازہ نہیں ص ۳۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لاہور میں اور عزیز علی شاہ دیو بندی نے رسالہ تحقیق الدعا بعد صلوۃ الجنازۃ ص ۵۵ میں اس جملہ کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ تف ہے اس علمی خیانت اور بددیانتی پر۔

گکھڑوی صاحب نے دو اشعار لکھے ہیں جو اس پر فٹ آرہے ہیں۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر　　دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

دلیل نمبر ۴۷ تا ۵۱

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ آیت نمبر ۵۶ کے تحت لکھتے ہیں۔

قال القهستانی فی شرحه الكبير نقلا عن كنز العباد اعلم انه يستحب عند سماع الاولی من الشهادة الثانية صلی اللہ علیک یا رسول اللہ و عند سماع الثانية قرة عينی بک یا رسول اللہ ثم يقال اللهم متعنی بالسمع و البصر بعد وضع ظفری الابهامين علی العينين فانه ﷺ يكون قائدا له الی الجنة.

ترجمہ:...... علامہ امام قہستانی شرح الکبیر میں کنز العباد سے نقل کر کے فرماتے ہیں۔

جان لو بلاشبہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یا

رسول اللّٰہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللّٰہ کہنا مستحب ہے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہی علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

در محیط آوردہ کہ پیغمبر ﷺ بمسجد درآمد و نزدیک ستون بنشست وصدیق رضی اللہ تعالی عنہ دربرابر آنحضرت نشستہ بود بلال رضی اللہ عنہ برخاست و باذان اشتغال فرمود چوں گفت اشہدان محمد رسول اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہامین خود رابر ہر دو چشم خود نہادہ گفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ چوں بلال رضی اللہ تعالی عنہ فارغ شد حضرت رسول اللہ ﷺ فرمودہ کہ یا ابا بکر ہر کہ بکند ایں چنیں کہ تو کردی خدائے بیامرزد گناہان جدید اوتا قدیم. اگر بعد بودہ باشد اگر بخطا۔

ترجمہ:.... محیط میں ہے کہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور مسجد کے ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ اسلام کے سامنے بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اٹھے اور اذان پڑھنا شروع کی۔ جب کہا اشہدان محمد ا رسول اللّٰہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ کر کہا۔ قرۃ عینی بک یا رسول اللّٰہ۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اے ابوبکر! میرا نام سن کر جو کوئی تمہاری طرح انگوٹھے چومے گا اور آنکھوں سے لگائے گا اللہ تعالی اس کے نئے اور پرانے تمام گناہ بخش دے گا اگرچہ عمداً کیا خطاءً"

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہی علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو طالب محمد بن علی کی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قوت القلوب سے نقل کرتے ہیں کہ۔

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی مکی رفع اللہ درجاتہ در قوت القلوب روایت کردہ از ابن عیینہ رحمہ اللہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام بمسجد درآمد در دہ محرم و بعد ازانکہ نماز جمعہ ادا فرمودہ بود نزدیک اسطوانہ قرار گرفت وابوبکر رضی اللہ عنہ بظہر ابہامین چشم خود را مسح کرد و گفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ وچوں بلال رضی اللہ عنہ از اذان فراغتی روئے نمود حضرت رسول اللہ ﷺ فرمودہ کہ اے ابا بکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی از روئے شوق بلقائے من وبکند آنچہ تو کردی خدائے درگزارد گناہان او را آنچہ باشد نو و کہنہ و خطا و نہاں و آشکارا۔

ترجمہ:.... حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی کی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ان کے درجات کو بلند فرمائے اپنی کتاب قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ ابن عیینہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے دس محرم کو مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور ایک ستون کے نزدیک جلوہ افروز ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ اور قرۃ عینی بک یا رسول اللّٰہ کہا۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر جو شخص تمہاری طرح میرا نام سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرے اور جو تم نے کہا وہ کہے تو اللہ تعالی اس کے تمام نئے اور پرانے ظاہر و باطن سب گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہی علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وقصص الانبیاء وغیرھا ان ادم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد ﷺ حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی الیہ ھو من صلبک ویظہر

فی اخر الزمان فسئال لقاء محمد ﷺ حین کان فی الجنة فاوحی الله تعالی الیه فجعل الله النور المحمدی فی اصبعه المسبحة من یده الیمنی فسبح ذلک النور فلذلک سمیت تلک الاصبع مسبحة کما فی الروض الفائق او اظهر الله تعالی جمال حبیبه فی صفاء ظفری ابهامیه مثل المرآة فقبل ادم ظفری ابهامیه و مسح علی عینیه فصار اصلا لذریته فلما اخبر جبریل النبی ﷺ بهذاه القصة قال علیه السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه ومسح علی عینیه لم یعم ابدا.

ترجمہ:.....قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد ﷺ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی ﷺ چمکایا تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمد ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر ملے۔ تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہی علامہ اسمعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ حم السجدۃ پارہ ۲۴ آیت نمبر ۳۳ کے تحت لکھتے ہیں۔

و یستحب ان یقول عند سماع الاولی من الشهادة الثانیة صلی الله علیک یارسول الله وعند سماع الثانیة قرة عینی بک یارسول الله ثم یقول: اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین، کما فی "شرح القهستانی"۔

ترجمہ:.....پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ

اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللہم متعنی بالسمع والبصر۔

(تفسیر روح البیان ج ۸ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

دلیل نمبر ۵۲

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله وعند الثانیة منها قرت عینی بک یارسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه اسلام یکون قائدا له الی الجنة کذافی کنز العباد قهستانی ونحوه فی الفتاوی الصوفیه وفی کتب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهدان محمدا رسول الله فی الاذان انا قائده ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی۔

ترجمہ:..... مستحب یہ ہے کہ پہلی بار اشہدان محمداً رسول اللہ سنتے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار اشہدان محمد أ رسول اللہ سنتے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہے پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر اللہم متعنی بالسمع والبصر کہے تو حضور ﷺ اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں، اور اسی طرح فتاوی صوفیہ اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سنکر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ) میں اس کا قائد ہوں گا۔ اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اس کی پوری تشریح اور بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں موجود ہے۔

(رد المحتار علی در المختار ج ۱ ص ۲۹۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مفتی محمد فرید دیوبندی لکھتے ہیں۔

شامی (رد المحتار) فقہی مسائل میں نہایت معتمد کتاب ہے۔ اسکا نہ ماننے والا جاہل یا متجاہل ہے۔

(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۱ ص ۲۰۲ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

دلیل نمبر ۵۳

امام شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی متوفی ۹۶۲ھ لکھتے ہیں۔

واعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة الثانية "صلى الله عليك يارسول الله" وعند الثانية منها "قرة عيني بك يارسول الله" ثم يقال اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الابهامين على العينين فانه ﷺ يكون قاعدا له الى الجنة كذافي كنز العباد.

ترجمہ: جان لو یہ کہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

(جامع الرموز ج ۱ ص ۱۲۵ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

دلیل نمبر ۵۴

علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں۔

ذكر القهستاني عن كنز العباد انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادتين للنبي ﷺ "صلى الله عليك يارسول الله" وعند سماع الثانية "قرة عيني بك يارسول الله" اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ابهاميه على العينيه، فانه ﷺ يكون قائدا له الى الجنة. وذكره الديلمي في الفردوس، من حديث ابي بكر

الصديق مرفوعا من مسح العينين بباطن انملة السبابتين بعد تقبيلهما عند قول المؤذن: اشهد أن محمدا رسول الله، وقال: اشهد ان محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالاسلام دينا، وبمحمد ﷺ نبيا حلت له شفاعتي)) اه وكذا روى عن الخضر عليه السلام وبمثله يعمل في الفضائل.

ترجمہ: علامہ قہستانی علیہ الرحمۃ نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے اور پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور ﷺ جنت میں اس کے قائد ہونگے۔ اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا کہ مؤذن سے اشهد ان محمداً رسول الله سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشهد ان محمداً عبده ورسوله رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا وبمحمد ﷺ نبيا تو اس کو میری شفاعت لازمی ہوگی۔ اور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی روایت کیا گیا ہے اور فضائل اعمال میں ان احادیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

(حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح ص ۱۶۵ مطبوعہ مکتبہ انصاریہ کابل افغانستان)

دلیل نمبر ۵۵

علامہ شیخ مسعود ابن محمود بن یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

روى عن النبي ﷺ انه قال من سمع اسمي في الاذان ووضع ابهاميه على عينيه فانا طالبه في صفوف القيامة وقائده الى الجنة.

ترجمہ: ..... حضور ﷺ سے مروی ہے کہ جو شخص ہمارا نام اذان میں سنے اور اپنے انگوٹھے آنکھوں پر رکھے تو ہم اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش فرمائیں گے اور اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

(صلوۃ مسعودی ج ۲ باب بست ویکم دربیان بانگ نماز ص ۲۵۰ مطبوعہ

نورانی کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر ۵۶

تفسیر بحر العلوم اور تفسیر ابی طالب مکی میں لکھا ہوا ہے۔

کہ جب سیدنا آدم علیہ اسلام جنت میں تھے سو جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ دیدار کے مشتاق ہوئے اللہ جل جلالہ نے آپکی طرف وحی فرمائی کہ (انکا نور) آپکے پشت میں ہے، انکا ظہور زمانہ آخر میں ہوگا سو اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کا نور حضرت آدم علیہ اسلام کے انگشت میں ظاہر فرمایا تو اس نور نے تسبیح پڑھنا شروع کی، دوسری روایت میں ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کے جمال مبارک کا نقشہ سیدنا آدم علیہ اسلام کے ناخنوں میں ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ اسلام نے انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر مس کیا، سو آدم علیہ السلام کے لئے یہی ٹھہرا، حضور پرنور ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے جب اس واقعہ کی خبر دی تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا جو شخص (بوقت اذان) میرا نام سن کر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر ملے گا وہ کبھی نابینا نہ ہوگا۔

(تفسیر ابی طالب مکی بحوالہ المقاصد السنیہ مفتی شائستہ گل ؒ)

دلیل نمبر ۵۷

شیخ الاسلام رئیس علماء سندھ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں۔

وضع الابهامين على العينين في الاذان عند قوله اشهد ان محمدا رسول الله سنة كذا في المضمرات.

ترجمہ:....اذان میں اشہد ان محمدا رسول اللہ کے سننے پر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھنا سنت ہے۔

(بیاض محمد ہاشم ج ا ص ۲۵۱ قلمی)

دلیل نمبر ۵۸

یہی حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

واعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة

الثانية صلى الله عليك يارسول الله وعند سماع الثانية منها قرة عيني بك يارسول الله ثم يقال اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابهامين على العينين فانه صلى عليه وسلم يكون له قائد الى الجنة جامع الرموز.

ترجمہ:....جان لو یا شہادان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ جامع الرموز۔

(بیاض محمد ہاشم ج ۳ ص ۱۰۰ قلمی)

نیز لکھتے ہیں۔

في المنهاجية و كنز العباد من صلوة النخشي في الحديث من سمع اسمي في الاذان ووضع ابهاميه على عينيه فانا طالبه في صفوف القيامة وقائده الى الجنة في مقدمة الصلوة.

چوں نام نبی اندروں اذاں بشنود، دو ابہام بوسیدہ بر دیدہ نہد،

في قصص الانبياء و مونس الابرار ان ادم عليه السلام اشتاق الى لقاء محمد ﷺ حين كان في الجنة فاوحى الله تعالى اليه هو من صلبك ويظهر في اخر الزمان فسئال لقاء محمد ﷺ حين كان في الجنة فاوحى الله تعالى اليه فجعل الله النور المحمدى في اصبعه المسبحة من يده اليمنى فسبح ذلك النور فلذلك سميت تلك الاصبع مسبحة كما في الروض الفائق او اظهر الله تعالى جمال حبيبه في صفاء ظفرى ابهاميه مثل المرآة فقبل ادم ظفرى ابهاميه و مسح على عينيه فصار اصلا لذريته فلما اخبر جبريل النبى ﷺ بهذاه القصة قال عليه السلام من سمع اسمى في الاذان فقبل ظفرى ابهاميه ومسح على عينيه لم يعم ابدا.

ترجمہ:....منہاجیہ اور کنز العباد میں صلوۃ نخشی سے ہے کہ حدیث میں ہے جو شخص ہمارا نام اذان میں سنے اور اپنے انگوٹھے آنکھوں پر رکھے تو ہم اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش

فرمائیں گے اور اس کو اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ مقدمہ الصلوۃ میں لکھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا نام اذان میں سنے تو دونوں انگوٹھے آنکھوں پر لگائے۔

قصص الانبیاء اور مونس الابرار میں ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد ﷺ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی ﷺ چمکایا تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمد ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر ملے۔ تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(بیاض محمد هاشم ج۲ ص ۱۰۰ قلمی)

دلیل نمبر ۵۹

خزانۃ الروایات میں ہے۔

چوں نام نبی ﷺ اندروں اذان بشنود، دوابہام بوسیدہ بر دیدہ نہد،

ترجمہ:...... (جب مؤذن اشهد ان محمد رسول الله کہے) تو سننے والا انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر رکھے۔

(خزانة الروايات بحواله المقاصد السنيه مفتي شائسته گل)

دلیل نمبر ۶۰

علامہ محمد تجریم مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قال رسول الله ﷺ من مسح بيده اسم محمد ثم قبل يده بشفتيه ثم مسح على عينيه يرى ربه بما يراه الصالحون وينال وشفاعتي ولو كان عاصيا.

ترجمہ:...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے ہاتھ سے اسم محمد کو چھوا پھر اپنے ہونٹوں سے اپنے ہاتھ کو چوما پھر اپنی آنکھوں پر ملا۔ تو اللہ تعالیٰ کی زیارت کرے گا۔ جیسے صالحین کی زیارت کرتا ہے۔ اور میری شفاعت اس کے قریب ہوگی۔ اگرچہ وہ گنہگار ہو۔

(النوافح العطريه ص ۵۱ مطبوعه مصر)

دلیل نمبر ۶۱

علامہ عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وحكى ان ابا بكر ن الصديق رضى الله عنه استمع الاذان قبل ظفرا بهاميه فمسح بهما عينيه قال له رسول الله ﷺ لاى شيئ فعلت هذا قال تمينا باسمك الكريم قال عليه اسلام حسنته فمن عمل به فقد امن من الرمد صرح به في شرح الوقاية للمحشي شيخ زاده نقلا عن ابن الشيخ الوفاء.

ترجمہ:... اور بیان کیا گیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اذان سنی اور دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما اور دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر ملا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تم نے یہ کیوں کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضور آپ کے اسم کریم کی برکت حاصل کرنے کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا کام ہے پھر جس شخص نے اس پر عمل کیا تو ضرور آنکھ کی تکلیف سے وہ بے خوف ہوا۔

(حاشية الدرر على الغرر ص ۵۰،۵۱ بالمطبعة العثمانية مصر)

دلیل نمبر۶۲

فتاوی جامع الفوائد میں ہے۔

وابہام نہادن بر دو چشم سنت ست وقت گفتن اشہد ان محمدا رسول اللہ۔

ترجمہ..... اشہدان محمدا رسول اللہ کہنے کے وقت انگوٹھے آنکھوں پر رکھنا سنت ہے۔

{فتوی جامع الفوائد ص ۲۶ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی}

دلیل نمبر۶۳

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

فی الحدیث من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابهامیه علی عینیه فانا طالبه فی صفوف القیامة وقائده الی الجنة فی مقدمته الصلوة.

چوں نام نبی ﷺ اندرون آذان بشنود ظفری ابہام بوسیدہ بر دو چشم نہد خزانۃ الروایات۔

ترجمہ..... حدیث میں ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے اذان سنی اور دونوں انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر مسح کیے، میں قیامت کے دن اسے صفوں میں تلاش کروں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔ اذان میں جب حضور ﷺ کا نام سنے تو سننے والا اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر دونوں آنکھوں پر رکھے۔

{فتوی جامع الفوائد ص ۲۶ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی}

دلیل نمبر۶۴

علامہ مخدوم عبدالواحد السیوستانی سندھی متوفی ۱۲۲۴ھ لکھتے ہیں۔

وضع الابهامین علی العینین فی الاذان عند قوله اشهد ان محمدا رسول الله سنة كذا فی المضمرات.

ترجمہ..... اذان میں اشہد ان محمدا رسول اللہ کے سننے پر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھنا سنت ہے۔

{فتاوی واحدی ج ۱ ص ۵۰ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ کانسی روڈ حاجی غیبی چوک کوئٹہ}

دلیل نمبر۶۵

مالکی مذہب کی مشہور کتاب "کفایة الطالب الربانی لرسالة ابن ابی زید القیروانی" میں ہے۔

فائده: نقل صاحب الفردوس إنّ الصديق رضی الله عنه أنه لما سمع قول المؤذن أشهد ان محمداً رسول الله قال ذلک وقبل باطن الانملة السبابتین ومسح عینیه فقال ﷺ من فعل مثل خلیلی فقد حلّت علیه شفاعتی. قال الحافظ السخاوی ولم یصح ثم نقل عن الخضر انه علیه الصلوة والسلام قال من قال حین یسمع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله، مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله ﷺ، ثم یقبل ابهامیه ویجعلهما علی عینیه لم یعم ولم یرمد ابدا.

ترجمہ..... اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب انہوں نے مؤذن کو اشہد انّ محمدا رسول اللہ کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا کہ میرے پیارے نے کیا، اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی، جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کا نام رکھتے ہیں جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشہد ان محمدا رسول اللہ تو کہے مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(کفایة الطالب الربانی لرسالة ابن ابی زید القیروانی ج ۱ ص ۱۲۹ مطبوعہ مصر بحوالہ نہج السلامہ)

دلیل نمبر ۶۶

علامہ الشیخ علی الصعیدی العدوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

(قولہ ثم یقبل الخ) لم یبین موضع التقبیل من الابھامین، الا انہ نقل عن الشیخ العالم المفسر نورالدین الخراسانی قال بعضھم لقیتہ وقت الاذان فلما سمع المؤذن یقول اشھدان محمدرسول اللہ قبل ابھامی نفسہ ومسح بالظفرین اجفان عینیہ من الماق الی ناحیۃ الصدغ ثم فعل ذلک عند کل تشھد مرۃ فسالتہ عن ذلک فقال کنت افعلہ ثم ترکتہ فمرضت عینای فرأیتہ ﷺ مناما فقال لما ترکت مسح عینیک عند الاذان ان اردت ان تبرء عیناک فعد فی المسح فاستیقظت ومسحت فبرء ت ولم یعاود فی مرضھا الی الان.

ترجمہ:..... مصنف نے انگوٹھے چومنے کی جگہ نہ بیان کی لیکن شیخ علامہ مفسر نورالدین خراسانی سے منقول ہے کہ بعض لوگ ان کو اذان کے وقت ملے جب انہوں نے مؤذن کو اشھدان محمداً رسول اللہ کہتے ہوئے سنا تو انہوں نے اپنے انگوٹھے چومے اور ناخنوں کو اپنی آنکھوں کی پلکوں پر آنکھوں کے کونے سے لگایا اور کنپٹی کے کونے تک پہنچایا۔ پھر ہر شہادت کے وقت ایک ایک بار کیا میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ میں پہلے انگوٹھے چوما کرتا تھا۔ پھر چھوڑ دیا۔ پس میری آنکھیں بیمار ہوگئیں۔ پس میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم نے اذان کے وقت انگوٹھے آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیے؟ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری آنکھیں اچھی ہوجائیں تو پھر یہ انگوٹھے آنکھوں سے لگانا شروع کردو۔ پس بیدار ہوا اور یہ مسح شروع کیا مجھ کو آرام ہوگیا۔ اور پھر اب تک وہ مرض نہ لوٹا۔

(نھج السلامہ فی حکم تقبیل الابھامین فی الاقامہ ص ۳ مطبوعہ گنج شکر اکیڈمی لاہور)

دلیل نمبر ۶۷

شیخ المشائخ، رئیس المحققین مولانا جمال الدین عبداللہ بن عمر کی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں۔

سئلت عن تقبیل الابھامین ووضعھما علی العینین عند ذکر اسمہ ﷺ فی الاذان، ھل ھو جائز ام لا، اجبت بمانصہ نعم تقبیل الابھامین ووضعھما علی العینین عند ذکر اسمہ ﷺ فی الاذان جائز، بل ھو مستحب صرح بہ مشایخنا فی غیر ما کتاب.

ترجمہ:..... یعنی مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور ﷺ کا ذکر شریف سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں، میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور والا ﷺ کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں پر رکھنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے ہمارے مشائخ نے متعدد کتابوں میں اس کی تصریح فرمائی۔

(فتاوی جمال بن عبداللہ عمر مکی بحوالہ فتاوی رضویہ جدید ج ۵ ص ۴۳۲ مطبوعہ لاہور)

دلیل نمبر ۶۸

امام سیدابی بکر المشہور بالسید البکری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وفی الشنوانی مانصہ من قال حین یسمع قول المؤذن اشھدان محمد رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبداللہ ﷺ ثم یقبل ابھامیہ ویجعلھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا.

ترجمہ:..... جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشھد ان محمدا رسول اللہ تو کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ ﷺ کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(اعانۃ الطالبین علی فتح المعین ج ۱ ص ۲۴۲ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

دلیل نمبر۶۹

پیر شریعت پیر طریقت شیخ الاسلام عبداللہ المعروف اخون درویزہ ننگرہاری متوفی ۱۰۴۸ھ لکھتے ہیں۔

"وچون اشہدان محمد رسول اللہ گوید سامع ہر دو انگشت ابہام را بر ہر دو چشم بنہد یعنی ناخن ایشان دیدہ بردار و دیدان ناخن نظر کند حق تعالی چہار ہزار گناہ کبیرہ او را عفو کند

ترجمہ:.....جب اشہدان محمد رسول اللہ کہا جائے تو سننے والا اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے یعنی ناخنوں کو دیکھے اللہ تعالی چار ہزار گناہ کبیرہ اس کا معاف فرمائے گا"

(ارشاد الطالبین ص ۲۲۸ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر۷۰

یہی شیخ الاسلام عبداللہ المعروف اخون درویزہ ننگرہاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"و در قرآن خوانی مسطور است کہ این انگشت نہادن سنت است ترک نہ کند ہر کہ ترک کند روز قیامت در عرصات حضرت رسالت پناہ ﷺ او را چنان طلب کند کہ کسی گم شدہ خود را طلبد و گوید قرۃ عینی بک سیدی و مولائی و با این گوید صدق رسول اللہ"

ترجمہ:.....قرآن خوانی میں لکھا ہے کہ یہ انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا نہیں چھوڑنا چاہیے حضور ﷺ اس کو قیامت کے دن اس طرح طلب کرے گا کہ جس طرح کسی سے کوئی گم ہو جائے اور اس کو تلاش کرتا رہے۔ اور کہے اے میرے آنکھوں کی ٹھنڈک یا یہ کہے صدق رسول اللہ۔

(ارشاد الطالبین ص ۲۲۸ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

مزید لکھتے ہیں۔

"و بعضی گفتہ اند کہ سنت بابا آدم است کہ روزے آرزوے کرد کہ اگر جمال محمد آخر الزمان میدیدمے چہ خوش بودے فرمان حضرت عزت شد کہ بر ہر دو ناخن نظر کن چوں نظر نمود جمال جہاں آرائے حضرت دران دید ناخن را بر چشم نہاد و گفت صدق رسول اللہ قرۃ عینی بک سیدی و مولائی"

ترجمہ:.....اور بعض نے کہا ہے کہ یہ سنت بابا آدم علیہ اسلام ہے کہ ایک دن اس نے تمنا کی کہ اگر جمال محمد آخر زمان دیکھ لیتا کیا اچھا ہوتا اللہ تعالی کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اپنے دونوں ناخنوں کو دیکھو جب حضور ﷺ کا جمال مبارک اس میں دیکھا تو ان ناخنوں کو آنکھوں پر رکھا اور کہا صدق رسول اللہ قرۃ عینی بک سیدی و مولائی۔

(ارشاد الطالبین ص ۲۲۱ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

مولوی عبدالبصیر نعمانی دیوبندی حضرت اخون درویزہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اخون درویزہ بابا دخپل وخت عالم عابد زاہد متقی مجاہد د کشف و کرامت خاوند دعلم و عرفان ځلانده ستوری وو۔

ترجمہ:.....اخون درویزہ بابا اپنے وقت کے عالم، عابد، زاہد، متقی، مجاہد، صاحب کشف و کرامت اور علم و عرفان کے روشن ستارے تھے۔

(خزینۃ الاولیاء ص ۱۱۴ مطبوعہ مکتبہ حنفیۃ مینگورہ سوات)

دلیل نمبر۷۱

حضرت خواجہ احمد حسین حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

کہ آپ (یعنی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) جس وقت اذان سنتے اس کا جواب دیتے جب (مؤذن سے) اذان میں حضور ﷺ کا نام مبارک سنتے تو دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھتے۔

(جواہر مجددیہ ص ۵۲)

دلیل نمبر ۲۷

رئیس العلماء حضرت علامہ محمد عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ مفتی ممالک سندھ متوفی ۱۳۳۶ھ لکھتے ہیں۔

سوال تقبیل ابہامین بوقت اشہدان محمدا رسول اللہ در اذان چہ حکم دارد؟

جواب مستحب است قال فی ردالمحتار فی باب الاذان یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرت عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قائدا لہ الی الجنۃ کذا فی کنز العباد قہستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیۃ وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابہامیہ عند سماع اشہدان محمدا رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ وتمامہ فی حواشی البحر للرملی عن المقاصد الحسنۃ للسخاوی وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من ہذا شیئی انتہی اقول عدم وجدان الصحیح لا یستلزم عدم وجود حدیث مطلقا ولو ضعیفا فان الفقہاء متفقون علی انہ یجوز العمل بالضعیف فی فضائل الاعمال وقد ثبت ہذا عن بعض المشائخ ایضا ہذا ظہرلی فی ہذا الباب واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ الفقیر عبد الغفور ہمایونی۔

ترجمہ:...... مستحب ہے رد المحتار باب الاذان میں (علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ہے مستحب یہ ہے کہ پہلی بار اشہد ان محمداً رسول اللہ ﷺ کے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار اشہدان محمداً رسول اللہ ﷺ کے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہے پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو

دونوں آنکھوں پر رکھ کر اللہم متعنی بالسمع والبصر کہے تو حضور ﷺ اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں، اور اسی طرح فتاوی صوفیہ اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ) میں اس کا قائد ہوں گا۔ اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اس کی پوری تشریح اور بحث بحر الرائق کے حواشی رملی امام سخاوی کے مقاصد حسنہ کے حوالے سے موجود ہے۔ علامہ جراحی نے اس کو مفصل ذکر کیا اور کہا کہ اس بارے میں مرفوع روایت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیح حدیث کی نہ موجودگی سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلق حدیث ہی موجود نہیں اگر چہ ضعیف ہو، کیونکہ فقہاء سب کے سب متفق ہیں اس بات پر کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اور یہ بعض مشائخ سے بھی ثابت ہے اس باب میں مجھ پر یہ تحقیق کشف (ظاہر) ہوئی ہے۔

(فتاوی ہمایونی ج ا ص ۳۲ مطبوعہ گڑھی یاسین ضلع سکھر سندھ)

دلیل نمبر ۲۸

یہی محمد عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

سوال اگر کسی وقت اذان در وقت شہادۃ ناخن انگشتان را بوسہ دہد جائز است یا نہ؟

جواب جائز است (رد المحتار کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں) اگرچہ مرفوعیت ایں حدیث ثابت نشدہ است مگر بطریق موقوفیت از صحابہ و سلف منقول است بطریق صحیحہ حتی کہ از صدیق اکبر ہم منقول است وقد قال علیہ الصلوۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین پس کسانیکہ دریں فعل طعن میکنند عدم ورود حدیث مرفوع صحیح پس ایں طعن بر ایشاں

مردود است انتہی۔

ترجمہ۔۔۔۔سوال:۔اذان میں کلمہ شہادۃ کے وقت انگوٹھے چومنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:۔جائز ہے۔(ردالمحتار کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں) اگرچہ اس حدیث کی مرفوعیت ثابت نہیں ہے لیکن موقوف کے طریقہ پر صحابہ اور سلف سے منقول ہے یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔پس جو لوگ اس فعل پر اس وجہ سے طعن کرتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں تو اس کا قول مردود ہے۔

(فتاوی ھمایونی ج ۱ ص ۲۰۷ مطبوعہ گڑھی یاسین ضلع سکھر سندھ)

دلیل نمبر۴

حضرت علامہ مخدوم محمد حیات سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

کہ وقت شنیدم نام مبارک حضرت ﷺ در آذان ہر دو ابہام بر چشمان نہادن مباح وفضیلت وسبب عدم نابینائی چشمان بل مستحب است وباعث محبت ﷺ کما صرح فی جامع الرموز کنز العباد الخ۔

ترجمہ:۔۔۔۔اذان میں آپ ﷺ کے نام سننے کے وقت دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنا مباح ہے اس وجہ سے کہ آنکھوں کی بینائی برقرار رہے اور باعث محبت مستحب ہے۔

(تحریرات مخدوم محمد حیات ص مخطوطات)

دلیل نمبر۵

امام اہلسنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اذان میں نام اقدس حضور سید عالم ﷺ سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو علماء نے مستحب فرمایا۔ردالمحتار میں ہے۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرت عینی بک یارسول اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ ﷺ یکون قائدا لہ الی الجنۃ کذافی کنز العباد قہستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیہ۔

یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشہدان محمداً رسول اللہ سنے کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور جب دوبارہ سنے قرت عینی بک یارسول اللہ" میری آنکھ حضور سے ٹھنڈی ہوئی پھر کہے اللہم متعنی بالسمع والبصر مجھے شنوائی اور بینائی سے بہرہ مند فرما اور یا انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو نبی اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مانند فتاوی صوفیہ میں ہے۔

(احکام شریعت ص ۶۶۔۶۷ مطبوعہ نوری کتب خانہ لاھور)

دلیل نمبر۶

فقیہ اعظم مفتی امجد علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مسئلہ:جب مؤذن "اشھد ان محمداً رسول اللہ" کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگالے اور کہے۔"قرۃ عینی بک یارسول اللہ" اللہم متعنی بالسمع والبصر۔ (ردالمحتار)

(بہار شریعت ج ا حصہ سوم ص ۳۲ مطبوعہ مشتاق بک کارنر اردو بازار لاھور)

دلیل نمبر ۷۷

یہی فقیہ اعظم مفتی امجد علی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے رد المحتار میں ہے۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله وعند الثانية منها قرت عینی بک یارسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه السلام یکون قائدا له الی الجنة كذا فی كنز العباد قهستانی ونحوه فی الفتاوی الصوفيه وفی كتب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهد ان محمدا رسول الله فی الاذان انا قائده ومدخله فی صفوف الجنة. والله تعالی اعلم.

(فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۱۶۸،۱۶۹ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

دلیل نمبر ۷۸

فقیہ المحدث العلامہ وصی احمد السورتی متوفی ۱۳۳۴ھ لکھتے ہیں۔

ویستحب ایضا ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة الثانية صلی الله علیک یا رسول الله وعند سماع الثانية منها قرت عینی بک یارسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون قائدا له الی الجنة كذا فی كنز العباد

ترجمہ:..... مستحب یہ ہے پہلی بار اشهد ان محمداً رسول الله سنتے وقت صلی الله علیک یا رسول الله اور دوسری بار اشهد ان محمداً رسول الله سنتے وقت قرة عینی بک یا رسول الله کہے پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر اللهم متعنی بالسمع والبصر کہے تو حضور ﷺ اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد ہے۔

(التعلیق المجلی لما فی منیة المصلی ص ۲۱۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور)

دلیل نمبر ۷۹

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا دونوں انگوٹھوں کو چومنا

ایک دن آذان شام میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہادۃ ثانیہ میں اشهد ان محمدا رسول الله پر دونوں انگوٹھوں کو بوسہ دیا میں نے عرض کیا قبلہ عالم وجہ تخصیص تقبیل الابہامین کی شہادت ثانیہ میں کیا۔ فرمایا شامی اور روح البیان میں اسی طرح آیا ہے۔

(ملفوظات مہریہ ص ۵۷ بحوالہ درود وسلام اور اذان)

دلیل نمبر ۸۰

مفتی نظام الدین قادری ملتانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

سوال۔ اذان میں بوقت سننے کلمہ اشهد ان محمدا رسول الله کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ بیشک نزدیک اہل سنت والجماعت ناخنوں کا چومنا ایسے موقعہ میں سنت ہے چنانچہ شرح برزخ بحوالہ فتاوی مضمرات وحاشیہ ردالمحتار و کتاب الاذکار المنتخب الابرار وبروایت دیلمی فی الفردوس حدیث مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے کلمہ اشهد ان محمدا رسول الله سنا۔ تو دونوں انگشت کو چوم کر آنکھوں پر ملا۔ اور فرمایا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جو شخص میرے پیارے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

(سلطان الفقہ المعروف فتاوی نظامیہ ج ۱ ص ۲۹ مطبوعہ ۱۴۲۳ھ لاہور)

دلیل نمبر ۸۱ و ۸۲

حضرت علامہ ظاہر شاہ میاں مدظلہ العالی لکھتے ہیں۔

إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا (۸) لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا (۹)

(سورۃ فتح پارہ ۲۶ آیت ۸،۹)

وتقبيل الابهامين عند قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله ووضعه على العينين داخل تحت هذه الاية لان هذا تعظيم لاسم النبى ﷺ قال العلامة الفاضل الكامل الشيخ اسماعيل حقى رحمة الله عليه فى روح البيان و فى قصص الانبياء وغيرها ان ادم عليه السلام اشتاق الى لقاء محمد ﷺ حين كان فى الجنة فاوحى الله تعالى اليه هو من صلبك ويظهر فى اخر الزمان فسال لقاء محمد ﷺ حين كان فى الجنة فاوحى الله تعالى اليه فجعل الله النور المحمدى فى اصبعه المسبحة من يده اليمنى فسبح ذلك النور فلذلك سميت تلك الاصبع مسبحة كما فى الروض الفائق او اظهر الله تعالى جمال حبيبه فى صفاء ظفرى ابهاميه مثل المرآة فقبل ادم ظفرى ابهاميه و مسح على عينيه فصار اصلا لذريته فلما اخبر جبريل النبى ﷺ بهذه القصة قال عليه السلام من سمع اسمى فى الاذان فقبل ظفرى ابهاميه ومسح على عينيه لم يعم ابدا۔

ترجمہ:...... قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد ﷺ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی ﷺ چمکایا تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمد ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر ملے۔ تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(الصواعق الربانية ص۸۲،۸۳ مطبوعه المكتبة الغوثيه المحمودیه مدين

ضلع سوات)، (ضیاء الصدور ص۲۲،۲۳ مطبوعه مدين ضلع سوات)

دلیل نمبر ۸۳

حضرت مولانا محمد عبد الغفار حنفی دہلوی لکھتے ہیں۔

اگر کوئی مسلمان وقت غلبۂ حال و جا ذبہ ذوق و شوق قلبی خارج اذان کے نام مبارک حبیب کبریا ( ) سن کر بوسہ دے تو وہ بھی مستوجب ملامت و منع نہیں ہوسکتا کیوں کہ یہ عمل بزرگ جو حضرت آدم (علیہ السلام) سے جنت میں واقع ہوا تھا وہ خارج اذان سے تھا"۔

(نور العینین ص۱۶ مطبوعه مجتبائی دهلی)

دلیل نمبر ۸۴

حاشیہ تفسیر جلالین میں ہے۔

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی مکی رفع اللہ درجاتہ در قوت القلوب روایت کردہ از ابن عیینہ رحمۃ اللہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بمسجد درآمد در دہ محرم وبعد از آنکہ نماز جمعہ ادا فرمودہ بود نزدیک اسطوانہ قرار گرفت وابوبکر رضی اللہ عنہ بظہر ابہامین چشم خود را مسح کرد وگفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ وچوں بلال رضی اللہ عنہ از اذان فراغتی روئے نمود حضرت رسول اللہ ﷺ فرمودہ کہ اے ابا بکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی از روئے شوق بلقائے من وبکند آنچہ تو کردی خدائے درگزارد گناہان وی را آنچہ باشد نو وکہنہ خطا وعمد ونہان وآشکارا و در مضمرات بریں وجہ نقل کردہ۔

ترجمہ:..... حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی مکی اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اپنی کتاب قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ ابن عیینہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے دس محرم کو مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور ایک ستون کے نزدیک جلوہ افروز ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ اور قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہا۔ جب حضرت

بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابو بکر جو شخص تمہاری طرح میرا نام سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرے اور جو تم نے کہا وہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے ظاہر و باطن سب گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔ مضمرات میں اسی طریقہ سے نقل کیا ہے۔

(حاشیہ نمبر ۱۲ تفسیر جلالین ص ۳۵۷ مطبوعہ اصح المطابع کراچی)

اس کے بعد محشی جلالین حدیث تقبیل ابہامین پر جرح قدح کر کے اپنا فیصلہ سناتے ہیں۔ فیکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لایستلزم ترک العمل بمضمونہ وقد اصاب القہستانی فی القول باستحبابہ۔

ترجمہ:.... یعنی حدیث تقبیل ابہامین اگر چہ مرفوع نہ ہو تب بھی اس کے مضمون سے ترک استحباب لازم نہیں آتا۔ علامہ قہستانی نے بالکل درست فرمایا ہے کہ یہ عمل مستحب ہے۔

پھر فرمایا:

وکفانا کلام الامام المکی فی کتابہ فانہ شھد الشیخ السہروردی فی عوارف المعارف بوفور علمہ و کثرۃ حفظہ وقوۃ حالہ وقبل جمیع ما وردہ فی کتابہ قوت القلوب۔

ترجمہ:.... یعنی اس تقبیل ابہامین کے مسئلہ میں ہمارے لئے شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک کافی ہے کیونکہ شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے عوارف المعارف میں خواجہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے وافر ہونے اور حال کی قوت اور مضبوط یادداشت کی گواہی دی ہے۔ بلکہ فرمایا کہ جو کچھ امام مکی رحمۃ اللہ علیہ نے قوت القلوب میں درج فرمایا ہے سب حق ہے۔

پھر فرمایا:

ولقد فصلنا الکلام واطنبناہ لان بعض الناس ینازع فیہ لقلۃ علمہ۔

ترجمہ:.... یعنی اس مسئلہ میں کلام طویل کر دیا۔ اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے اس مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہیں۔

(حاشیہ نمبر ۱۲ تفسیر جلالین ص ۳۵۷ مطبوعہ اصح المطابع کراچی)

مخالفین کی کتب سے ثبوت

دلیل نمبر ۸۵

دیوبندی اور اہل حدیث علماء کے نہایت معتقد عالم دین عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ لکھتے ہیں۔

سوال: ناخنہائے ہر دو دست بر چشم نہادن ہنگام شنیدن نام آں سرورِ کائنات ﷺ در اذان چہ حکم دارد۔

جواب: بعضے فقہا مستحب نوشتہ اند و حدیثے ہم درین درباب نقل میسازند، مگر صحیح نیست، و در امر مستحب فاعل و تارک ہر دو قابل ملامت و تشنیع نیستند در جامع الرموز می آرد، اعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ "صلی اللہ علیک یارسول اللہ" وعند سماع الثانیۃ "قرۃ عینی بک یارسول اللہ" ثم یقال اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ ﷺ یکون قائدا لہ الی الجنۃ کذافی کنز العباد انتہی۔

(خلاصۃ الفتاوی مع مجموعۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۸ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دلیل نمبر ۸۶

مفتی برکت اللہ لکھنوی دیوبندی اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

سوال حضور سرور عالم ﷺ کا نام اذان یا غیر اذان میں سنکر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

جواب بعض فقہا کے نزدیک مستحب ہے جامع الرموز میں ہے۔ اعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ "صلی اللہ علیک

یارسول اللہ" وعند سماع الثانیۃ "قرۃ عینی بک یارسول اللہ" ثم یقال اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین فانہ ﷺ یکون قاعدا لہ الی الجنۃ کذافی کنز العباد. جاننا چاہیے کہ (اذان میں) پہلی شہادت کو سنکر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری کو سنکر قرۃ عینی بک یارسول اللہ اور پھر اللھم متعنی بالسمع والبصر کہنا مستحب ہے اس کے بعد دونوں انگوٹھے کے دونوں ناخنوں کو آنکھوں پر رکھے پس آنحضرت ﷺ اس شخص کو جنت میں لیجائیں گے ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

(مجموعۃ الفتاوی مترجم ج ۱ ص ۱۸۹ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

دلیل نمبر ۸۷

یہی عبدالحی لکھنوی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

ومنھا ان یقال عند سماع الاولی من الشھادتی الرسالۃ "صلی اللہ علیک یارسول اللہ" وعند الثانیۃ منھا قرۃ عینی بک یارسول اللہ ویقال اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین فمن فعلہ کان ﷺ قائدہ الی الجنۃ. کذا ذکرہ فی جامع الرموز و کنز العباد.

ترجمہ:..... ترجمہ:.....اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی جامع الرموز اور کنز العباد میں ہے۔

(السعایہ فی کشف مافی شرح الوقایہ ج ۲ ص ۲۶ مطبوعہ سہیل اکیڈمی اردو بازار لاہور)

دلیل نمبر ۸۸

حمد اللہ جان دیوبندی فاضل مظاہر العلوم سہارن پور لکھتے ہیں۔

یستحب ان یقال عند سماع الاول من الشھادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ، وعند الثانیۃ قرۃ عینی بک یارسول اللہ.

(البصائر ص ۱۲۲ مطبوعہ اشاعت اسلامیہ کتب خانہ پشاور)

دلیل نمبر ۸۹

حافظ کفایت اللہ الداجوی اس کے پشتو ترجمے میں لکھتے ہیں۔

مستحب دی چی اداوو ئیلی شی پہ اوریدو داول شھادت کلمی چی اشھد ان محمداً رسول اللہ نو وا یہ وائی جعلت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کر خوئے شوے دے یخ والے دستر گو زما پہ تا باندی یارسول اللہ۔

ترجمہ:..... مستحب ہے کہ اذان میں پہلی مرتبہ اشھد ان محمداً رسول اللہ ﷺ پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری شھادت کے وقت قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہے۔

(تسہیل البصائر ص ۲۶۶ ناشر جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی کراچی)

دلیل نمبر ۹۰

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جس کو پشاور کے دیوبندی دیوبند ثانی اور پاکستان کا دیوبند کہتے ہیں۔

مفتی محمد سردار دیوبندی لکھتے ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ثانی دارالعلوم دیوبند ہے وہی نصاب تعلیم، وہی طرز تعلیم کیونکہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی مبانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ العزیز استاذ الکل دارالعلوم دیوبند کے فاضل بھی تھے اور مدرس بھی اور حضرت مدنی کے تلمیذ خاص بھی، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے قائم ہونے کے بعد اکابرین دیوبند جیسے مولانا

نصیر الدین غور غشتوی، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا یوسف بنوری اور مولانا مدنی کے خلف الرشید مولانا اسعد مدنی مدظلہ العالی کا دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ورود ہوتا تھا جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سرزمین پاکستان وافغانستان پر ثانی دارالعلوم دیوبند ہے۔

(پنج پیری حضرات یعنی مماتی ٹولہ دیوبندی نہیں ص۳۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ پشاور)

اسی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مفتی محمد فرید دیوبندی لکھتے ہیں۔

جامع الرموز، کنز العباد، فتاوی صوفیہ، اور کتاب الفردوس وغیرہ میں اس چومنے کو جائز کہا گیا ہے اور اسی باب میں احادیث مرفوعہ ضعیفہ مروی ہیں پس بعض اوقات بطور احتیاط یہ کام قابل اعتراض نہیں ہے، خصوصاً جبکہ صحت بدنیہ کی بنا پر ہو، البتہ ثواب کی نیت سے یہ اقدام قابل اعتراض ہے خصوصاً جبکہ بطور التزام کے ہو۔ (والتفصیل فی السعایة) وھو الموفق۔

(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۲ ص ۱۸۲،۱۸۳ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

دلیل نمبر ۹۱

مفتی محمد وہاب منگلوری اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

قال ابن عابدین: (تتمة) یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله وعند الثانیة منها قرت عینی بک یا رسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه اسلام یکون قائدا له الی الجنة کذا فی کنز العباد قهستانی ونحوه فی الفتاوی الصوفیه وفی کتب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عند سماع اشهدان محمدا رسول الله فی الاذان انا قائده ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی.

ترجمہ:...... مستحب یہ ہے پہلی بار اشھد ان محمداً رسول اللہ ﷺ سنتے وقت

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار اشھدان محمداً رسول اللہ ﷺ سنتے وقت قرة عینی بک یا رسول اللہ کہے پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر اللھم متعنی بالسمع والبصر کہے تو حضور ﷺ اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں، اور اسی طرح فتاوی صوفیا اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اشھدان محمد رسول اللہ سنکر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ) میں اس کا قائد ہوں گا۔ اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اس کی پوری تشریح اور بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں موجود ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار ج ۱ ص ۲۹۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
(حاشیہ فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۲ ص ۱۸۲،۱۸۳ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

دلیل نمبر ۹۲

یہی مفتی محمد فرید دیوبندی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں

قلت و ورد فی بعض الروایات فی فضل التقبیل انه لا یصیبه الرمد والعمی کما فی المقاصد الحسنة للسخاوی فعلی هذا لو قبل للصحة البدنیة فلاباس.

ترجمہ:...... میں کہتا ہوں بعض روایات میں انگوٹھے چومنے کی فضیلت وارد ہے کہ اس کی وجہ سے آنکھوں میں تکلیف اور اندھا پن نہیں آتا جیسے کہ مقاصد حسنہ میں ہے۔ اس وجہ سے اگر صحت بدن کے لئے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(منہاج السنن ج ۲ ص ۸۷ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

دلیل نمبر ۹۳

مفتی عبدالحق دیوبندی لکھتے ہیں۔

سوال۔ اذان کے دوران جب مؤذن اشھدان محمد رسول اللہ پڑھے تو سنے

والوں کے لئے اس وقت انگوٹھے چومنا کیسا ہے۔

جواب۔صرف اذان کے وقت جب اذان دی جاتی ہو تو اشہد ان محمد رسول اللہ کے سننے پر شفاء عینین کے حصول کے لئے بغیر نیت ثواب اور سنت، واجب سمجھنے کے انگوٹھے چومنا جائز ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے مستحب لکھا ہے، لیکن یادر ہے کہ یہ عمل صرف اذان کے ساتھ خاص ہے دیگر مقامات میں نہیں۔

قال العلامه ابن عابدين: (تحت قوله لو لم يجيبه حتى فراغ لم اره) يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة: صلى الله عليك يارسول الله وعندالثانية منها: قرت عيني بك يارسول الله: ثم يقول اللهم متعني بالسمع و البصر بعد وضع ظفرى الابهامين على العينين فانه عليه اسلام يكون قائد اله الجنة. (ردالمحتار جلد ا ص ۳۹۸ باب الاذان)ر۔ ا

قال العلامه الشيخ السيد احمد الطحطاوى : يستحب ان يقول عند سماع الاولى من الشهادتين للنبیﷺ صلى الله عليك يارسول الله وعنده سماع الثانية قرت عيني بك يارسول الله اللهم متعني بالسمع و البصر بعد وضع ابهاميه على عينيه. (طحطاوى حاشيه مراقي الفلاح ص ۱۶۵ باب الاذان) ومثله في السعاية ج ۲ ص ۱۱۱ باب الاذان.

(فتاوى حقانيه ج ۳ ص ۶۲ مطبوعه جامعه دارالعلوم حقانيه اكوڑه خٹك نوشهره پاكستان)

دلیل نمبر ۹۴

کفایت اللہ دیوبندی لکھتے ہیں۔

علاج رمد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کرے تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہو سکتا ہے۔

(كفايت المفتى ج ۳ ص ۸ مطبوعه مكتبه امداديه ملتان)

دلیل نمبر ۹۵

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

ایک حدیث میں جو اس کا ثبوت ہے وہ علاجاً ہے نہ کہ ثواباً تو جیسا جھاڑ پھونک موافق

شرع کے درست ہے ایسا ہی کوئی شخص درد چشم کے علاج کے لئے ایسا کرے تو اس کے لئے فی نفسہ درست ہے۔

(اشرف الاحکام ص ۸۴ مطبوعه اداره اسلاميات لاهور)

دلیل نمبر ۹۶

یہی اشرف علی تھانوی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

اگر صحت بدنیہ (حفاظت چشم) کی نیت سے کیا جاوے وہ ایک قسم کی طبی تدبیر ہے وہ فی نفسہ جائز ہے۔

(بوادرالنوادر ص ۲۰۹ مطبوعه اداره اسلاميات انار كلى لاهور)

دلیل نمبر ۹۷

حاجی احمد سعید دیوبندی لکھتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بدن میں نور محمد کی ایسی روشنی ہوگئی کہ آدم علیہ السلام کا بدن کا کڑا بن گیا فرشتے صفیں باندھ کر حضرت ﷺ کے نور مبارک کی زیارت کو آتے تھے اور اس ہی نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کا علم دیا اور فرشتوں سے سجدہ کرایا تب حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا الٰہی یہ کس کا نور ہے جو میرے ماتھے میں چمک رہا ہے حکم ہوا کہ اے آدم یہ نور ہمارے پیارے محمد سردار انبیاء کا ہے۔ جو میں اپنے پیارے کو نہ پیدا کرتا تو کسی کو پیدا نہ کرتا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھے کے ناخن کو دیکھا تو اس میں نور محمدی ﷺ نظر آیا۔ آدم نے چوم کر اس کو آنکھوں سے لگایا اور درود پڑھ کر کہا قرة عيني يا محمد اے محمد تم میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو جب تک نور محمد ﷺ آدم کی پیشانی میں رہا رخ فرشتوں کا آدم علیہ السلام کی طرف تھا اور حضرت آدم کا بڑا ادب کرتے تھے۔

(وعظ سعيد ص ۲۳ مطبوعه ايچ ايم سعيد كمپنى كراچى)

دلیل نمبر ۹۸

عبدالشکور لکھنوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشہدان محمد رسول اللہ سنے تو یہ بھی کہے صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور جب دوسری مرتبہ سنے تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھ پر رکھ کر کہے قرۃ عینی بک یارسول اللہ اللھم متعنی بالسمع والبصر۔ (جامع الرموز۔ کنزالعباد)

(علم الفقہ حصہ دوم ص۱۵۹ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

دلیل نمبر ۹۹

محمد عبداللطیف خان لکھتے ہیں۔

چہ میفرمایند علمائے دین و قاضیان شرع متین دریں مسئلہ کہ تقبیل ابہام درشہادت ثانی اذان چہ حکم دارد۔

ھوالمصوب للجواب تقبیل ابہام بوقت شہادت ثانی اذان درشامی وتفسیر روح البیان مذکوراست وحدیث تقبیل ابہام اگرچہ ضعیف است مگر درفضائل حدیث ضعیف نیز معتبر میباشد

درروایات آمدہ کہ درعالم ازل حضرت آدم ابوالبشر علیہم السلام را اللہ تعالی بقدرت کاملۂ خود درناخن ابہام نام نامی آنحضرت ﷺ ظاہر فرمود حضرت بابا آدم علیہ السلام بملاحظہ کردن نام مبارک بوسہ بر علیہ السلام تبرکا تقبیل ابہامۂ خود فرمودند ازانجا تقبیل ابہام درشہادت ثانی اذان مسنون ومشہور گردیدہ است بہ نیت ثواب وتبرک حاصل کردن تقبیل ابہام روا است۔

ترجمہ:.....سوال:۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اور قاضیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان میں انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

جواب.....اذان میں انگوٹھے چومنے کے بارے میں شامی اور تفسیر روح البیان میں مذکور ہے۔اور اس کی حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر فضائل میں معتبر ہے۔روایات میں آیا ہے کہ عالم ازل میں اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کے ناخن مبارک میں آپ ﷺ کا نام مبارک ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے متبرک کے طور پر بوسہ دیا تو اس وقت سے اذان میں یہ مسنون اور مشہور ہوا۔اس لئے ثواب اور تبرک حاصل کرنے کے لئے انگوٹھے چومنا جائز ہے۔

(فتاوی شہابیہ ص۶۶ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ کانسی روڈ نزد حاجی غیبی چوک کوئٹہ)

دلیل نمبر ۱۰۰

مولوی عبدالرحمن حنفی لکھتے ہیں۔

قال علامہ شامی یستحب ان یقال عند سماع الاول من الشھادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ و عند الثانیۃ قرۃ عینی بک یارسول اللہ۔ شامی ج ۱ ص ۲۷۹ وزاد طحطاوی اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ابھامیہ۔ طحطاوی ص ۱۱۱ ایضا ارشاد الطالبین ص ۳۲۸ ومعارج النبوۃ ج۲ ص ۹۶ روح البیان ج ۷ ص ۲۳۸۔

ترجمہ:.....علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔مستحب یہ ہے پہلی بار اشھدان محمداً رسول اللہ سنتے وقت صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار اشھدان محمداً رسول اللہ سنتے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہے۔پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر اللھم متعنی بالسمع والبصر کہے۔

(خزینۃ الدلائل فی اطلاع آثار الاوائل ص ۳۳ مطبوعہ گیداھاب مھمند ایجنسی صوبہ سرحد)

باب دوم

اعتراضات وجوابات

اعتراض:...... یوسف لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں۔ ماہرین علم حدیث نے اس روایت کو موضوع اور من گھڑت کہا ہے۔

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۱۱۷ مطبوعہ زم زم پبلشرز کراچی)

جواب:...... ماہرین علم حدیث سے مراد کون ہیں۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ دیوبندی مذہب میں دین حضور ﷺ کے قول وفعل کا نام نہیں۔ بلکہ دیوبندی مذہب میں دین اکابر دیوبند کے قول وفعل کا نام ہے۔ یہاں ماہرین علم حدیث سے مراد اشرف علی تھانوی، عبد الرحیم دیوبندی، عبد الحمید سواتی، وغیرہ وغیرہ ہیں۔ جنہوں نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ ماہرین علم حدیث میں سے کسی نے بھی اس روایت کو موضوع اور من گھڑت نہیں کہا ہے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ ضعیف لکھا ہے۔ یہاں تک کہ غیر مقلدوں کے امام شوکانی و ناصر البانی نے بھی اس روایت کو ضعیف لکھا ہے نہ کہ موضوع۔ حوالہ کے لئے دیکھئے۔

(الکرر البهیه اردو ج ۱ ص ۳۲۱ مطبوعه نعمانی کتب خانه لاهور)

اور مفتی محمد فرید دیوبندی لکھتے ہیں۔ اسی باب میں احادیث مرفوعہ ضعیفہ مروی ہیں۔

(فتاوی دیوبندپاکستان المعروف فتاوی فریدیه ج ۲ ص ۱۸۲،۱۸۳ مطبوعه دار العلوم صدیقیه زروبی ضلع صوابی)

ماہرین علم حدیث میں سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

قلت: واذا ثبت رفعه علی الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه الصلاة والسلام: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین.

ترجمہ:...... یعنی میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت

اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔

(الموضوعات الکبری ص ۲۱۰ برقم ۸۲۹ مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی)

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ لکھتے ہیں۔

وضعف تقبیل ظفری ابهامیه مع مسبحتیه والمسح علی عینیه عند قوله محمد رسول الله لانه لم یثبت فی الحدیث المرفوع لکن المحدثین اتفقوا علی ان الحدیث الضعیف یجوز العمل به فی الترغیب والترهیب.

ترجمہ:...... محمد رسول اللہ کہنے کے وقت اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو مع کلمے کی انگلیوں کے چومنا ضعیف ہے۔ کیونکہ یہ حدیث مرفوع سے ثابت نہیں لیکن محدثین اس پر متفق ہیں کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا رغبت دینے اور ڈرانے کے متعلق جائز ہے۔

(تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۷۶ مطبوعه دار الفکر بیروت)

علامہ احمد بن محمد طحاوی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں۔

وکذا روی عن الخضر علیه السلام وبمثله یعمل فی الفضائل.

ترجمہ:...... اور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی روایت کیا گیا ہے اور فضائل اعمال میں ان احادیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

(حاشیه طحطاوی علی المراقی الفلاح ص ۱۲۵ مطبوعه مکتبه انصاریه کابل افغانستان)

قارئین حضرات یہ بات اظہر من الشمس کی طرح واضح ہو گئی کہ ماہرین علم حدیث میں سے کسی نے بھی اس روایت کو موضوع قرار نہیں دیا ہم دیوبندیوں کو چیلنج کرتے ہیں ماہرین علم حدیث میں سے ایک ماہر علم حدیث سے یہ دکھادے کہ یہ حدیث موضوع ہے قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اور ماہرین علم حدیث میں سے ملا علی قاری نے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک اس کا رفع ثابت ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت حضور ﷺ کی سنت ہے۔ خلیل احمد انبیٹھوی ورشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

"جس کے جواز کی دلیل قرون ثلٰثہ میں ہو، خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، وہ سب سنت ہے۔"

(براہین قاطعہ ص ۲۸ مطبوعہ مظاہر علوم سہارنپور)

ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت ہے، کیونکہ ملا علی قاری کی عبارت سے قرون ثلاثہ میں اس کی اصل متحقق ہو گئی، پھر اس کو بدعت وغیرہ کہنا جہالت اور تعصب نہیں اور کیا ہے؟

گکھڑوی صاحب کا امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان باندھنا

اعتراض:...... گکھڑوی صاحب امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسر المقال میں لکھا ہے کلھا موضوعات وہ سب کی سب موضوع اور جعلی ہیں۔

(راہ سنت ص ۲۴۲ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

جواب:...... لعنۃ اللہ علی الکذبین محمد سرفراز خان گکھڑوی جھوٹا ہے۔ یہ گکھڑوی صاحب کا سراسر جھوٹ ہے اور انہوں نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عظیم بہتان باندھا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کو جعلی کہا ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ اس نام کی کوئی کتاب لکھی ہے اور نہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری دنیا میں اس نام کی کوئی کتاب موجود ہے یہ گکھڑوی صاحب کا سراسر جھوٹ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عظیم بہتان ہے۔ اور یہ طریقہ انہوں نے حسین احمد مدنی سے سیکھا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں۔

مجدد صاحب (اعلیٰ حضرت) کے دادا پیر شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم "خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ پندرہ پر ارشاد فرماتے ہیں الشہاب صفحہ ۹۹ جناب (اعلیٰ حضرت) کے دادا یعنی مولوی رضا علی خان صاحب "ہدایۃ الاسلام" مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں الشہاب صفحہ ۹۹ یہ محض حسین احمد صاحب کا جھوٹ اور افترا اور بہتان ہے کیونکہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی خزینۃ الاولیاء اور حضرت رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایۃ الاسلام کے نام سے تصنیف ہوئی ہی نہیں۔ جب تصنیف ہی نہیں ہوئی تو مطبع اور صفحہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس کا حسین احمد صاحب نے حوالہ دیا۔ یہ صرف صدر دیوبند کا کمال ہے کہ انہوں نے از خود ہی ان کے صفحات تجویز کر لئے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور یہی حال ان کے اس شاگرد کا کہ انہوں نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یہ کتاب تیسر المقال گھڑ لی۔

گکھڑوی صاحب مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ خدا جانے انہوں نے کس رسالہ یا اخبار سے بدحواسی میں یہ نقل کر دیا ہے۔ کیا خوب تحقیق ہے۔ ٹائٹل پر انہوں نے لکھا ہے کہ ان کی اس کتاب میں عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ یہ ہیں مفتی صاحب کی تحقیق انیق کے چند نمونے۔

جواب: گکھڑوی صاحب کی بدحواسی۔ خدا جانے انہوں نے کہاں سے بددیانتی میں یہ نقل کر دیا ہے۔ کیا خوب تحقیق ہے۔ ٹائٹل پر انہوں نے لکھا ہے کہ ان کی اس کتاب راہ سنت "جس میں بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے اہل السنت والجماعت کے دلائل کا معیار اور بدعت لغوی اور شرعی کا مفہوم اور محکم قرآن کریم، صحیح احادیث اور صدہا عبارات سے واضح

کیا گیا ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ یہ ہیں گکھڑوی صاحب کی تحقیق انیق کے چند نمونے۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر

دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

اعتراض:...... عبدالحمید سواتی دیوبندی لکھتے ہیں۔ کتاب شرح الیمانی میں لکھا ہے کہ مکروہ ہے انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں پر رکھنا کہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی اور جو روایات آتی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ (حاشیہ جلالین ص ۳۵۷)

(نماز مسنون ص ۲۵۸ مکتبہ دروس القرآن گوجرانوالہ)

جواب:...... عبدالحمید صاحب آپ کے بھائی محمد سرفراز خان گکھڑوی تو ان خیانتوں میں مشہور ہے کیا آپ نے بھی یہ کام شروع کر دیا ہے کہ اس کے بعد والی عبارت دیوالی کی پوری سمجھ کر ہضم کر گئے۔ یہ عبارت دو کتابوں میں ہیں۔ روح البیان اور حاشیہ جلالین۔ قارئین حضرات اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

وفی شرح الیمانی ویکرہ تقبیل الظفرین ووضعهما علی العینین لانه لم یرد فیه والذی ورد فیه لیس بصحیح انتهی. یقول الفقیر قد صح عن العلماء تجویز الاخذ بالحدیث الضعیف فی العملیات فیکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لایستلزم ترک العمل بمضمونه وقد اصاب القهستانی فی القول باستحبابه.

ترجمہ:...... (اوپر والے ترجمے کے بعد ہے) علماء سے ثابت ہے عملیات میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا۔ یہ حدیث مرفوع ہے اس سے کب لازم آتا ہے کہ اس سے عمل ترک کیا جائے۔ علامہ قہستانی اس فیصلہ میں حق پر ہیں اس لئے انہوں نے اسے مستحب لکھا ہے۔ (حاشیہ جلالین ص ۳۵۷)

معزز قارئین حضرات عبدالحمید صاحب نے آگے والی عبارت اس لئے نقل نہیں کی کہ اس کے مذہب پر پانی پھر جاتا۔ عبدالحمید صاحب آپ حضور ﷺ سے بغض و عناد میں کتنے اندھے

ہو گئے کہ آپ کو حاشیہ جلالین میں یہ مجہول قول تو نظر آیا مگر اس سے پہلے قہستانی، محیط، قوت القلوب، قصص الانبیاء، کی عبارتیں نظر نہ آئی۔ اور اس مجہول قول کے بعد یہ عبارت علامہ قہستانی اس مسئلہ میں حق پر ہیں نظر نہ آئی۔ آپ کے مفتی کفایت اللہ تو لکھتے ہیں کہ۔ شامی نے فتاوی صوفیہ کا حوالہ دیا ہے۔ کنز العباد اور فتاوی صوفیہ دونوں قابل فتوی دینے کے نہیں ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۲ حصہ ۳ ص ۸ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان) اب اپنا حال دیکھئے کہ غیر معروف کتاب شرح الیمانی پیش کر رہے ہیں۔ اور جس کتاب سے پیش کر رہے ہیں اسی کتاب میں اس کے بعد اس کا رد موجود ہے۔ یہ خاصیتیں دیوبندیوں کی آج کی نہیں یہ ان کو اپنے اکابر سے وراثہ میں ملی ہے۔ جس کتاب میں حضور ﷺ کی شان بیان ہو تو یہ لوگ کوشش کرتے ہیں کسی طرح یہ پوری عبارت ہی حذف کر دے۔ جب یہ نہ ہو تو آگے والی عبارت حذف کر دیتے ہیں جب یہ بھی نہ ہو تو ترجمہ میں تو خیانت ضرور کرتے ہیں۔ دیوبندی مذہب کی چوریوں کی تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کا رسالہ "چوری پر چوری" مطالعہ فرمائیں۔

اعتراض:...... عبدالرحیم دیوبندی لکھتے ہیں۔ یہ بدعتیوں کی ایجاد ہے اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۲ ص ۵۹ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

جواب:...... حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدعتی لوگ دوزخ کے کتے ہیں۔ (کنز العمال)

قارئین حضرات دیکھئے عبدالرحیم دیوبندی نے کتنے کثیر فقہا احناف کو بدعتی ٹھہرا دیا جو حضور ﷺ کے نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنے کو مستحب کہتے ہیں۔ مفتی عبدالرحیم نے ان تمام فقہاء احناف کو اس وعید میں داخل کیا۔ اور عبدالرحیم کے اس فتوی سے اس نے اپنے اکابر کو بدعتی ٹھہرا دیا۔ جیسے اشرف علی تھانوی بدعتی نے لکھا کہ علاج کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور عبدالرحیم نے کہا کہ بدعتیوں کی ایجاد ہے۔ تو اشرف علی تھانوی بدعتی نے یہ

علاج کی خاطر ایجاد کیا۔ مفتی عبدالحق بدعتی، مفتی محمد فرید بدعتی، مفتی کفایت اللہ بدعتی، ان تمام بدعتیوں نے علاج کی خاطر اس کو ایجاد کیا۔ کیونکہ وہ تمام روایات تو آپ کے نزدیک موضوع ہے تو اشرف علی تھانوی بدعتی نے یہ علاج کی خاطر کہاں سے ایجاد کیا۔ عبدالرحیم دیوبندی کے فتویٰ سے یہ تمام دیوبندی بدعتی ہوئے۔

اعتراض:...... مفتی محمد فرید دیوبندی لکھتے ہیں۔ یہ مخصوص تقبیل اگرچہ علاجاً جائز ہے۔ لیکن ثواب کی نیت سے کرنا بدعت ہے اور چونکہ موجودہ وقت میں عوام اس کو ثواب کی نیت سے کرتے ہیں لہذا فتویٰ نہ کرنے کا دیا جائے گا۔

(فتاوی دیوبندپاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۲ ص۱۸۷ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

جواب:...... مفتی محمد فرید دیوبندی نے کہا کہ علاج کی خاطر جائز اور ثواب کی نیت سے بدعت سیئہ اسی طرح اشرف علی تھانوی، عبدالحق، کفایت اللہ نے بھی لکھا ہے۔ اول تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ علاجاً آپ لوگوں نے کہاں سے ایجاد کیا۔ جن روایات میں ان کا ذکر ہے وہ روایات تو آپ لوگوں کے نزدیک من گھڑت قصے ہیں۔ یہاں پر یہ خود بدعتی ہوئے۔ دوم یہ کہنا کہ ثواب کی نیت سے بدعت۔ میرے خیال سے محمد فرید صاحب کو مستحب کی تعریف بھی نہیں آتی۔ اس لئے محمد فرید صاحب کو چاہئے کہ وہ کراچی میں آکر دارالعلوم غوثیہ میں داخلہ لے اور استاذ العلماء مفتی عبدالحلیم ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ سے خلاصہ کیدانی پڑھے تاکہ آپ کو مستحب کی تعریف معلوم ہو۔ دیکھئے مستحب کی تعریف میں ہیں۔ المندوب یثاب فاعله (شامی) یعنی مستحب وہ کہ اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ اسی میں دوسری جگہ ہے۔ فیسمی مستحبا من حیث ان الشارع یحبه ویؤثره ومندوبا من حیث انه بین ثوابه وفضیلته۔ یعنی اس کو مستحب اس لئے کہتے ہیں کہ شارع نے اس کو پسند کیا اور ترجیح دی۔ اور مندوب اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا ثواب اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ (شامی ج ۱ ص ۸۴) معلوم ہوا کہ مستحب وہ کہ اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ اور انگوٹھے چومنے کے مسئلے میں فقہاء کرام نے شروع میں مستحب لکھا ہے۔ دیکھئے شامی میں ہے۔ یستحب. جامع الرموز میں ہے۔ اعلم انه یستحب. تفسیر روح البیان میں ہے۔ اعلم انه یستحب. مجموعۃ الفتاوی میں ہے۔ اعلم انه یستحب. طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔ انه یستحب. جب تمام فقہاء نے اس کو مستحب کہا، اور مستحب اس کو کہتے ہیں کہ جس کے کرنے پر ثواب ملے۔ تو یقیناً ثواب ہی کی نیت سے ہی انگوٹھے چومے گئیں۔ اور اس پر ثواب بھی ملے گا۔

سوم اتنے کثیر فقہاء کرام نے اس کو مستحب کہا ہے لیکن مفتی محمد فرید پھر بھی مستحب ماننے کو تیار نہیں لیکن دوسری طرف دیکھئے لکھتے ہیں۔

یہ عوامی تبلیغ جو در حقیقت ایک اصلاحی پروگرام ہے بدعت حسنہ اور مستحب ہے۔

(فتاوی دیوبندپاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۱ ص ۱۸۵ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

مفتی محمد فرید صاحب کا عجیب اصول ہے ایک طرف تو اتنے کثیر فقہاء کرام نے انگوٹھے چومنے کو مستحب کہا لیکن ماننے کے لئے تیار نہیں اور دوسری طرف ایک اصلاحی پروگرام جس کو خود بدعت حسنہ کہہ دیا یعنی خیر القرون میں اس کا ثبوت نہیں مگر پھر بھی اس کو مستحب کہہ دیا۔ دیوبندیوں کا یہ ایک عجیب اصول ہیں اتنے کثیر فقہاء کرام نے انگوٹھے چومنے کو مستحب کہا مگر دیوبندی ماننے کے لئے تیار نہیں مگر دوسری طرف دیکھئے مثلاً مسئلہ اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے اور اقامت کے شروع میں کھڑے ہونے تمام احناف بلکہ صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم نے بھی اس کو مکروہ کہا ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عبدالرزاق عن التیمی، عن ابی عامر، عن معاویة ابن قرة قالوا: کانوا یکرهون ان ینهض الرجل الی الصلوة حین یاخذ المؤذن فی اقامته.

ترجمہ:...... حضرت معاویہ بن قرہ (تابعی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (صحابہ وتابعین) اس کو مکروہ جانتے تھے کہ نماز میں مؤذن کے اقامت شروع کرتے ہی اٹھ کھڑا ہو۔

(مصنف عبد الرزاق ج ۱ ص ۴۸۲،۴۸۱ رقم الحدیث ۱۸۵۰ مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)

حضرت حسن بصری اور حضرت ابن سیرین رحمہما اللہ کا فرمان مبارک

عن الحسن انه کره ان یقوم الامام حتی یقول المؤذن قد قامت الصلوة.

ترجمہ:...... حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ آپ مکروہ سمجھتے تھے کہ امام مؤذن کے قد قامت الصلوة کہنے سے پہلے کھڑا ہو۔

(التمهید ابن عبد البرج ۲ ص ۱۸۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الاستذکار ابن عبد البرج ۱ ص ۴۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۴۴۳ رقم الحدیث ۴۰۹۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ہشام ابن عروہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان مبارک

امام بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں۔

کره هشام یعنی ابن عروة ان یقوم حتی یقول المؤذن قدقامت الصلوة.

ترجمہ:...... حضرت ہشام ابن عروہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ جانا کہ کوئی شخص کھڑا ہو یہاں تک کہ مؤذن قد قامت الصلوة کہے۔

(عمدة القاری ج ۵ ص ۱۵۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (فتح الملهم ج ۲ ص ۱۸۳ مطبوعہ مکتبہ الحجاز کراچی)، (بذل المجهود شرح ابوداؤد ج ۲ جز ۴ ص ۱۱۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (اعلاء السنن ج ۴ ص ۳۲۸ مطبوعہ ادارة القرآن و العلوم الاسلامیہ کراچی)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین الشامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں۔

و یکره له الانتظار قائما و لکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح.

ترجمہ:...... آدمی کے لئے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہنچے تو کھڑا ہو جائے۔

(رد المحتار علی در المختار ج ۱ ص ۲۹۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں۔

اذا دخل الرجل عند الاقامة یکره له الانتظار قائما و لکن یقعد ثم یقوم اذ بلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح کذا فی المضمرات.

جب کوئی شخص اقامت کے وقت (مسجد میں) داخل ہو جائے تو اس کے لئے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مؤذن حی علی الفلاح تک پہنچے تو پھر کھڑا ہو جائے۔

(فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۶۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں۔

و اذا اخذ المؤذن فی الاقامة و دخل رجل المسجد فانه یقعد و لا ینتظر قائما فانه مکروه کما فی المضمرات قهستانی و یفهم منه کراهة القیام ابتداء الاقامة و الناس عنه غافلون.

ترجمہ:...... جب مؤذن اقامت شروع کرے اور کوئی شخص مسجد میں داخل ہو جائے تو وہ بیٹھ جائے اور کھڑے ہوکر انتظار نہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔ اس سے اقامت کے شروع ہی سے کھڑے ہونے کا مکروہ ہونا ثابت ہوا حالانکہ لوگ اس (مسئلے) سے غافل ہیں۔

(طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح ص ۲۲۵ مطبوعہ مکتبہ انصاریہ کابل افغانستان)

لیکن دیوبندی ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ ان کے نزدیک اقامت کے شروع میں کھڑا ہونا افضل و مستحب ہے۔ دیکھئے یہی مفتی محمد فرید صاحب دیوبندی اپنی ناقص تاویلات پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ لہٰذا اس عارض کی وجہ سے افضل یہ ہے کہ پہلے سے قیام کیا

جائے۔

(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ۲ ص ۱۸۹ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

معزز قارئین انصاف کیجئے ایک طرف کثیر فقہاء کرام انگوٹھے چومنے کو مستحب کہہ رہے ہیں لیکن دیوبندیوں نے اس کو بدعت سیئہ مکروہ کہہ دیا اور دوسری طرف کثیر فقہاء کرام نے اقامت کے شروع میں کھڑے ہونے کو مکروہ کہہ دیا مگر دیوبندیوں اس کو مستحب کہہ دیا۔ یہ ہے دیوبندی مذہب کا اصول اللہ ہمیں ان بے دینوں سے بچائیں۔ آمین۔

چہارم آپ کے عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے: بعضے فقہا مستحب نوشتہ اند (ترجمہ) بعض فقہاء نے اس کو مستحب لکھا ہے۔ (خلاصۃ الفتاوی مع مجموعۃ الفتاوی ج ا ص ۲۸ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) اور آپ کے مفتی عبدالحق دیوبندی بھی لکھتے ہیں۔ اگرچہ بعض علماء نے مستحب لکھا ہے۔

(فتاوی حقانیہ ج ۳ ص ۲۴ مطبوعہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ پاکستان)

اور دلیل میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کو پیش کیا ہے اب بتائے مفتی فرید صاحب آپ کے فتاوی سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ بدعتی ہیں یا نہیں آپ تو لکھتے ہیں کہ شامی (ردالمحتار) فقہی مسائل میں نہایت معتمد کتاب ہے۔ اسکا نہ ماننے والا جاہل یا متجاہل ہے۔

(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف فتاوی فریدیہ ج ا ص ۲۰۳ مطبوعہ دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی)

ردالمحتار کا ماننا درکنار آپ تو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کو بدعتی کہہ رہے ہیں اب آپ خود سوچ لے کہ آپ جاہل ہے یا متجاہل۔

اعتراض:...... محمد سرفراز گکھڑوی دیوبندی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ "صحیح نہ ہونے سے ضعیف ہونا لازم نہیں کیونکہ صحیح کے بعد درجہ حسن باقی ہے (جاء الحق ص ۳۸۲) مگر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی محدث جب مطلق لا یصح کہتا ہے تو اس کا مطلب اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہوتا کہ یہ روایت ضعیف ہے اگر حدیث حسن ہوتی ہے تو اس کی تصریح کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے یا لیس بصحیح بل حسن وغیرہ سے اس کو تعبیر کرتے ہیں۔ مطلق لا یصح سے حسن سمجھنا قات فہم کا نتیجہ ہے۔

(راہ سنت ص ۲۲۰ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

جواب۔ گکھڑوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ دلائل کے ذریعہ ثابت کرتے کہ محدثین کے لا یصح لم یثبت کہنے سے ضعیف ہی مراد ہوتا ہے حسن مراد نہیں ہوتا اور محدثین جب مطلق لا یصح یا لم یثبت لکھتے ہیں تو اس سے ضعیف ہی مراد ہوتا ہے مگر گکھڑوی صاحب اس سے قاصر رہے۔

محدثین کے لا یصح لم یثبت سے مراد حسن بھی ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلد محمد شمس الحق عظیم آبادی متوفی ۱۳۲۹ھ لکھتے ہیں۔

لا یلزم من نفی الثبوت ثبوت الضعف لا حتمال ان یراد بالثبوت الصحۃ فلا ینتفی الحسن. وعلی التنزل لا یلزم من نفی الثبوت عن کل فرد (ای عن صحیح والحسن) نفیہ عن المجموع (ای الصحیح والحسن والضعیف) انتہی کلامہ.

ترجمہ:...... نفی ثبوت حدیث سے اس کا ضعف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ ثبوت سے صحت مراد ہو (یعنی یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچی) تو اس سے حسن ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

(رسالۃ غنیۃ الالمعی مع طبرانی صغیر ج ۲ ص ۱۵۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

شیخ الحدیث تقی الدین صاحب ندوی دیوبندی اپنی کتاب فن اسماء الرجال (مصدقہ سید علی ندوی) لکھتے ہیں۔

جب کسی حدیث کے بارے میں "لایصح" یا "لایثبت" کہا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث موضوع ہے یا ضعیف ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عدم ثبوت سے حدیث کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث کو "لایصح" کہنے سے اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔ ممکن ہے وہ حدیث حسن یا حسن لغیرہ ہو۔

ان اصطلاحات کا علم اسماء الرجال اور فن جرح وتعدیل کے طالب علم کے لیے جاننا ضروری ہے۔ ورنہ اس فن کی کتابوں سے استفادہ میں بہت سی غلطیوں کا امکان ہے۔
(فن اسماء الرجال ص ٤٢ مطبوعہ ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد)

دوم اس کا جواب اسی گکھڑوی ہی کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں۔ گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نتائج الافکار میں لکھتے ہیں کہ:

لا يلزم من نفي الثبوت ثبوت الضعف لاحتمال ان يراد بالثبوت الصحة فلا ينتفي الحسن.

ترجمہ:...... نفی ثبوت حدیث سے اس کا ضعف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ ثبوت سے صحت مراد ہو (یعنی یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچی) تو اس سے حسن ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

حافظ ابن حجرؒ کے اس فنی نقطہ سے معلوم ہوا کہ نفی ثبوت سے ثبوت ضعف لازم نہیں ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ حدیث صحت کو تو نہ پہنچی ہو لیکن حسن کے درجہ کو پہنچ جائے اور اسی کو صالح سے تعبیر کر لیا گیا ہے اور حسن حدیث بھی جمہور کے نزدیک قابل احتجاج ہے۔
(سماع الموتی ص ٢٢٢،٢٢٥ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

الزاما جواب گکھڑوی صاحب کی اپج

مگر گکھڑوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی محدث جب مطلق لایصح لم یثبت کہتا ہے تو اس کا مطلب اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہوتا کہ یہ روایت ضعیف ہے اگر حدیث حسن ہوتی ہے تو اس کی تصریح کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے یا لیس بصحیح بل حسن وغیرہ سے اس کو تعبیر کرتے ہیں۔ گکھڑوی صاحب کا مطلق لایصح یا لم یثبت سے حسن سمجھنا قلت فہم کا نتیجہ ہے۔

گکھڑوی صاحب نے دو اشعار لکھے ہیں جو اس پر فٹ آرہے ہیں۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

اعتراض۔ محققین کے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں۔ دیکھئے مقاصد حسنہ میں ہے۔
لایصح فی المرفوع من کل هذا شیئی. (ترجمہ) ان سے کوئی مرفوع حدیث صحیح نہیں۔

شامی میں ہے۔ لم یصح من المرفوع من هذا الشیئی.

جواب۔ اس کے تین جواب ہے۔ اول محققین کا کسی حدیث کے متعلق فرمانا کہ صحیح نہیں اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ یہ حدیث غلط وباطل ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ صحت کے اس اعلیٰ درجہ کو نہ پہنچی جسے محققین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کہتے ہیں۔ لایصح سے مراد موضوع نہیں کیونکہ حدیث صحیح نہ ہونے اور موضوع ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ محمد طاہر فتنی خاتمہ مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔

بين قولنا لم يصح وقولنا موضوع بون كبير، فان الوضع اثبات الكذب والاختلاق، وقولنا لم يصح لايلزم منه اثبات العدم، وانما هو اخبار عن عدم الثبوت، وفرق بين الامرين.

ترجمہ:.... یعنی ہم محدثین کا کسی حدیث کو کہنا کہ یہ صحیح نہیں اور موضوع کہنا ان دونوں میں بڑا بل ہے، کہ موضوع کہنا تو اسے کذب و افترا ٹھہرانا ہے اور غیر صحیح کہنے سے نفی حدیث لازم نہیں، بلکہ اس کا حاصل تو سلب ثبوت ہے، اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔
(مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۵۰۲ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ القول المسدد فی الذب عن مسند احمد میں فرماتے ہیں۔

لایلزم من کون الحدیث لم یصح ان یکون موضوعا.

ترجمہ:.... یعنی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔
(القول المسدد ص ۳۷ مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ القاھرۃ مصر)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اکثر ما حکم الذھبی علی ھذا الحدیث، انہ قال متن لیس بصحیح وھذا صادق بضعفہ.

ترجمہ:.... یعنی بڑھ سے بڑھ اس حدیث پر امام ذہبی نے اتنا حکم کیا کہ یہ متن صحیح نہیں، یہ بات ضعیف ہونے سے بھی صادق آتی ہے۔
(التعقبات علی الموضوعات ص ۴۹ مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لایلزم عن عدم الصحۃ وجود الوضع کما لایخفی.

ترجمہ:.... یعنی کھلی ہوئی بات ہے کہ حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔
(الموضوعات الکبری ص ۳۱۸ برقم ۱۲۲۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی میں روز عاشورا سرمہ لگانے کی حدیث پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا حکم "لایصح ھذا الحدیث" (یہ حدیث صحیح نہیں) نقل کرکے فرماتے ہیں۔

ترجمہ:.... یعنی میں کہتا ہوں اس کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں، غایت یہ کہ ضعیف ہو۔
(الموضوعات الکبری ص ۳۲۱ برقم ۱۲۴۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

غیر مقلد محمد شمس الحق عظیم آبادی متوفی ۱۳۲۹ھ لکھتے ہیں۔

السؤال: ما الفرق بین ھذا الحدیث لایصح، وقولھم لایثبت ھل معناھما واحد او مغایر، و ما معنی قولھم؟

الجواب: قولھم لا یصح و لا یثبت یستعمل لمعان، فربما ارادوا بقولھم لا یصح و لا یثبت اثبات الضعف والاخبار عن عدم الثبوت من طریق الصحیح والحسن، و لایریدون بہ اثبات الوضع.

قال السیوطی فی اللآلیء المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ فی اوائل کتاب التوحید: قال الشیخ بدر الدین الزرکشی فی نکتہ علی ابن الصلاح: بین قولنا لم یصح و قولنا موضوع بون کبیر، فان الوضع اثبات الکذب والاختلاق، و قولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم، وانما ھو اخبار عن عدم الثبوت، وفرق بین الامرین. انتھی کلام السیوطی.

و مثلہ فی المصنوع فی الحدیث الموضوع لعلی القاری: وقال القاری فی تذکرۃ الموضوعات: حدیث "من طاف بھذا البیت اسبوعا وصلی خلف المقام" الخ. قال السخاوی لایصح قلت: لا یقال انہ موضوع غایتہ انہ ضعیف انتھی.

ترجمہ:.... سوال:۔ یہ حدیث صحیح نہیں اور یہ حدیث ثابت نہیں، ان میں کیا فرق ہے۔ کیا ان کا معنی ایک ہے یا الگ الگ۔ اور ان کے اس قول کا کیا معنی ہے؟

جواب:.... ان کا قول کہ صحیح نہیں اور ثابت نہیں یہ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے کبھی ان کی مراد لا یصح سے اور لا یثبت سے ضعف ثابت کرنا ہوتا ہے اور صحیح اور حسن کے طریقے پر اخبار کا عدم ثبوت ثابت کرنا ہوتا ہے، اس سے موضوع ثابت کرنے کا ارادہ نہیں کرتے۔

امام سیوطی نے لآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعۃ میں کتاب التوحید کے شروع میں لکھا ہے۔ شیخ بدر الدین الزرکشی نے علی ابن الصلاح کے نکتہ

میں فرمایا ہے:

یعنی ہم محدثین کا کسی حدیث کو کہنا کہ یہ صحیح نہیں اور موضوع کہنا ان دونوں میں بڑا بل ہے، کہ موضوع کہنا تو اسے کذب و افتراء ٹھراتا ہے اور غیر صحیح کہنے سے نفی حدیث لازم نہیں، بلکہ اس کا حاصل تو سلب ثبوت ہے، اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ امام سیوطی کا کلام پورا ہوا۔

اسی طرح ملا علی قاری نے المصنوع فی الحدیث الموضوع میں لکھا ہے۔

اور ملا علی قاری نے تذکرۃ الموضوعات میں فرمایا ہے۔

حدیث:..... جس نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھی۔ امام سخاوی نے فرمایا لا یصح۔ میں کہتا ہوں یہ نہ کہا جائے کہ یہ موضوع ہے۔ بلکہ انتہائی یہ ہے کہ ضعیف ہے۔

(رسالۃ ضحیۃ الالسمی مع طبرانی صغیر ج ۲ ص ۱۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قارئین حضرات یہ بات اظہر من الشمس کی طرح واضح ہوگئی کہ محققین کے نزدیک لا یصح سے مراد موضوع نہیں ہوتا۔

دوم حدیث صحیح نہ ہونے سے اگر مان بھی لیا جاوے کہ یہ حدیث ضعیف ہے پھر بھی فضائل اعمال میں ضعیف حدیث معتبر ہوتی ہے۔

شیخ ابو طالب محمد بن الحسن المکی متوفی ۳۸۶ھ لکھتے ہیں۔

الاحادیث فی فضائل الاعمال و تفضیل الاصحاب متقبلۃ محتملۃ علی کل حال مقاطیعھا و مراسیلھا لا تعارض و لا ترد کذلک کان السلف یفعلون.

ترجمہ:..... یعنی فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں۔ مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کی جائے گی

اور نہ انہیں رد کیا جائے گا آئمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔

(قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب ج ۱ ص ۱۷۸)

امام یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں۔

الھم قد یرورون عنھم احادیث الترغیب والترھیب وفضائل الاعمال والقصص واحادیث الزھد ومکارم الاخلاق ونحو ذالک مما لا تتعلق بالحلال والحرام وسائر الاحکام وھذا الضرب من الحدیث یجوز عند اھل الحدیث وغیرھم التساھل فیہ وروایۃ ماسوی الموضوع منہ والعمل بہ لان اصول ذالک صحیحۃ مقررۃ فی الشروع معروفۃ عند اھلہ.

ترجمہ:..... حضرات محدثین ضعیف راویوں سے ترغیب، ترہیب، فضائل اعمال، قصہ جات، زہد اور مکارم اخلاق میں احادیث روایت کرتے ہیں لیکن حلال و حرام کے احکام سے تعلق رکھنے والی احادیث ایسے راویوں سے بالکل روایت نہیں کرتے۔ اس قسم کی احادیث ضعیف راویوں سے روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا محدثین کے نزدیک جائز ہے کیونکہ یہ اصول شریعت میں صحیح و مقرر اور اہل شریعت کے ہاں معروف ہے۔

(شرح مسلم نووی ص ۲۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یہی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

قال العلماء من المحدثین والفقھاء وغیرھم یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترھیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعا.

ترجمہ:..... محدثین، فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال، ترغیب اور ترہیب کے باب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز و مستحب ہے جبکہ وہ حدیث موضوع نہ ہو۔

(الاذکار ص ۷ ناشر مکتبہ سیفیۃ پشاور)

امام ابن حجر ہیتمی مکی متوفی ۹۷۴ھ لکھتے ہیں۔

الذی اطبق علیہ ائمتنا الفقھاء والاصولیون والحفاظ ان الحدیث الضعیف حجۃ فی المناقب کما انہ ثم باجماع من یعتد بہ حجۃ فی فضائل الاعمال.

ترجمہ:..... ہمارے ائمہ فقہاء اصولیین اور حفاظ کا اس پر اتفاق ہے کہ مناقب میں بھی حدیث ضعیف حجت ہوتی ہے جس طرح قابل شمار علماء کا اس پر اجماع ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف حجت ہوتی ہے۔

(تطہیر الجنان واللسان ص ۱۳ مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔

و یجوز عند اهل الحدیث و غیرهم التساهل فی الاسانید الضعیفة و روایة ما سوی الموضوع من الضعیف و العمل به.

ترجمہ:..... اور محدثین وغیرہم علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ضعف موضوع کے سوا ہر قسم حدیث کی روایت اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے۔

(تدریب الروی ص ۲۹۸ مطبوعہ مکتبۃ الریاض الحدیثة. الریاض)

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں۔

الذی یصلح للتعویل علیه ان یقال اذا وجد حیث فی فضیلة عمل من الاعمال لا یحتمل الحرمة و الکراهیة یجوز العمل به و یستحب لانه مامون الخطر و مرجوّ النفع.

ترجمہ:..... یعنی اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت میں کوئی حدیث پائی جائے اور وہ حرمت وکراہت کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز و مستحب ہے کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

(نسیم الریاض شرح شفا)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں۔

فی فضائل الاعمال یجوز العمل بالحدیث الضعیف.

ترجمہ:..... فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔

(شامی ج ۱ ص ۲۸۴ باب الاذان مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

یہی وجہ ہے کہ علامہ شامی نے لم یصح فی المرفوع فرماتے ہوئے بھی

یستحب یعنی مستحب ہے فرمایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں۔

ان الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل اعمال.

ترجمہ:..... بے شک حدیث ضعیف فضائل اعمال میں معتبر ہے۔

(مقدمہ لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۳۶ مطبوعہ مکتبہ المعارف العلمیہ شیش محل لاہور)، (مقدمۃ مشکوۃ ص ۶ مطبوعہ نورمحمد اصح المطابع کراچی)

سوم اگر اس کے متعلق کوئی بھی حدیث نہ ملتی۔ تب بھی امت مصطفی ﷺ کا مستحب ماننا ہی کافی تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ما رآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن.

ترجمہ:..... جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

(امام حاکم فی المستدرک ج ۳ ص ۸۳، ۸۴ رقم الحدیث ۴۴۶۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البحر الزخار المعروف بمسند البزار ج ۵ ص ۲۱۲، ۲۱۳ رقم الحدیث ۱۸۱۶ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ)، (مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۹ رقم الحدیث ۳۵۸۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۷۵ رقم الحدیث مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (اعلام الموقعین ابن جوزی ج ۱ ص ۶۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)، (مسند الطیالسی ص ۳۳ رقم الحدیث ۲۴۶ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)، (مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج ۱ ص ۱۷۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (کتاب الآثار امام محمد حاشیۃ ابو الوفاء افغانی ج ۲ ص ۱۹۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (شرح السنۃ امام بغوی ج ۱ ص ۱۸۶، ۱۸۷ رقم الحدیث ۱۰۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (کشف الخفاء ومزیل الالباس ج ۲ ص ۲۴۵ رقم الحدیث ۲۲۱۴ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (المقاصد حسنہ امام سخاوی ص ۳۶۱ رقم الحدیث ۹۵۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

امام ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی متوفی ۵۰۹ھ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی حمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:
من بلغه عن الله تعالی فضیلة فلم یصدق بها لم ینلها.

ترجمہ:..... حضرت ابوحمزہ انس بن مالک ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ مانے اس فضل سے محروم رہے گا۔

(دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب ج ۳ ص ۵۱۰ رقم الحدیث ۵۷۵۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (مسند ابی یعلی)، (جامع الصغیر ج ۲ ص ۵۲۰ رقم الحدیث ۸۵۹۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر للنبهانی ج ۳ ص ۱۹۶ رقم الحدیث ۱۱۵۲۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر للسیوطی ج ۷ ص ۱۶۰ رقم الحدیث ۲۱۵۹۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (فیض القدیر شرح جامع الصغیر ج ۶ ص ۱۲۴ رقم الحدیث ۸۵۶۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (غایۃ الاحکام فی احادیث الاحکام ج ۲ ص ۵۸۶ رقم الحدیث ۳۸۴۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (المقاصد الحسنہ ص ۶۷۳ رقم الحدیث ۱۰۹۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (کشف الخفاء ومزیل الالباس ج ۲ ص ۳۰۹ رقم الحدیث ۲۲۲۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

امام محب الدین ابی جعفر احمد بن عبداللہ الطبری متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں۔

عن انس ﷜، رفع الحدیث الی النبی ﷺ انه قال: من بلغه عن الله فضل اعطاه الله ذلک وان لم یکن ذلک کذلک، وقع لنا هذا الحدیث بهذا اللفظ ثمانی الاسناد، واخرجناه بسنده فی کتاب العوالی فی قسم الثمانیات، اواخرجه الامام ابو القاسم ابن عساکر الحافظ الدمشقی. الاربعین الطوال من حدیث جابر، واخرجه الامام ابو محمد الحسین البغوی من حدیث انس بلفظ حدیث جابر، واخرجه الامام الحافظ ابو محمد الحسن بن محمد الحسن الخلال بسنده من حدیث جابر ولفظه: من بلغه عن الله شئ فیه فضیلة فاخذ به ایمانا واحتسابا ورجاء ثوابه، اعطاه الله ذالک وان لم یکن کذالک. واخرجه الامام ابو الحسن علی بن الحسن القرشی الهکاری من حدیث معاذ بن جبل، ولفظه: من بلغه عن الله جل وعلا فضیلة فاخذ بها التماس اجرها ورجاء ثوابها اعطاه الله اجر ذلک وان لم یکن کذلک:

ترجمہ..... (مختصراً) حضرت جابر ﷜ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور اس کے ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا فرمائے گا اگرچہ وہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

(غایۃ الاحکام فی احادیث الاحکام ج ۲ ص ۵۸۶ رقم الحدیث ۳۸۴۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (کنز العمال ج ۱۵ ص ۷۹۱ رقم الحدیث ۴۳۱۳۲ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (تاریخ بغداد ج ۸ ص ۲۹۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب ج ۳ ص ۵۵۹۔ ۵۱۰ رقم الحدیث ۵۷۵۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (جامع الاحادیث الکبیر للسیوطی ج ۷ ص ۱۶۰ رقم الحدیث ۲۱۵۹۱ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (جمع الجوامع للسیوطی ج ۷ ص ۱۲۴ رقم الحدیث ۲۱۵۹۰ ـ ۲۱۵۹۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (کشف الخفاء ومزیل الالباس ج ۲ ص ۳۱۰ رقم الحدیث ۲۲۲۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

حضرت ابوہریرہ ﷜ کی روایت میں ہے کہ:

ما جآء کم عنی من خیر قلته اولم اقله فانی اقوله و ما جآء کم عن من شر فانی لا اقول لشر۔

ترجمہ:..... کہ تمہیں جس بھلائی کی خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ ہو فرمائی تو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بری بات کی خبر پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۷ رقم الحدیث ۸۷۸۷ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)

سرفراز خان دیوبندی لکھتے ہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ علماء امت کا تعامل بھی ایک شئے ہے اور اس سے بھی صرف نظر نہیں کی جاسکتی اور ایسے فروعی مسائل میں ادلۂ قطعیہ کی حاجت بھی نہیں ہوتی، فی الجملہ دلائل درکار ہوتے ہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں وہ سب موجود ہیں۔

(سماع الموتیٰ ص ۲۲۲ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

ہم بھی دیوبندیوں سے یہی بات کہتے ہیں کہ علماء امت کا تعامل بھی ایک شئے ہے اور اس سے بھی صرف نظر نہیں کی جاسکتی۔ اتنے کثیر علماء امت نے نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کو مستحب کہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

امام مکی از قوت القلوب، اسمٰعیل حقی، علامہ شامی، علامہ الطحاوی، ملا علی قاری، علامہ قہستانی، علامہ عبدالقدوس، ملا طاہر محدث فتنی، امام سخاوی، امام جمال مکی، محمد بن صالح مدنی، ان کے علاوہ کثیر علماء امت (جن کے حوالا جات پیچھے گزر چکے ہیں) نے نام

اقدس سن کر انگوٹھے چومنے کو مستحب کہا ہے۔ ان کثیر علماء امت کا نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے کو مستحب کہنا ہمارے لئے کافی ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ دو اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے اپنی بہترین کتاب جاء الحق میں لکھتے ہیں۔

اعتراض: ... حضرت آدم علیہ السلام نے اگر نور مصطفیٰ علیہ السلام انگوٹھے کے ناخنوں میں دیکھ کر اس کو چوما تھا۔ تو تم کون سا نور دیکھتے ہو جو چومتے ہو۔ چومنے کی جو وجہ وہاں تھی وہ یہاں نہیں۔

جواب:..... حضرت ہاجرہ جب اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لے کر مکہ مکرمہ کے جنگل میں تشریف لائیں تو تلاش پانی کے لئے صفا و مروہ پہاڑ کے درمیان دوڑیں۔ آج تم حج میں وہاں کیوں دوڑتے ہو؟ آج کہاں پانی کی تلاش ہے؟ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے قربانی کے لئے جاتے ہوئے راستے میں تین جگہ شیطان کو کنکر مارے آج تم حج میں وہاں کیوں کنکر مارتے ہو؟ وہاں اب کونسا شیطان آپ کو دھوکا دے رہا ہے؟ حضور علیہ السلام نے ایک خاص ضرورت کی وجہ سے کفار مکہ کو دکھانے کے لئے طواف میں رمل کرا کر اپنی طاقت دکھائی۔ بتاؤ کہ اب طواف قدوم میں رمل کیوں کرتے ہو؟ اب وہاں کفار کہاں دیکھ رہے ہیں؟ جناب انبیائے کرام کے بعض عمل ایسے مقبول ہو جاتے ہیں کہ ان کی یادگار باقی رکھی جاتی ہے اگرچہ وہ ضرورت باقی نہ رہے اسی طرح یہ بھی ہے۔

اعتراض:۔ کیا وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے نام پر انگوٹھے کے ناخن چومتے ہو۔ کوئی اور چیز کیوں نہیں چومتے ناخن میں کیا خصوصیت ہے؟ ہاتھ پاؤں کپڑے وغیرہ چومنا چاہئیے۔

جواب:..... چونکہ روایت میں ناخن ہی کا ثبوت ہے۔ اس لئے اسی کو چومتے ہیں منصوصات میں وجہ تلاش کرنا ضروری نہیں۔ اگر اس کا نکتہ ہی معلوم کرنا ہے تو یہ ہے کہ تفسیر

خازن، روح البیان وغیرہ نے پارہ ۸ سورۂ اعراف زیر آیت بدت لھما سواتھما (آیت نمبر ۲۲) میں بیان فرمایا کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کا لباس ناخن تھا یعنی تمام جسم شریف پر ناخن تھا جو کہ نہایت خوبصورت اور نرم تھا جب ان پر عتاب الٰہی ہوا وہ کپڑا اتار لیا گیا۔ مگر انگلیوں کے پوروں پر بطور یادگار باقی رکھا گیا جس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ناخن جنتی لباس ہیں اور اب جنت تو ہم کو حضور علیہ السلام کے طفیل سے ملیگی لہذا ان کے نام پر جنتی لباس چوم لیتے ہیں جیسے کہ کعبہ معظمہ میں سنگ اسود جنتی پتھر ہے اس کو چومتے ہیں باقی کعبہ شریف کو نہیں چومتے۔ کیونکہ وہ اس جنتی گھر کی یادگار ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے زمین پر آیا تھا اور طوفان نوحی میں اٹھا لیا گیا۔ اور یہ پتھر اس کی یادگار رہا۔ اسی طرح ناخن بھی اس جنتی لباس کی یادگار ہے۔

(جاء الحق ص ۳۷۲ مطبوعہ فرید بکڈپو دھلی)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں۔

حدثنا القاسم قال ثنا الحسن قال ثنی حجاج عن حسام بن معید عن قتادة وابی بکر قتادة قال کان لباس آدم فی الجنة ظفرا کله فلما وقع بالذنب کشط عنه وبدت سوأته.

(تفسیر الطبری ج ۸ ص ۱۴۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی متوفی ۷۰۱ھ لکھتے ہیں۔

کان لباسهما من جنس الاظفار ای کالظفر بیاضاً فی غایة اللطف واللین فبقی عند الاظفار تذکیراً للنعم وتجدیدا للندم.

ترجمہ:..... حضرت آدم وحوا علیہما السلام کا لباس ناخن کی جنس سے تھا یعنی ناخن کی طرح صاف وشفاف اور انتہائی لطیف و نرم جواب ناخنوں کے مقام پر باقی رہ گیا نعمتوں کی یادگار اور ندامت کی تجدید کے لئے۔

(تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۰۷ مطبوعہ مکتبة القرآن والسنة پشاور)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

واخرج الفریابی وابن شیبة وعبد بن حمید وابن جریر وابن

المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویه والبیهقی فی سننه وابن عساکر فی تاریخه عن ابن عباس قال: کان لباس آدم وحواء کالظفر، فلما اکلا من الشجرة لم یبق علیهما الا مثل الظفر.

ترجمہ: امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ بیہقی نے اپنی سنن میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کا لباس ناخن کی مانند تھا۔ جب انہوں نے اس شجر ممنوعہ سے کھایا تو جسم سے وہ لباس اتر گیا اور صرف ناخنوں پر باقی رہ گیا۔ (تاکہ نعمت کی یاد آتی رہے)

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج ۳ ص ۱۳۹ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

دعا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ یا اللہ! ہم تمام مسلمانوں کو مسلک اہل سنت وجماعت کے دامن سے وابستہ فرما۔ اور عقیدہ اہل سنت وجماعت پر ہی ہماری حیات ووفات ہو۔ اور ہر قسم کے فتنوں سے ہمیں محفوظ فرما۔

بحرمة الانبیاء العظام و الاولیاء الکرام امین یا رب العالمین و صلی الله تعالی علی سیدنا و محبوبنا و نبینا محمد و علی اله و اصحابه و ازواجه و اتباعه الی یوم الدین.

و الله تعالی و رسوله الاعلی اعلم بالصواب

سعید اللہ خان قادری

متعلم دار العلوم غوثیہ پرانی سبزی منڈی درجہ رابعہ

2/1/2007 آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ پہاڑ گنج ناظم آباد کراچی

علامہ سعید اللہ خان قادری صاحب کی دیگر محققانہ تصانیف

اقامت میں

حی علی الفلاح

پر کھڑے ہونے کا شرعی حکم

337 حوالہ جات سے مزین مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

دعا

بعد نماز جنازہ

امام الانبیاء ﷺ کی سنت ہے

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت

قرآن واحادیث سے دعا بعد نماز جنازہ کا مدلل ثبوت

مخالفین کی کتب سے دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت

مخالفین کے اعتراضات کے منہ توڑ جوابات

انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آجائے گی

حیلۃ الاسقاط

مع دوران القرآن کا مدلل ثبوت

حیلہ شرعی کا ثبوت

حیلہ اسقاط کا ثبوت

حیلہ اسقاط مع دوران القرآن کا ثبوت

اعتراضات کے منہ توڑ جوابات

غیب

کی خبریں دینے والا نبی

علم غیب کے موضوع پر بہترین کتاب

دلائلوں کے انبار اور اعتراضات کے مسکت جوبات

انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آجائے گی

تفسیر

میاں گل جان

سورہ اخلاص کے فضائل اور مختصر تشریح

خضر علیہ السلام

نبی ہیں یا ولی؟

حضرت خضر علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات

بہترین تحقیق

انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آجائے گی

چوری پر چوری

نام کے علماء اور مکتبوں کی چوریوں کی نشان دہی

ہر کوئی مطالعہ فرما کر اپنی معلومات میں اضافہ کرے

سرکار ﷺ نے سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار کیا

دیدار الٰہی پر بہترین تحقیق اور اعتراضات کے مسکت جوابات

انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آ جائے گی

مقامِ سلسلہ قادریہ

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے غلاموں کے لئے بہترین تحفہ

انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آ جائے گی

عمامہ شریف کے فضائل

عمامہ شریف کے رنگ اور شرعی حکم

بہترین تحقیق انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آ جائے گی

کون مشرک و بدعتی؟

بہترین تحقیق انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آ جائے گی

فتاویٰ میاں گل جان

جلد اوّل کتاب العقائد و کتاب الصلاۃ

بہترین تحقیق انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آ جائے گی

اسباق سلسلہ قادریہ مبارک

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین سیدی و مرشدی قبلہ سید میاں گل صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ

(۱) لا الہ الا اللہ ہزار مرتبہ

(۲) الا اللہ ہزار مرتبہ

(۳) اللہ ہزار مرتبہ

(۴) ھو ہزار مرتبہ

(۵) اللہ ھو ہزار مرتبہ

(۶) ھو اللہ ہزار مرتبہ

(۷) انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو ہزار مرتبہ

(۸) استغفار پانچ سو مرتبہ

درود شریف ہزار مرتبہ

مراقبہ فجر و عصر کے بعد

خادم اہل سنت سعید اللہ خان قادری

آستانہ عالیہ غوثیہ بہار کالونی کراچی

مصنف کی دیگر کتب

- حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا شرعی حکم
- دعا بعد نماز جنازہ
- حیلۃ الاسقاط
- غیب کی خبریں دینے والا نبی
- تفسیر میاں گل جان
- حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی؟
- چوری پر چوری
- سرکار نے سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار کیا
- مقام سلسلہ قادریہ
- عمامہ شریف کے فضائل
- مشرک و بدعتی کون؟
- فتاویٰ میاں گل جان

ملنے کا پتہ

مکتبہ میاں گل جان

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

Printed By : JAMEEL BROTHERS 0332-2316945